



URDU Gif Format

کذب جیسے بدترین عیب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و مہرہ ہے

سبحن السبوح عن کذب عیب مقبوح

۱۴۰۷ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا



ALHAZRAT NETWORK

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک

www.alahazratnetwork.org

رسالہ

سُبْحَنَ السُّبُّوحِ عَنِ كَذِبِ عَيْبِ مَقْبُوحِ (کذب جیسے بدترین عیب سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک و منزہ ہے)

www.alahazratnetwork.org

مسئلہ از ابو محمد صادق علی مداح عفی عنہ گڑھ مکٹیسری از میرٹھ بالائے کوٹ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین در بارہ مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ جس کا اعلان
تقریری و تقریری علمائے گنگوہ و دیوبند اور ان کے اتباع آج کل بڑے زور شور سے کر رہے ہیں، تحریراً
کتاب ”براہین قاطعہ“ میں کہ مولوی خلیل انبیسٹی کے نام سے شائع کی گئی، جس کی لوح پر لکھا ہے ”ابامر
حضرت چنین و چناں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی“ اور خاتمہ پر ان کی تقریریں پائیں الفاظ ہے،
”احقر الناس رشید احمد گنگوہی“ نے اس کتاب براہین قاطعہ کو اول سے آخر تک بغور دیکھا، الحیٰ کہ یہ جواب
کافی اور حجت وافی ہے اور مصنف کی وسعت نور علم اور فصاحت و کمال و فہم پر دلیل واضح، حق تعالیٰ اس تالیف نفیس
میں کرامت قبولیت عطا فرمائے اور مقبول مقبولین و معمول عاملین فرمائے“ (ملخصاً) جس سے ثابت کر دیا کہ کتاب
یہی تالیف ان کی ہے، صفحہ ۳ پر یوں مکتوب ہے: ”امکان کذب کا مسئلہ اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما
میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید آیا جائز ہے۔ رد المحتار میں ہے، اهل يجوز الخلف في الوعيد فظاھر

ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعر قائلون بجوازہ (کیا خلف وعید جائز ہے، مواقف اور مقاصد سے یہی واضح ہوتا ہے کہ اشاعر اس کے جواز کے قائل ہیں۔ ت) پس اس طرح کرنا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اس پر تعجب کرنا محض ظاہری اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔ انتہی ظننا۔ تفسیر پر مولوی ناظر حسن دیوبندی مدرس اول مدرس عربیہ میرٹھ نے مسجد کوٹ پر بلند آواز سے چند مسلمان میں کہا کہ ہمارا تو اعتقاد یہ ہے کہ خدا نے کبھی جبرٹ بولا نہ بولے مگر بول سکتا ہے، بہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بھیجے گا تو کسی کا اجارہ نہیں، اور یہی امکان کذب ہے، انتہی

پس ایسا اعتقاد کیسا ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں جس کا عقیدہ ایسا ہے، ہمتی بات بتاؤ اچھا اجر پاؤ۔

الجواب

سبحن من یلک رب العزۃ عما یصفون، وسلام علی المرسلین، والحمد لله رب العلمین، الحمد لله المتعال شأنہ من الکذب والجهل والیأس والہزل والعجز والبخل، وکل ما یس من صفات الکمال المنزہ عظیم قدر متہ بکمال قدوسیۃ و جمال بیو حیۃ من وصفہ خروج ممکن اور لوج محال، قوله الحق و وعدہ الصدق، ومن صدق من اللہ قیلا، وکلامہ الفصل وما ہو بالہزل فبیحہن اللہ بیکرة واصیلا، لذاتہ القدیم ولنعتہ القدیم، فلا حادث

آپ کا رب رب العزت ہر اس عیب سے پاک ہے جو یہ مخالفین بیان کرتے ہیں، تمام رسولوں پر سلام ہو، تمام حمد اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، تمام حمد اللہ کے لئے جس کی شان اقدس ہر قسم کے کذب، جہل، بے عقلی، غیر سنجیدگی، بخل اور ہراس وصف سے پاک ہے جو اس کے کمال منزہ کے خلاف ہے کمال قدوسیۃ اور جمال بیو حیۃ کی وجہ سے اس کی قدرت خروج ممکن اور دخول محال کے عیب سے پاک و مبرا ہے، اس کا فرمان حق اور اس کا وعدہ سچا اور قول کے اعتبار سے اس سے بڑھ کر کون سچا ہو سکتا ہے، اس کا مقدس کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہے اور وہ مذاق و طعشہ نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے صبح و شام، اس کی ذات بھی قدیم اور صفات

يقوم ولا قائم يحول، وكلامه انما صدقه
انما، فلا الكذب يحدث ولا الصدق
يزول، والصلاة والسلام على الصادق
المصدق سيد المخلوق النبي الرسول
الآق بالحق من عند الحق لدين الحق
على وجه الحق والحق يقول فهو الحق و
كنا به الحق بالحق انزل وبالحق نزل وعلى
الحق النزول، واشهد ان لا اله الا الله وحده
لا شريك له حقا حقا، واشهد ان محمدا عبدا
ورسوله بالحق امر الله صدقا صادقا صلوات
الله وسلامه عليه وعلى آله وصحبه وكل من
ينتمى اليه، وعلينا معهم وبهم ولهم
يا ارحم الراحمين، آمين آمين، اله الحق
أمين، قال المصدق لربه بتوفيقه العظيم
السبح لمولاه عن كل وصف ذي صبح،
عبد المصطفى احمد رضا المحمدي
السني الحنفي القادري البركاني البيلوي
صدق الله تعالى قوله في الدنيا الاخيرة
وصدق فيه ظنه بالعفو والمغفرة، آمين،
اللهم هداية الحق والصواب.

بھی قدیم تو حادث قائم نہیں رہتا اور قائم متغیر نہیں رہتا اور اس کا
کلام انی ہے اور اس کا صدق انی ہے تو اس کے کلام میں کذب کا
نہیں اور اس کے صدق کو نزول نہیں، صلوة وسلام ہوا اس فات احمد پر
صادق وصدق تمام مخلوق کے سرکار نبی رسول حق کی طرف جائز ہے
بطریق حق، دین حق کے لئے حق لانے والے،
حق کا فرمان ہے کہ حق ہیں، ان کی کتاب حق جو
حق کے ساتھ نازل کا اور نازل ہوئی ادا اس کا نزول حق پر
ہوا، میں شہادت دیتا ہوں اللہ وحدہ لا شریک ہے
اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ سراپا حق ہے
میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اس کے خاص بندہ اور رسول ہیں
اور ان کو حق وصدق دے کر بھیجا، ان پر اللہ تعالیٰ
کی طرف سے صلوة وسلام ہوا ان کی آل و اصحاب
اور ان کی طرف سے ہر غسوب پر، ساتھ ہم پر بھی
ان کی وجہ سے ان کی خاطر ہو یا ارحم الراحمین آمین
آمین الہ الحق آمین، اپنے رب کی تصدیق کرنا
اس کی عظیم توفیق سے، ہر بڑے وصف سے اپنے
رب کی پاکیزگی بیان کرنے والا غلام مصطفیٰ احمد رضا
محمدی سنی حنفی قادری برکانی بیلوی کہتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کے قول کو دنیا و آخرت میں سچا
فرمائے، اور اس کا اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ سے عفو و مغفرت کے حسن ظن کو سچا فرمائے آمین
اے اللہ! تو ہی حق و صواب کی رہنمائی فرمانے والا ہے۔ (ت)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ بکول وقت رب الارباب، اس مختصر جواب موضع صواب و مزید ارباب ہیں
اپنے مولیٰ بل و علا کی تسبیح و تقدیس اور اس جناب رفیع و جلال خبیع پر جرات و جسارت والوں کی تسبیح و
تقدیس کے لئے کلام کو چار تہزیبوں پر منقسم اور ایک خاتمہ پر ختم اور بنظر ہدایت عوام و ازاہستہ اوام

ایک ضروری مقدمہ ان پر مقدم کرتا ہے۔

تقریب اول میں ائمہ دین و علمائے معتمدی کے ارشادات میں جن سے بحمد اللہ شمس و امس کی طرح روشنی
میں کہ کذب الہی بالاجماع محال اور اسے قدیم سے ائمہ سنت میں مختلف فیہ ماننا عناد و مکابرہ یا جاہلانہ
خسب ال۔

تقریب دوم میں بفضل ربانی دعویٰ اہل حق پر دلائل قرآنی جن سے واضح ہو کہ کذب الہی قطعاً مستحیل اور
ادعائے امکان باطل و سبب دلیل۔

تقریب سیم میں امام و بابیر و معلم ثانی طائفہ نجدیہ مصنفہ لکیر و زی کی خدمت گزاری اور ان حضرات کے
ادام باطلہ و ہدایات عاطفہ کی تازہ برداری کہ یہی صاحب ان حضرات نو کے امام کہیں اور ان کے مرجع و طباطب
ماخذ و منتہی، انھیں کے سخن۔

تقریب چہارم میں جمالات جدیدہ کا علاج کافی اور اس امر حق کا ثبوت وانی کہ مسئلہ قدیمہ خلفت
و حید، اس مسئلہ حادثہ سے منزوں بعید۔

خاتمہ میں جواب مسائل و حکم قائل و الحمد للہ بحسب السائل۔

مقدمہ، اقول و باللہ التوفیق و بہ الوصول الی ذریۃ تحقیق، مسلمان کا ایمان ہے کہ مولیٰ
سبحانہ و تعالیٰ کے سب صفات، صفات کمال و برودہ کمال ہیں، جس طرح کسی صفت کمال کا سلب اس
سے ممکن نہیں یہیں معاذ اللہ کسی صفت نقص کا ثبوت بھی امکان نہیں رکھتا اور صفت کا برودہ کمال ہونا
یہ معنی کہ جس قدر چیزیں اس کے تعلق کی قابلیت رکھتی ہیں ان کا کوئی ذرہ اس کے احاطہ دائرہ سے خارج
نہ ہونہ یہ کہ موجود و معدوم و باطل و موجود میں کوئی شے مفہوم ہے اس کے تعلق کے نہ رہے اگرچہ
وہ اصلاً صلاحیت تعلق نہ رکھتی ہو اور اس صفت کے دائرہ سے محض اجنبی ہو۔

اب احاطہ دوائر کا تفرق دیکھئے،

(۱) خلاق کبیر جل و علا فرماتا ہے، خالق کل شیء فاعبدہ وہ ہر چیز کا بنانے والا ہے تو اسے
پوجو۔ یہاں صرف حوادث مراد ہیں کہ قدیم یعنی ذات و صفات باری تعالیٰ عز و مجدہ مخلوقیت سے پاک۔
(۲) سمیع و بصیر جل مجدہ فرماتا ہے، انہ بكل شیء بصیر وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے، یہ

تمام موجودات قدیم و حادثہ سب کو شامل مگر معدومات خارج یعنی مطلقاً یا جس چیز نے ازل سے اب تک

عنه فأنشأه ، اعلم انه سبحانه يسمع كلام
القاري في منه الروح الى تخصيصهم
بصايرة تعالي بالاشكال والالوان
وسمعه بالاصوات والكلام وقد صرح
العلامة الاقاني في شرح جوهرية
التوحيد بعمومهما كل موجودات تبعه
سيدي عبيد الغني في الحمد يفة و
هذه الكلام الاقاني قال ليس سمعه تعالي
خاصا بالاصوات بل يعم سائر الموجودات
ذوات كانت او صفات فيسمع ذاته
العلية وجميع صفاته الاثرية كما يسمع
ذواتها وما قام بها من صفاتها كعلمها
والوانشا وهكذا البصيرة سبحانه و
تعالي لا يختص بالالوان ولا بالاشكال
والاكوان فحكمه حكم السمع سواء
بسواء فمتعلقهما واحد انتهى ، اما
ما قال الاقاني قبل ذلك حيث عرفت
السمع بانه صفة اثرية قائمة بذاته
تعالي تتعلق بالسموعات او بالموجودات ^{التي}

قائدہ، واضح ہو کہ ”مخ الارض“ میں ظلالی قاری کے کلام سے اللہ تعالیٰ کی بصارت کا اشکال والوان اور اس کی سمیع کا اصوات و کلام کے ساتھ اختصار و اشارۃ معلوم ہوتا ہے حالانکہ علامہ لاقانی نے ”جوہرۃ التوحید“ کی شرح میں اللہ تعالیٰ کی مذکورہ دونوں صفات کو تمام موجودات میں عام ہونے کی تصریح کی ہے اور علامہ عبد الغنی نابلسی نے حلیۃ میں ان کی استنباع کی ہے، اور علامہ لاقانی کا کلام یہ ہے، انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سمیع صرف اصوات کے ساتھ مختص نہیں کی بلکہ تمام موجودات کو عام ہے خواہ ذات ہوں یا صفات، تو باری تعالیٰ اپنی ذات و صفات کا سامع ہے جس طرح وہ ہماری ذات اور ہماری صفات مثلاً ہمارے علوم اور الوان کا سامع ہے یونہی سبحانہ و تعالیٰ کی بعض احوال کا سامع ہے کہ وہ بھی اکوان والوان و اشکال کے ساتھ مختص نہیں اس کا معاملہ بھی سمیع جیسا ہے اور دونوں صفات برابر ہیں تو دونوں کے تعلقات بھی ایک جیسے ہیں انتہی، (اور اس پر علامہ نابلسی کا کلام یہ ہے) لیکن علامہ لاقانی نے جو اس سے قبل فرمایا تھا اس کی تعریف یوں کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے جو اس کی

(باقی بر صفحہ آئندہ)

کسوت وجود نہ پہنی نہ ابد تک پہنے کہ ابصار کی صلاحیت موجود ہی میں ہے جو اصلاً ہے ہی نہیں، وہ نظر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والبصير بانه صفة انسانية تتعلق
بالبصرات او بالموجودات الخ فاقول
لا يجب ان يكون اشارة الى المخلاف بل
اقى اولاً بالبصرات معتمد على بداهة
تصوره ثم اسردف بالموجودات فسراراً
عن صورة الدور، وليس في التعبيرين
تناف اصطلاحان البصر ما يتعلق به الا بصاً
وليس فيه دلالة على خصوصية شئ
دون شئ فاذا كانت الابصار تتعلق
بكل شئ كان البصر والموجود متساويين
لعمد لما كان ابصارنا الدنيوي العادي
مختصاً بالهوى ونحوه مما يسبق
الذهن الى هذا المخصوص فاذا زال
الوهم بقوله او بالموجودات آتياً
بكلمة او للتخفيف في التعبير، وهذه
نكتة اخرى للاسراف وانما لم يكتف
به لان ذكر البصرات ادخل في التمييز
ثم اقول، تحقيق المقام ان
الابصار لا شك انه ليس صكاً لاسراف

اعت سے قائم ہے اور تمام مسموعات یا موجودات سے
متعلق ہے الخ اور اللہ تعالیٰ کی بصیرت تعریف یوں کی ہے
کہ وہ اس کی لازمی صفت ہے جو تمام بصیرات یا موجودات
سے متعلق ہے الخ اقول اس سے متعلق میں کتا ہوں
او یعنی یا سے تعبیر میں ضروری نہیں کہ یہ اختلاف کا اشارہ
ہو بلکہ بصیرات کو پہلے ذکر کر کے اس کے تصور کی بہت کو
ظاہر کیا پھر موجودات کو ساتھ ذکر کیا تاکہ دور لازم نہ لگے
بلکہ بصیرات و موجودات دونوں تعبیرات میں کوئی منافات
نہیں ہے کیونکہ بصیرہ چیز ہے جس سے ابصار کا تعلق
ہو سکے جبکہ کسی شے سے خصوصیت پر کوئی دلالت نہیں ہے
تو جب ابصار کا تعلق ہر چیز سے ہے تو بصیر اور موجود دونوں
مساوی ہوئے، ہاں ہماری دنیاوی عادی ابصار چونکہ
الوان وغیرہ سے متعلق ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ ذہن
اس خصوصیت کو اپنائے اس لئے انہوں نے مذکورہ
دہم کے ازالہ کے لئے "او بالموجودات" کلمہ "او" کو
تعبیر میں اختیار دینے کے لئے لگائے، تو بصیرات کے
بعد موجودات کو ذکر کرنے کا دوسرا نکتہ ہوا، اور صرف
موجودات پر اکتفا اس لئے نہ کیا کیونکہ بصیرات کو
اقتباس میں زیادہ دخل ہے۔ پھر میں کتا ہوں مقام کی
(باقی بر صفحہ آئندہ)

کیا آئے گا تو نقصان جانب قابل ہے نہ کہ جانب فاعل، شرح فقہ اکبر میں ہے:

(بقیہ ماثیہ صفحہ گزشتہ)

والقدرة والتكوين التي لا يجب فعلية
جميع العلاقات الممكنة لها بل هو
من الصفات التي يجب ان تتعلق بالفعل
بكل ما يصلح لتعلقها كالعلم فعدم البصار
بعض ما يصح ان يصح نقص فيجب
تجزئته تعالى عنه كعدم العلم
بعض ما يصح ان يعلم وهذا مما لا يجوز
ان يتناطح فيه عزان انما الشامت في
تعبير ما يصح تعلق الابصار به قامت
ثبت القصر على الاشكال والالوان والاكون
فذلك، وانت ثبت عموم الصحة
بكل موجود وجب القول بتحقيق عموم
الابصار ان لا يابد الجميع الكائنات
القديمة والحادثة الموجودة في
ان منتها المحققة او المحققة لها
عرفت من انه لا يجوز فهمها شئ
منتظي لكن الاول باطل للاجماع على
سوية المؤمنين منهم تبارك وتعالى
في الدار الآخرة فكان اجماعا على ان
صحة الابصار لا تختص بما ذكر وقد
صرح اصحابنا في هذا المبحث ان مصحح

تحقیق یہ ہے کہ ابصار بیشک ارادہ قدرت اور تکریم صفات
جیسی نہیں، جن کا تمام ممکنہ تعلقات سے بالفعل متعلق
ہونا واجب نہیں بلکہ ابصار ان صفات میں سے ہے جن کا
ممكن اتعلق سے بالفعل متعلق ہونا واجب ہے جیسا کہ
علم کا معاملہ ہے تو بعض وہ چیزیں جن کا ابصار ممکن اور
صحیح ہو سکتا ہے ان کا عدم ابصار نقص ہوگا لہذا اللہ تعالیٰ
کا اس نقص سے پاک ہونا ضروری ہے جیسے علم سے متعلق
بعض اشیاء کا علم نہ ہونا نقص ہے جس سے وہ پاک منزہ
ہے یہ وہ معاملہ ہے جس میں دو آراء نہیں ہو سکتیں، اب
صرف یہ بحث ہے کہ ابصار کا تعلق کن چیزوں سے ہو سکتا
ہے، اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ابصار صرف اشکال والوان
اکوان سے ہی متعلق ہو سکتی ہے تو یہی ہوگا، اور اگر ثابت
ہو جائے کہ اس کا تعلق تمام موجودات سے صحیح ہو سکتا ہے
تو پھر لازماً ہر اقسام کائنات و حادثہ خواہ وہ اپنے زمانوں
میں محقق ہوں یا مقدر ہوں سب سے ابصار کا تعلق ماننا
اور بیان کرنا واجب ہوگا جیسا کہ واضح ہے کہ اب کوئی
چیز انظار کے مرحلہ میں نہ ہوگی، لیکن پہلی شق باطل ہے
کیونکہ آخرت میں مومنین کے لئے اللہ تعالیٰ کی رؤیت
پر اجماع ہے (حالا کہ اللہ تعالیٰ اشکال والوان سے
پاک ہے) تو ثابت ہوگا کہ ابصار کا تعلق اشکال والوان
نقص نہیں ہے جبکہ ہمارے اصحاب نے اس بحث میں تصریح
(باقی بر صفحہ آئندہ)

اگر مرقہ و بخارا نے یہ فتویٰ دیا کہ (معدوم) دکھائی نہیں دیتا، امام زادہ صفار نے کتاب التخصیص کے آخر میں لکھا معدوم کی روایت محال ہوتی ہے، اسی طرح مفسرین نے کہا معدوم اللہ تعالیٰ کے دکھائی دینے کے قابل ہی نہیں، اسلاف اشعریہ اور ماتریدیہ کا بھی قول یہی ہے کہ جو از رویت کی علت وجود ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ ایسا معدوم جس کا وجود محال ہے اس حکماتہ رویت باری کا تعلق نہیں ہو سکتا (ت)

ای دونوں (اللہ تعالیٰ کے سمیع و بصیر) کا تعلق

قد افق ائمة مرقند و بخارا علی انه (یعنی المعدوم) غیر مرفی، وقد ذکر الامام الزاهد الصفار فی آخر کتاب التخصیص ان المعدوم مستحیل الرؤية، وکذا المفسرون ذکر وان المعدوم لا یصلح ان یکون مرفی اللہ تعالیٰ، وکذا قول السلف من الاشعرية و الماتریدیة ان الوجود علتہ جو ان الرؤية مع الاتفاق علی ان المعدوم الذی یتحیل وجودہ لا یتعلق بہ رویتہ بخلافہ شرح السنوی مجرایہ میں ہے،

انہما (یعنی سمیعہ تعالیٰ و بصیر) لا یتعلقان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱۷)

کردی ہے کہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا مدار معرفت وجود ہے جہاں کا اجازت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کو دیکھتا ہے جیسا کہ توافقت میں ہے، تو ابصار میں تعظیم ہی حق ہے اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد اَنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بِصِيرٌ کا اجرا اپنے خالص عزم پر ہوگا جس میں کسی قسم کی تخصیص کا شائبہ نہ ہوگا، یوں تحقیق ہونی چاہئے جبکہ اللہ تعالیٰ ہی توفیق کا مالک ہے، جو بھی اس تحقیق پر یقین رکھے گا اس کے لئے صفت سمیع میں بھی عزم کا اجرا آسان ہوگا جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، پس سمعو، واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ (ت)

الرؤية هو الوجود وقد اجمعوا كما في المواقف انه تعالى يرى نفسه فتبين ان الحق هو التعميم وان قوله تعالى انه بكل شيء بصير تجاس على مرافقة عمومه من دون تطرق تخصيص اليه اصلا هكذا ينبغي التحقيق والله ولي التوفيق ومن اتقن هذا تسرله اجراء في السمع بدليل كلام الله سبحانه وتعالى فاقهم والله سبحانه وتعالى اعلم ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

لے من الروض الاذہر شرح الفقه الاکبر باب یری اللہ تعالیٰ فی الآخرة بلا کیف مصطفیٰ البابی مصر ص ۸۴

لے القرآن الکریم ۱۹/۶۰

(۳) قوی قدیر تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے : وہو علیٰ کل شیء قدیر وہ ہر چیز پر قدرت والا ہے۔
یہ موجود و معدوم سب کو شامل ، بشرط حدوث و امکان کہ واجب و محال اصلاً لائق مقدریت نہیں۔
موقف میں ہے : القدیر لا یستند الی القادریں (قدیم کو قادر کی طرف غسوب نہیں کیا جاسکتا)۔
شرح مقاصد میں ہے : لاشی من المستقم بسقدور (کوئی مستقیم معتمدور نہیں ہوتا۔ ت۔
امام یافعی فرماتے ہیں :

جميع المستحيلات العقلية لا تتعلق
للقدرة بها
تمام محالات عقلیہ کے ساتھ قدرت کا تعلق
نہیں ہوتا۔ (ت)
کثر الفوائد میں ہے :

حرج الواجب والمستحيل فلا يتعلق ای
القدرة والامادة بهما
واجب اور محال خارج ہوں گے ان کے ساتھ
قدرت اور ارادہ کا تعلق نہیں ہو سکتا۔ (ت)
شرح فقہ اکبر میں ہے :

أصله ان يتم بنفس مفهومه كحكمة القديس
و قلب المحقق و اعداد القديس و هدا الهدى
تحت القدرة القديمة
اخری قدر وہ ہے نفس مغیرہ کے اعتبار سے غرض ہو سکتا ضدین کا
جمع ہوا ، حقائق میں طلب ، قدیم کا معدوم ہونا
یہ قدرت قدیم کے تحت داخل ہی نہیں (ت)۔

(۴) عظیم خیر عز شانه فرماتا ہے : وہو بكل شیء عظیم وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ کلیہ واجب و
ممکن و قدیم و حادث و موجود و معدوم و مفرد و موزون و غرض بر شتی و مفہوم کو قطعاً محیطا جس کو اس کے
سے اصلاً کچھ خارج نہیں ، یہ ان غومات سے ہے جو علوم قضیہ ماہن عام الا وقد خص هذه البعض

سہ القرآن الکریم ۵/۳۷ و ۱۱/۲

سہ مراقف مع شرح المراقف المقصد الخامس منشورات الرضی قم ایران ۱۴۸/۳

سہ شرح المقاصد المبحث الثانی القدرة الخالصة علی فضل دار المعارف لکھنؤ ۲۳۰/۱

سہ

کثر الفوائد

سہ مخ الروض الاثر شرح الفقہ الاکبر افعال العباد علی تعالیٰ الخ مصطفیٰ ابابا مصر ص ۵۶

سہ القرآن الکریم ۲۹/۲ و ۱۰۱/۶

(ہر عام سے کچھ افراد مخصوص ہوتے ہیں۔ ت) سے مخصوص ہیں، شرح مواقف میں فرمایا،
 عمدہ تعالیٰ یعم المفہومات کلہا الممکنۃ اللہ تعالیٰ کا علم تمام مفہومات کو شامل ہے
 والواجبۃ والممتنعۃ فهو اعم من القدرۃ خواہ وہ ممکن ہیں یا واجب یا ممکن، اور وہ قدرت
 لانہ تختص بالممکنات دون الواجبات سے عام ہے کیونکہ قدرت کا تعلق فقط ممکنات
 والممتنعۃ بل سے ہے واجبات اور ممکنات کے ساتھ وہ متعلق
 نہیں ہوتی۔ (ت)

اب دیکھئے لفظ چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شئی، مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرہ سے کی جیسے دل کو
 احاطہ فرمایا جو اس کے قابل اور اس کے احاطہ میں داخل تھیں، تو جس طرح ذات و صفات خالق کا
 دائرہ خلق میں نہ آتا معاذ اللہ علوم خالقیت میں نقصان نہ لایا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر
 رہتا، یا معدومات کا دائرہ ابصار سے مجھ رہتا یا ذابا اللہ، احاطہ بعمرانی میں باعث فتر نہ ہو، فخر
 جب ہوتا کہ کوئی مبصر خارج رہ جاتا، اسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے اپنی

کمالی شہادت مافی داسرہا و اس
 لم یثملہ اللفظ کما فی العلم ولم تشم
 مالیس فیہا وان شملہ اللفظ کما فی الحق
 وذلك ان الشئ عندنا یحص بالموجود قال
 تعالیٰ اولایذکر الانیاء انا حقیقہ من
 قبل ولم یثمل شیئاً ویعم الواجب، قال
 تعالیٰ قل ای شئی اکبر شہادۃ قل اللہ
 فاخبرہ ۱۲ مردی اللہ عزہ
 یہی اپنے دائرہ کی ہر شے کو شامل ہے اگرچہ اس کو لفظ
 شامل نہ ہو جیسے علم میں، اور جو دائرہ میں نہ ہو اس کو
 شامل نہیں اگرچہ لفظ اس کو شامل ہو جیسے خلق میں
 یہ اس لئے کہ ہمارے نزدیک صرف موجود ہی شئی
 کہلاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا انسان کو یاد نہیں
 کہ ہم نے اسے پیدا کیا جبکہ اس سے قبل کوئی شئی
 نہ تھا، اور شے واجب کو بھی شامل ہے اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا فرمادیجئے کون سی شئی شہادت میں بڑی
 ہے؟ فرمادو اللہ۔ اسے کہو، مردی اللہ عزہ (ت)

۱۰ شرح المواقف المرصد الرابع المقصد الثالث منشورات الشریف الرضی قم ایران ۷/۷
 ۱۹/۶۷ ۱۹/۶
 ۱۹/۶

حد ذات میں ہونے کے قابل ہے، اس سب پر قادر ہو، کوئی ممکن احاطہ قدرت سے جدا نہ رہے، نہ یہ کہ واجبات و محالات عقلیہ کو بھی شامل ہو جو اصلاً قطعی قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ محال کے معنی یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور مقدور وہ کہ قادر چاہے تو موجود ہو جائے، پھر وہ فوں کی طرح ہو سکتے ہیں، اور اس کے سبب یہ سمجھنا کہ کوئی شے دائرہ قدرت سے خارج رہ گئی محض جہالت کو محالات مصداق ذات سے بہرہ ہی نہیں رکھتے، حتیٰ کہ فرض و تجویز عقلی میں بھی تو اصلاً یہاں کوئی شے تھی ہی نہیں جسے قدرت شامل نہ ہوئی یا ان اللہ علی کل شیء قدیر کے علوم سے رہ گئی۔

یہاں سے ظاہر ہو گیا کہ مغویانِ تازہ جو اسی مسئلہ کذب و دیگر نقائص و غیرہ کی بحث میں بے علموں کو ہکاتے ہیں کہ مثل کذب یا فلاں عیب یا فلاں بات پر اللہ عز و جل کو قادر نہ مانا تو معاذ اللہ جڑ بٹھرا اور ان اللہ علی کل شیء قدیر کا انکار ہوا، یہ ان ہوشیاروں کی محض چکاری و تزویر اور بھارے غوام کو بھڑکانے کی تدبیر ہے، ایہا المسلمون! قدرت الہی صفت کمال ہو کر ثابت ہوئی ہے نہ معاذ اللہ صفت عیب عیب اور اگر محالات پر قدرت مانتے تو ابھی القلوب ہوا حاتا ہے، وجہ سنئے، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال محال سب ایک سے معذات ہمارے جاہلانہ خیال پر جس محال کو مقدور نہ کئے اتنا ہی مجز و تصور کیجئے تو واجب کہ سب محالات زیر قدرت ہوں اور محلات سب قدرت احاطہ بھی ہے تو لازم کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کو دینے اور اپنے آپ کو عاجز محض بنا لینے پر بھی قادر ہو، اچھا علوم قدرت ماننا کہ اصل قدرت ہی ہاتھ سے گئی، یہ وہی منجید محالات عدم باری عز و جل سے تو اس پر بھی قدرت لازم، اب باری جل و علا میاذا باللہ واجب الوجود نہ بٹھرا، تعظیم قدرت کی بدولت الوہیت ہی پر ایمان کیا تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علواً کبیراً (ظالم جو کہہ کتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے کیسے بلند ہے۔ ت)

پس بھدا اللہ ثابت ہوا کہ محال پر قدرت ماننا قطع نظر اس سے کہ خود قول بالمحال ہے، جناب

علاء یشیرانی، من مصححہ المقدوریۃ	اشارہ کیا کہ مقدوریت کی صحت کا مدار نفس مکان ذی
نفس الامکان الذائق ۱۲ منہ۔	پر ہے ۱۲ منہ (ت)
علاء اور وہ تصیرو اللہ ادا بالعرض ۱۲ منہ	فرض سے مراد کی تفسیر کے لئے ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

باری عز و جل کو سخت عیب لگایا اور تعظیم قدرت کے پروے میں اصل قدرت بلکہ نفس الوہیت سے منکر ہو جانا سب سے بڑا عیب ہے۔ ان حضرات کے یہ قوماں تھیں اور اہل سنت پر معاذ اللہ بجز باری عز و جل مانتے کے الزامات ہمارے دینی بھائی اس مسئلہ کو خوب سمجھیں کہ حضرات کے مخالفہ و تلبیس سے ایمان میں رہیں، واللہ الموفق۔

ترتیب اول ارشادات علماء میں اقول وبالله التوفیق میں یہاں ارادہ دوام حضرات محالین کو اکثر عبارات ایسی نقل کروں گا کہ اقتراح کذب الہی پر تمام اشعریہ و

ماتریدیہ کا اجماع ثابت کریں جس کے باعث اس وہم عاقل کا علاج قائل ہو کہ معاذ اللہ یہ مسئلہ قدیم سے مختلف فیہ ہے عاقل نہ بلکہ بطلان امکان پر اجماع، اہل حق ہے جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ وغیرہ فرق باطلہ بھی متفق، ناظر ہر دیکھے گا کہ میرا یہ تذعان جہاد توں سے کی کن طور پر رنگ ثبوت پائے گا۔

اولیٰ نہ ہر دہلی یعنی وہ نصوص جن میں اقتراح کذب پر ہر ائمہ اجماع مخصوص۔

دوہر اکثر عبارات علماء اشعریہ کی ہوں گی تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ خلافی نہیں۔

سومہرہ عبارات جن میں بنائے کلمہ حسن و قبح عقلی کے انکار پر ہو کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو لا جرم مسئلہ اشاعرہ و ماتریدیہ کا اجماعی ہو اگرچہ عند المتحقق صرف حسن و قبح معنی استحقاق مدح و ثواب و ذمہ و عقاب کی شریعت و عقیدت میں تباہ و آرا ہے، نہ معنی۔ کس دست و پائی معنی یا بات عقلاً عقلی ہیں،

کیا نصوص علیہ جمیع و بنہ علیہ ہذا السوئی
سعد الدین التفتازانی فی شرح مقاصد
والمولیٰ المحقق علی الاطلاق کمال الدین
محمد بن الیہامہ وغیرہما من الجلی مذاکرہ۔
جیسا کہ اس پر تمام نے تصریح کی ہے، اور اس پر علامہ
سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں اور محقق علی الاطلاق
کمال الدین محمد بن ہمام اور دیگر کبار مفسرین علماء
نے تفسیر کی ہے (دست)

اب ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نصوص، ائمہ و کلمات علماء نقل کرتا ہوں،

نص ۱: مخرج مقاصد کے بحث کل میں ہے،

الکذب محال باجماع العلماء لامت الکذب
نقص باتفاق العقلاء وهو علی اللہ تعالیٰ
محال آملہ مختصراً۔
بحرٹ باجماع علماء محال ہے کہ وہ باتفاق عقلاء
عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے
مختصراً۔

نص ۲: اسی کی بحث حسن و قبح میں ہے،

ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ عزوجل پر کذب محال ہے۔

قد ثبت فی بحث الکلام امتناع الکذب علی الشارح تعالیٰ ہے

نص ۳: اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے، محال ہو جہتہ لو کذبہ تعالیٰ عنہ ذلک

اللہ تبارک و تعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں برتری سے اسے اسے۔

نص ۴: اسی میں ہے،

الکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ یمع معاصد لا تعضی ومط عن فی الاسلام لا تحقق منها مقال الفلاسفة فی المعاد ومجال السلاحد فی العناد وھب بطلان ما علیہ الاجماع من القطع بمخلوہ نکار فی الشارح مع صریح اخبار اللہ تعالیٰ یہ قہوار الخلف وعدم وقوف مفسوں ہذا الخبر محتمل، ولما کان هذا باطلا قطعاً علم ان القوی بجواز الکذب فی احسان اللہ تعالیٰ، طل قطف ملقط۔

یعنی خبر الہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں استکار اطمینان لازم آئیں گے فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے، محدثین اپنے مکاروں کی جگہ پائیں گے، کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالاعمال یقینی ہے، اس پر یقین مانگ جائیں گے کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ، حق نہ ہوں اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ حشر الہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے اور ملقط۔

نص ۵: شرح عقائد نفسی میں ہے،

کلام الہی کا کذب محال ہے اور محض۔

کذب کلام اللہ تعالیٰ محال آہ ملخصاً

نص ۶: طوابع الانوار کی فرع متعلق بحث کلام میں ہے،

خبر عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔

الکذب لغوی و اسقص علی اللہ تعالیٰ محال

۱۵۲/۲	دار المعارف انجمیہ لاہور	۱۵۲/۲	شرح المقاصد	قال ونسکو البرجہ الاول ان حسن احسان وفتح العذبان
۱۵۵/۲	"	"	"	المبحث الخامس التکلیف بالایطاق
۲۳۶/۲	"	"	"	المبحث الثانی عشر قسمت الامتہ علی العفر عن احضار
ص ۷۱	دار الاشاعت العربیہ قہارہ افغانستان	ص ۷۱	شرح العقائد السبعہ	دار الاشاعت العربیہ قہارہ افغانستان
			طوابع الانوار جلیفادی	

ماکان وصف نقص قاب ری تعالیٰ منزہ عنہ
وہو محال علیہ تعالیٰ والكذب وصف
نقص (مخصوصاً) عیب ہے۔ (ملخصاً)

نقص ۱۲: امام غزالیؒ رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں،

قوله تعالیٰ قلن یخلفن الله عهدا یبدل علی
انه سبحانه وتعالیٰ منزہ عن الكذب وعده
وعیدہ اقاں اصحاب الان الکذب صفة
نقص والنقص عن الله تعالیٰ محال وقلت
المعتزلة لان الکذب قبیح لانه کذب
فیتجمل ان یعمله فدل علی ان الکذب
منه محال (مخصوصاً)۔

بحال، غرض ثابت ہوا کہ کذب الہی اصلہ امکان نہیں رکھتا۔ (ملخصاً)

نقص ۱۳: اللہ عزوجل فرماتا ہے

وتت کلمت ربک صدق وعدلا لا مبدل
لکلمتہ وهو السیم العلیم

پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں
کوئی بدلتے والا نہیں اس کی باتوں کا اور وہی
ہے سنا جانتا ہے۔

امام محدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں:

اعلم ان هذه لایة تدل علی ان کلمة الله
موصوفة بصفات کثیرة (الی ان قال) الصفة
الثانیة من صفات کلمة الله کوبها صدقاً
والدلیل علی ان کذب نقص والنقص
علی الله تعالیٰ محال۔

۱. المسامرة شرح المسامرة الفخر علی ان ذلك غیر واقع

۲. مفاتیح الغیب تحت آیت قلن یخلفن الله عهدا

۳. القرآن الحکیم ۱۱۵/۶

۴. مفاتیح الغیب تحت آیت وتت کلمت ربک صدق وعدلا

ص ۳۹۳

۱۵۹/۳

المکتبة التجاریة الکبری

المکتبة البیہ مصر

المکتبة البیہ مصر

المکتبة البیہ مصر

المکتبة البیہ مصر

المکتبة البیہ مصر

نقص ۱۴: ہمیں فرماتے ہیں:

صحة الدلائل السمعية موقوفة على ان
الكذب على الله تعالى محال ہے
وقل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے
کہ کذب الہی محال مانا جائے۔

نقص ۱۵: زیرِ قرآن لے:

ماکان الله ان يتخذ من ولد سبغنه
بعض تمسکات معتزله کے رد میں فرماتے ہیں،
اجاب اصحابنا عن بان الکذب محال على
الله تعالى ہے
اللہ تعالیٰ کی شان نہیں کہ وہ بیٹا بنائے وہ پاک ہے (ت)
اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب الہی محال ہے۔

نقص ۱۶: علامہ سعد تقی رانی شرع مقاصد میں انھیں امام بیہام سے نقل:

صداق کلامہ تعالیٰ لماکان عند الخلیف ائمتہ
کذبہ لان ما ثبت قدمہ ائمتہ ہد مہ
کلام خدا کا صدق جب کہ ہم اہلسنت کے نزدیک ازلی
ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قدم ثابت
ہے اس کا عدم محال ہے۔

تبیین: انھیں امام علامہ کا ارشاد کہ کذب الہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے۔ اسی شار اللہ تعالیٰ تزیہ چہارم
میں آئے گا۔

نقص ۱۷: تفسیر میفادی شریعت میں ہے:

ومن صدق من الله حدیث انکار ان یکون
احدا اکثر صدق منه فانه لا یطرق الکذب
الی خبره بوجه لانه نقض وهو على الله تعالى
محال ہے
اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکار فرماتا ہے اس کے کوئی
شخص اللہ سے زیادہ سچا ہو کہ اس کی خبر تک تو کفر ہے
کو کسی طرہ راہ ہی نہیں کہ کذب حبیب ہے اور عیب
اللہ تعالیٰ پر محال۔

۱۔ منہاج الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیت وقت تکلمت ربک الم
المطبعة البیہیة العربیة مصر ۲ / ۱۹
۲۔ القرآن الکریم ۱۹ / ۳۵

۳۔ منہاج الغیب (تفسیر) تحت آیت ماکان الله ان يتخذ من ولد سبغنه
المطبعة البیہیة المصر ۲۱ / ۲۱۶
۴۔ شرع مقاصد المبحث الثانی العشر انفتحت الامت على العقول دار المعارف نعانیہ لاہور ۱ / ۲۳۷
۵۔ نور التزئیل والسرر لتذیل میفادی مع القرآن الکریم، تحت آیت ومن صدق الی محض البانی مصر ص ۹۲

نقص ۱۸: تفسیر رک شریف میں ہے،

ومن اصدق من الله حديثاً تمييزاً وهو
استفهام بمعنى النفي اي لا احد اصدق منه
في اجاباً و وعدة و وعيدة لا يستعمله الكذاب
عليه تعالى لقبحة تكوند اخيراً عن الشف
بجواب هو عليه

نقص ۱۹: تفسیر علامہ راجہ دین داری میں ہے،

ومن اصدق من الله حديثاً، كما لا
يكون احد اصدق منه تعالى في وعدة و سائر
اجاباً و بيان لا يستعمله كيف لا و الكذاب
محال عليه بعبارة دون غيره

آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی خبر و وعدہ
و عید کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے
زیادہ سچا نہیں کہ اس کا کذب قریبی باندہ ہے
کہ خود اپنے معنی ہی کے دوسے قبیح ہے کہ خلاف حق
خبر دینے کا نام ہے۔

آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ
سے زیادہ سچا ہو وعدہ میں یا کسی اور خبر میں اور بیان
ہے اس زیادت کے محال ہونے کا اور کیوں محال
ہو کہ اللہ تعالیٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں بخلاف اور لوگ۔

حت اقول استدلال قدس سرہ یا تفسیر
فی نظر انظار فلا تہرر حید اللہ تعالیٰ من
اثمن التریب و لدا عدلت عند الاشعار
کما حب اسواق و صاحب المفاہیہ و کما
سمعت نصیباً و اما عند التحقيق فلا من
عقلیة لقبہ بهذا المعنى من المجمع علیه
بین العقلاء و هو لا و الاشعار رحمهم الله تعالى
العقول صون مذک فلا عینک من دھول من
ذھن کما و ما نا الیہ فی صدس البحث و الله
تعالی اعلم و احسن رھی الله تعالی عہ۔

اقول علامہ قدس سرہ نے قبیح سے استدلال کیا ظاہر
نظر میں تو اس لئے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ہمارے
ائمہ ماتریدہ میں سے ہیں اسی لئے اشارہ نے قبیح سے
استدلال نہ کیا جیسا کہ آپ نے صاحب مرقعہ اور
صاحب مفاتیح کی تصویف کیں، ورنہ تحقیق سنے
کہ اس معنی میں قبیح عقلی ہوتا عقلاء اور اشعارہ میں منفعہ
چیز ہے جس کو خود اشعارہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا
جیسا کہ ہم نے بحث کی ابتداء میں اشارہ کیا ہے کسی کے
ذہول سے تھو پر کوئی اعتراض نہیں، واللہ تعالیٰ
اعلم و احسن رھی الله تعالی عہ۔ (ت)

لے مارک التریل (تفسیر نفی) تحت آیت ومن اصدق من الله
سے ارشاد عقل سلیم
دار کتب لدی بیروت / ۲۲
دار احیاء التراث العربی بیروت / ۲/۲ - ۲۱۱

نقص ۲۰: تفسیر روح البیان میں ہے،

ومن اصدق من الله حديثه انكار لامتناه
يكومت احد اكثر صدقانه فان الكذب
نقص وهو على الله محال دومت غير قادر
مخصص۔

نقص ۲۱: شرح السنویہ میں ہے،

الكذب على الله تعالى محال لانه دناؤه

نقص ۲۲: فاضل سیف الدین ابهری کی شرح المراقف میں ہے،

متصور عليه الكذب اتفاق لانه نقص والنقص
على الله تعالى محال اجما عا۔

نقص ۲۳: شرح مفاد بدلی میں ہے،

الكذب نقص و نقص عنه محال فلا يكون
من الممكنات ولا تشبه القدرة كـ رد جوابه
النقص عليه تعالى كالجهل والعجز۔

نقص ۲۴: اسی میں ہے،

لا يصح عليه تعالى الحركة والانتقال
ولا الجهل ولا الكذب لانهما نقص وانقص
على الله تعالى محال۔

آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص صدق
میں اللہ سے زیادہ جو کہ کذب عیب ہے اور وہ خدا
پر محال ہے لہذا اس کے غیر پر، اور مخصص۔

اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے کہ وہ کمینہ پی ہے۔

کذب الہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے اور
ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔

بجسٹ عیب سے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو کذب ہی
کتاب سے ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی قدرت سے سوال
جیسے تمام اسباب عیب مثل جن و غیر۔ ہی اگر سب محال
ہیں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔

اللہ تعالیٰ پر حرکت و انتقال و جہل و کذب کچھ ممکن نہیں
کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر
محال۔

المکتبۃ الاسلامیہ اریاض ۲۵۵/۲

مطبع مجتہائی دہلی ص ۷۲

ص ۷۶ و ۷۷

لہ تفسیر روح البیان تحت ومن اصدق من الله حديثه
لہ شرح السنویہ

لہ شرح المراقف سیف الدین ابهری المکتبۃ المصنّف

لہ الدوائی علی العقائد العنصریہ بحث علی

بحث لیس

نص ۲۵: کفر افراد میں ہے۔

قدس تعالیٰ شانہ عن الکذاب شرعاً وعقلاً اذ هو قبيح يدرك العقل فبحه من غير توقف على شرع فيكون محالاً في حقه تعالیٰ عقلاً و شرعاً كما حققه ابن الهمام وغيره۔

اللہ عز و جل حکم شرعاً و حکم عقل بر طر کذب سے پاک مانا گیا، اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے، بغیر اس کے کہ اس کا پہچانا شرعاً پر موقوف ہو تو جھوٹ ہوتا اللہ تعالیٰ کے حق میں

عقلاً و شرعاً بر طر محال ہے، جیسے کہ امام اس الہمام و غیر نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی۔

نص ۲۶: مولانا علی قاری شرح فقہ اکبر امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں،

الکذب عليه تعاليف محال ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پر کذب محال ہے۔

نص ۲۷: مسلم الثبوت میں ہے۔

المعتزلة قالوا لو لا كون الحكم عقلياً لم يعتصم الكذب منه تعالیٰ عقلاً، والجواب انه نقص فيجب تخریجه تعالیٰ عنہ کیف و قد مر انه عقلی باتفاق لعقلاء لان ما یثابی الوجوب الذاتی من جملة النقص فی حق الباری تعالیٰ ومن الاستحالات لعقوبة علیه بسخنة اه

مخلصاً مع الشرع۔

حاصل یہ کہ معتزلے اہلسنت سے کہا کہ حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے، حالانکہ اسے بر تریا اتفاق عقلی مانتے ہیں، اہلسنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلاء کا جماع ہے وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت

کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی تمام خلقت مع الشرح۔

نص ۲۸: مولانا نظام الدین سہانی اس کی ثبوت میں لکھتے ہیں،

الکذب نقص لان ما یثابی الوجوب الذاتی من الاستحالات العقوبة بدلك اثبت بحکمہ لدین ہم غیر متشرعین بشریعة

جھوٹ قولاً عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے وہ حکم اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان

لے کر تقررہ

لے مع الروض، لازم شرح الفقہ الاکبر اصغرات النعلیہ مصطفیٰ البابی مصر ص ۲۳

لے مع الرجوت شرح مسلم الثبوت، فی المستصفی المعالہ ثانیہ مشورات الشریف الرضوی قم ۱۳۶۱

مسلم الثبوت المطبع والنشر دہلی ص ۱۰

الاستحالة المدكورة فان الوجوب والكذب
لا يمتنعان كما بين في الكلام مراراً ملحوظاً
نص ۲۹: مولانا بھرا العلوم علیہ علی ملک علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں،
اللہ تعالیٰ صادق قطعاً لاستحالة الکذب
ہذا لکھتے (مخلصاً) ہی نہیں۔

نص ۳۰: افسوس کہ امام الربا پر کے نسبت چچا اور علی بابا اور طریقہ داوا یعنی شاہ عبدالعزیز صاحب
وہابی نے بھی اس پر سنا سر کی رعایت نہ فرمائی کہ تفسیر عزیزی میں زیر قول تعالیٰ فمن ینخلع اللہ عہدہ (اللہ
تعالیٰ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں فرماتا۔ ت) یوں تصریح کی ٹھہرائی،
خبر اوّل نے کلام ازل اوست و کذب و کلام فقہان
ست عظیم کہ ہرگز بصفت اور اہ غی یا بذریعہ حق اوّل
کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقاً
نقصان ست اور مخلصاً۔ اس کے حق میں خبر کے خلاف ہونا سراپا نقص ہے اور مخلصاً (ت)
و علیٰ حدیث سے (پہلے) خالص باسی میں ہمارے کتب نقصان مانتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

العلیٰ العظیم اللہ تعالیٰ تھا ایمان تھا ادب نصیب فرمائے، آمین۔
یہاں نص میں انہ تصریح بت علما میں نہایت کثرت اور جس قدر فقیر نے ذکر کئے، ماقبل منصف کے لئے
میں کفایت بلکہ ایسے مسائل میں ہنگام تنبیہ یا دنی تبیہ پر سلامت عقل و نور ایمان دوش بہ عدل کی گو ہی معتبر۔
و دوحیت ما النقی عیث الیہ و تبین الایح
و بان ان ایس لاحد نزاع جلا علیک صفت
اضطراب مصطرب و الحمد للہ المنزہ عن
الکذب۔
نہاں قیمتی گھٹ کو اگر قارئین نے محض ذکر کر لے تو واضح
ہو گیا کہ یہ بدست اجماعی ہے اور اس میں کسی کو اختلاف
نہیں لے لے اضطراب ختم ہو جانا چاہئے، تمام تصریحات
اللہ تعالیٰ کی بکذب سے مبرا ہے۔ دت

۱۔ شرح مسلم الثبوت نظام الدین سہالی
۲۔ فتاویٰ الرحمۃ شرح مسلم الثبوت ج ۱ مستمنیٰ اباب الاثنی فی الحکم منشورات انشرف الارضی قم ایران ۱/۱۲
۳۔ القرآن الکریم ۲۸/۷
۴۔ فتح العزیز (تفسیر عزیزی) تحت آیت فمن ینخلع اللہ عہدہ الخ دار الکتب لال کنز دہلی ص ۳۰۷

تہذیب دوم دلائل قاہرہ و حج باہر میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ رہ توفیق مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ان

محال صریح اور توہم امکان کے باطل قبیح ہونے پر صرف تینیں دلیلیں ذکر کرتا ہے، سخن حمسہ ولی کلمات طیبہ اور کرام و علماء عظام علیہم رحمۃ الملک المنعم میں ارشاد و النما جوئیں اور باقی پچیس بادی جن طرز و جل کے فیض ازل سے جہد ازل کے قلب پر نق رک گئیں والحمد للہ رب العالمین۔

دلیل اول کہ قصور سب بقدر میں مکرر گزری جس پر طبع و شرح مقاصد و مسائرہ و مشایخ انغیب و دارک و مضبوطی و ارشاد و العقل و روح البین و شرح سنوید و شرح ابہری و شرح عقائد حبلی و کثر الفوائد و متکمل الثبوت و شرح لغوی و فرائح الرغبت و غیرہ کتب کلام و تفسیر و اصول میں تاویل فرمائی کہ کذب عیب ہے اور ہر عیب باری عز و جل کے حق میں محال، اور فی الواقع یہ کلیہ اصول اساطیر و قواعد علم کلام سے ایک اصل عظیم عامہ جمیلہ ہے جس پر تمام عقائد تہذیب بلکہ مسائل صفات ثبوتیہ بھی متفرع کمالا پیغھی عی منہ و کلمات العلوم (جیسا کہ ہر اس شخص پر مخفی نہیں جو قوم کے کلمات سے آگاہ ہے۔ ت۔ شرح عقائد لسانی میں ہے،

العی القادر العظیم السیّد بصیر الشافی
العزیز لان اضدادہا نقائص یحب سرب
اللہ تعالیٰ علیہا بشر محض۔

شرح سنوید میں ہے،

اما ہذا وجوب السمع والبصر والکلام اللہ
تعالیٰ فانکتاب والسنة والاصحاح والیض
لولا یتصف بها لشر من یتصف باضدادہ
وہی نقائص والنقص عیبہ تعالیٰ محال۔

محال ہے۔ (ت۔

شرح موافق میں ہے،

لا طریق لنا الى معرفة الصفات مسموحہ ہمارے لئے معرفت صفات پر افعال اور افعال سے
الاستدلال بالافعال والتزیه عن المعائنہ۔ تزویہ کے ساتھ استدلال کے سوا کوئی چارہ نہیں (دست)
اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت۔ بہا بہت عقل شاہد ہے کہ
المرجوحہ علیہ عیوب و نقائص سے مراد اور اس کا اور کسی شرع پر موقوف نہیں و لہذا است عقلائے غیر مل فلت
بھی تزویہ باری بل مجروحہ ہمارے موافق ہوئے۔

وان یشتبوا بجهلهم ما یستلزم النقص غیر وان یشتبوا بجهلهم ما یستلزم النقص غیر
دائرہ میں ابہ کد لک بل سرائین ابہ ہوا الکمال دائرہ میں ابہ کد لک بل سرائین ابہ ہوا الکمال
ولا عبرة لسخافات الحقائق الدین لا عقل ولا عبرة لسخافات الحقائق الدین لا عقل
لهم ولادیمت اعاذنا الله تعالیٰ من شرهم لہم ولادیمت اعاذنا الله تعالیٰ من شرهم
اجمعین۔
یہاں تک کہ فلاسفر نے بھی زعم خود اس اصل احویل پر مسائل متفرک کئے۔

منہا ما فی الوقت وشروحہ فی جمہور غلاستہ میں سب ایک ذہ ہے جو مواقف اور اس کی شرح
لا یصلو الجزئیات المتغیرة والافاذ، عموم مثلاً میں ہے جمہور فلاسفر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تبسیریل

عقلہ ای عقلاذہ فیہ الکلام من لیل المحصر فاذا فی عقلہ ای عقلاذہ فیہ الکلام من لیل المحصر فاذا فی
المرء عن النقص واجب لذات الواجب المرء عن النقص واجب لذات الواجب
عقلا فلا تصاف بشئ منها محال عقلا ۱۲ منہ۔ عقلا فلا تصاف بشئ منها محال عقلا ۱۲ منہ۔

عقلہ وقد صرح بہ فی اکثر وشرح المواضع عقلہ وقد صرح بہ فی اکثر وشرح المواضع
ما انکر تفقد سمعت نصہ واما المبدأ فسلما ما انکر تفقد سمعت نصہ واما المبدأ فسلما
عقراقت اذ ۱۲ منہ۔ عقراقت اذ ۱۲ منہ۔

عقلہ کما قالو فی صدور العالم بالایجاب کما عقلہ کما قالو فی صدور العالم بالایجاب کما
سیاقی ۱۲ منہ۔ سیاقی ۱۲ منہ۔

دلیل دوم، العظمۃ للہ اگر کذب الہی ممکن ہو تو اسلام پر دو طعن لازم آتے ہیں کہ اُنھیں کافروں
 محدودوں کو اعتراض و معاند و جدائی کی وہ مجالیں ملیں کہ مشائے نہ منیں، دلائل قرآن عظیم و وحی حکیم
 یک دست ہاتھ سے جائیں حشر و نشر و حساب و کتاب و جنت و نار و ثواب و عذاب کسی پر یقین کی کوئی راہ نہ پائیں کہ آخر
 ان امور پر ایمان صرف انہما الہی سے ہے جب معاذ اللہ کذب الہی ممکن ہو تو عقل کو بر خیر الہی میں احتمال رہے گا،
 شاید بوٹھی فرمادی ہو، شاید ٹھیک نہ پڑے سبختہ و تعادلی مباحیصون، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی
 العظیم (پاک اور بلند ہے اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)۔
 یہ دلیل شرع مقاصد میں احادہ قربانی جس کی عبارت نفس چہارم میں گزری، اور ہمارے رازی سے بھی حصہ کبیر میں زیر
 قور تعالیٰ و تمت کلمت ربک صدقا وعدلا (پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں - ست)۔
 اس کی طرف اشارہ کیا کذب الہی کے محال ہونے پر دلیل عقل قائم کر کے فرماتے ہیں،

ولا یجوز اثبات ان، لکذب علی اللہ محال بالادلة	اللہ تعالیٰ سے کذب کے محال ہونے کو دلائل سمیعہ
السمعیۃ لان صحیحۃ الدلائل السمعیۃ موقوفۃ	سے ثابت کرنا جا رہی نہیں کیونکہ خود ان دلائل سمیعہ
علی ان الکذب علی اللہ محال طواشت اعتناح	کی صحت اس پر موقوف ہے کہ کذب اللہ تعالیٰ
الکذب علی اللہ تعالیٰ بالادلة السمعیۃ لزم لا یدور و	سے محال ہے اگر نہ اللہ تعالیٰ سے اعتبار کذب

ہو بطلان
 کو دلائل سمیعہ سے ثابت کریں گے و دور دور آج سے کا جو باطل ہے (ست)۔

اقول و باللہ التوحیق۔ تو یہ دلیل یہ ہے کہ عقل جس امر کو ممکن جانے گی اور ممکن وہی جسے وجود و عدم
 دونوں سے یکساں نسبت ہو تو چاہے وہ امر کیسا ہی مستبعد ہو مگر عقل از پیش خویش اس کے زلزلہ، عدم وقوع
 پر جرم نہیں کر سکتی کہ ہر ممکن مقدور اور ہر مقدور صالح مطلق ارادہ اور ارادہ الہیہ امر غیب ہے جس تک عقل کی اصل
 رسائی نہیں پھر وہ بطور حد کیونکر کہہ سکتی ہے کہ اگرچہ کذب الہی زیر قدرت ہے مگر مجھے اس کے ارادہ پر غیر
 ہے کہ اس سے اب تک بولانہ بولے ارادہ پر حکم دیں کر سکتے ہیں جہاں خود صاحب ارادہ عمل مجہد خبر دے کہ
 فلاں امر ہم بھی صادر نہ فرمائیں گے، کہو کہ تعالیٰ،

لا یکلف اللہ نفساً شئاً ولا وسعہٗ۔
 اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر
 تکلیف نہیں دیتا۔ (ت)

وقولہ تعالیٰ:

یومئذ یبوء اللہ بکلم الیسر ولا یبوء بکلم العسر
اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے
تم پر تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا۔ (ت)

امام قرادین رازی تفسیر سورۃ بقرہ میں زیر آیۃ کریمہ اھدقولون علی اللہ حالا تعلمون (یا ائمہ اللہ تعالیٰ)
کے بارے میں ایسی بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں ہے۔ فرماتے ہیں،

الأمة تدل علی ہند (الی ان قال) ثانیہ الف
کل عاجز ووجودہ وعدمہ عقلا لم یحسر
المنصیر الی الاثبات او الی الہی الابد لیسئل
صحیح ہے۔

اور تفسیر سورۃ انعام میں زیر قولہ تعالیٰ: قل اللہ شہید بینی و بیکم (فرمادیجئے اللہ تعالیٰ میرے
اور تمہارے درمیان گواہ ہے۔ ت) فرماتے ہیں،

المطالب علی قدم ثلثہ صفاہ بمتنہ اثباتہ
بالدلائل السمعیۃ فان کل ما یتوقف صحۃ
المسموع علی صحۃ اثباتہ بالصعود والالزام
الدور ومنها ما یتسم اثباتہ بالعقل وهو کل
شیء یصح وجودہ ویصح عدمہ عقلا خلا
امتناع فی احد الطرفين اھلا فالقطع علی
احد الطرفين بعینہ لا یمکن لا مالہ لیسئل
السمعی الخ۔

مطالب کی تین اقسام ہیں، ایک جن کا اثبات دلائل
سمعیہ سے متنع ہے کیونکہ بروہ چیز جس کا اثبات محنت
صحیح پر موقوف ہے اس کا اثبات متنع سے نہیں
ہو سکتا ورنہ لازم آئے گا، دوسرا جن کا اثبات
عقل سے متنع ہے نہ بروہ شئی ہے جس کا وجود و عدم
عقل صحیح پر دونوں میں سے کوئی متنع نہ ہو تو اب
ایک جانب میں یقین دلیل سمعی کے بغیر ممکن
نہیں الخ (ت)۔

امام محمد بن قاسم سرۃ کتاب الارشاد میں ارشاد کرتے ہیں،

اعلموا وحکم اللہ تعالیٰ ان اصول العقائد
جان لو (اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے) اصول عقائد

لہ القرآن الکریم ۱۸۵/۲

۱۸۰/۲ مکتبہ مفتاح الغیب تحت آیۃ ام تقولون علی اللہ ما تعلمون المطبوعۃ البہیہ مصر

۱۸۶/۱۲ سے - - - - - قل ای شئی اکبر شہادۃ الخ - - - - -

تقسم الى ما يدرك عقلا ولا يسوع تقدرا ادراكه
سمعا والى ما يدرك سمعا ولا يتقدرا ادراكه
عقلا والى ما يحوز ادراكه سمعا وعقلا فاما
ما لا يدرك الا عقلا فكل قاعدة في الدرس
يتقدم على العلم بكلام الله تعالى ووجوب
اقتضاه يكونه صدقا انه السميات تستند الى
كلام الله تعالى وما سبق ثبوته في المرتبة على
ثبوت كلامه ووجوب فيسبب ان يكون صدرك
السمعي واما ما لا يدرك الا سمعا فهو المقصود
بوقوع ما يحوز في العقل فلا يتقدرا الحكم ثبوت
الجد ثبوت في يتقدرا الحكم ثبوت لمجسوز
ثبوته فيما عدا ما دلالة ٤ -

کی تقسیم فرمیں ہے کچھ چیزیں وہ ہیں جن کا ادراک عقلی ہے
ان کا ادراک کمپی یا زری نہیں، کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کا
ادراک کمپی ہے ان کا ادراک عقل نہیں ہو سکتا کچھ چیزیں
ایسی ہیں جن کا ادراک عقلا اور سمع دونوں طرح جواز
ہوتا ہے، وہ چیزیں جن کا ادراک فقط عقلا ہے تو دین
کا پردہ قاسمہ جو اللہ تعالیٰ کے کلام اور صدق
سے اس کے وجہی القاصات سے
پہلے ہے کیونکہ لائل تمیز کا امتداد اثبات کلام الہی
سے جو نائب تو جس کے مرتبہ کا ثبوت کلام کے ثبوت سے
پہلے ہونا لازم ہے قراب محال ہے کہ اس کا سبب
اور کہ میں جو درجن چہرہ کا ادراک فقط سمع سے ہے
تو وہ عقلی طور پر جائز الوجود چیز کے وقوع کا فیصلہ
ہے تو سمع کے بغیر کسی بار الوجود پیر برہم سے جانب ہے ثبوت کا حکم جائز الوجود چیز سے
نہیں ہو سکتا الخوات ۱ -

شرح العقائد الفیہ میں ہے،

القضاء صلا ما هي ممكنات لا هريق الى المحرم
باعد جانب فكان من فصل الله ورحمته
امسالى الرسل لبيان ذلك انه ملخص

کچھ چیزیں ان میں سے ممکن ہیں ان کی کسی ایک جانب کا
جزم نہیں ہو سکتا تو اسکے بیان کیلئے رسولوں کا عین اللہ تعالیٰ کا
صل ورحمت ہے انہ لخصات

میں کہا ہوں اب آدمیوں میں دیکھ لیجئے کہ جو کلام زید کی قدرت میں ہے دوسرے گز اس پر جرم نہیں
کر سکتا کہ وہ کبھی اسے نہ کرے گا، پھر یہاں بعد اخبار زید بھی جرم و تيق کی راہ نہیں، مثلاً زید کے علائم قسم بھی کھائے کہ میں
اس سال ہرگز سفر نہ کروں گا، بعد دوسرا اگر چہ صدق زید کا کیسا ہی معتقد ہو قسم نہیں کھ سکتا کہ زید اس سال یقیناً
سفر نہ کرے گا، اور کھائے تو سخت جری و جیاک اور نگاہ عقلا میں ہلکا ٹھہرے گا تو وجہ کیا، وہی کہ عیب کا حال

سے الارش و فی الکلام

شرح العقائد الفیہ بیان ارسال دل دار الاشاعر العربیہ قدما و احفان من ۹۸

معلوم نہیں اور ذیہ کی بات سچی ہی ہوتی کیا ضرور ممکن کہ فرق پڑ جائے، جب یہ مقدمہ ذہن نشین ہو لیا اور اب تم نے کذب الہی کو ذیہ قدرت مانا تو عقلاً تو ہر خبر میں احتمال کذب ہوا ہی رہا ہے کذب الہی یقین دلائے کہ اللہ عزوجل اگرچہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے مگر کبھی بولا نہ بولے، جیسا کہ اس یقین کی طرف بھی کوئی راہ نہیں کہ آخر یہ خبر کلام الہی سے خود ایک کلام ہوگی تو عقلاً ممکن کہ یہی بروچہ کذب صادر ہوئی ہو پھر وہ کون سا ذریعہ وثوق رہا جس کے سبب عقل یقین کر سکے کہ یہ ممکن ہے قدرت الہی میں تھا واقعہ نہ ہوا۔

خدا صمدیہ کہ جب کذب عقلاً ممکن تو احتمال عقل تو تم خود نہیں ستی، رہا احتمال شرعی وہ دلیل شرعی سے مستعاد ہوتا اور دلائل شرعی

سب کلام الہی کی طرف منتہی، کما صرح من اس شاذ احاد الصحیحین (جیسا کہ امام الحرمین کے ارشاد سے مکرر ہے)۔ تو جس کلام الہی سے کذب الہی کا احتمال ثابت کیجئے پہلے خود اسی کلام الہی کا وجوب صدق شرعاً ثابت کر لیجئے۔ لاجرم وہ ریاست مسلسل سے پارہ نہیں اب عقلی و شرعی دونوں احتمالے اٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی بات معاذ اللہ زید و عمر کی سی بات ہو کر رہ گئی تعالیٰ اللہ عما یقولون علواً کبیراً (یہ جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے نہایت ہی بلند ہے۔ ت) پھر حشر و شرجشت و تار و غیر بات تمام سمیات پر ایمان لانے کا کیا ذریعہ ہے، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم، ہذا ما عندی فی فقر و دلیل حوالہ الاعلام و فی العقائد ابھار طوال تعرف بالغوص فی لججہ، سکندر میر سے نزدیک اس سہار، حرام کی دلیل کی وضاحت و تفصیل یہی ہے اس مقام پر بڑے تفصیل باعث ہیں جو کلام کے سمندر میں غوطہ زن ہونے سے معلوم ہوتے ہیں۔ ت۔

دلیل سوم مراقفہ و شرح مراقفہ میں ہے۔

اما امتناع الکذب علیہ تعالیٰ عندنا فشدۃ
اوجہ (الی ان قال) دایضاً صیر علی تقدیر
ان یقم الکذب فی کلامہ صبحاً نہ ان نکوت نحی
اکمل منه فی بعض الاوقات اعنی وقت صدقنا
فی کلامنا یہ

یعنی کذب الہی کمال ہونا ہم اہلسنت کے نزدیک
تیسری دلیل سے ہے ایک یہ کہ اس کے کلام میں کذب
آئے تو بعض وقت ہم اس تکمل پر باتیں یعنی جس وقت
ہم اپنے کلام میں پہنچے ہوں۔

اقول تقریر دلیل یہ ہے کہ ہر عملی عز میں امکان عقلی کہ انسان اسے بروجیح حکایت کرے اور شک نہیں کہ جس حکایت میں جو پتہ ہو وہ اس میں جھوٹے پر خاص اس وجہ کی رو سے فہم رکھتا ہے اگرچہ اور کوڑوں
وجہ سے مغضول ہو، اب اگر کذب الہی ممکن ہو تو معاذ اللہ جس وقت وہ جھوٹ بولے اور انسان اسی بات کو

مطابق واقعہ اور اگر سے قول لازم کہ آدمی اس وجہ سے افضل ہو جائے اور باری عزوجل پر کسی جہت سے کسی معصوق کو کسی طرح کا فصل جڑتی بھی اگر یہ نہایت ضعیف و مفصل ہر ضامی ل۔ تو ثابت ہو اگر امکان کذب باطل خبی لہ
فانہم والعزۃ للہ دی الجلال (پس خود کیجئے اور عزت اللہ ذوالجلال کے لئے ہے۔ ت)

ثم اقول اس دلیل کی ایک مختصر تقریر یوں ممکن کہ اگر کذب خاق ممکن ہو تو کتنی بڑی شامت ہے کہ خلق
پسختی اور فانی ہو جائے، انبیاء و ائمہ رب العالمین، لیکن صدق خلق محال نہیں تو کذب خاق ممکن نہیں۔
دلیل چہارم جس کی طرف امام غزالی نے رازی نے صفحہ ۱۶ میں اشارہ فرمایا کہ جب اہلسنت کے نزدیک اللہ
عزوجل کا صدق زلی تو کذب محال کہ ہر زلی متعین الزوال، اقول و باللہ استوفیق تصویر دلیل یہ ہے کہ اللہ عزوجل
پر اہم صادق کا اطلاق قطع نظر اس سے کہ قرآن و حدیث و اجاسات سے ثابت محققان عنید یعنی طائفہ جدیدہ کو بھی مقبول
کہ وہ بھی اللہ عزوجل کو صادق بالفضل تو مانتے ہیں اگرچہ صادق بالضرورة ہونے سے صاف انکار کرتے ہیں کہ

عنہ اما القرآن فقولہ تعالیٰ ولقد جہنمہم
بغیہم وانا لصدیقون و قولہ تعالیٰ ومن
اصدی عن اللہ قیلان فان المعنی ب اللہ
تعالیٰ اصدی قائل و حمل الاصدی حمل
الصادق مع ثبوتہ و اما الحدیث فقد عبد
الصادق من الاسماء الحسنی فی حدیث ابن ماجہ
و حدیث البیہقی المستدرک و ابی الشیخ و
ابن مردویہ فی تفسیر یہما و ابی نعیم فی کتاب
الاسماء الحسنی کلہم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ عن النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و اما الاجماع فظاهر لای شکور ۱۲ منہ۔

عنہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یہ ہم نے ان کی
بغادت کی سزا دی اور ہم یقیناً سچے ہیں، دوسرے
مقام پر فرمایا، اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی زیادہ سچا ہے۔
معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر صادق ہے
اور اصدی کا حمل صادق مع زیادہ کا حمل، یہی حدیث ترمذی
میں اسما حسنہ میں صادق کو شمار و شمل کیا گیا ہے،
اور یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور اسے
ابن ماجہ، حاکم نے مستدرک میں، ابوشیخ احمد ابن مرد
نے اپنی تفسیر اور امام ابونعیم نے "کتاب الاسماء الحسنی"
میں ذکر کیا، ربط اجماع تو واضح ہے، اس کا انکار
کیا ہی نہیں جاسکتا ۱۲ منہ (ت)

فی الاثر بل کلامہ العزیم ولا یقال احب
تصدیقہ محبت ولا محبوق تعالیٰ اللہ
ان یقوم بہ الحادث امہ ملخصاً۔
میں علامہ کی تصدیق ہے۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ
اس کی تصدیق محبت و محبوق ہے کیونکہ وہ اس سے
بعد نہ اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہوا اور ملخصاً

اور جب صدق ہی اری ہو تو امکان کذب کا محال ہو جائے، عدم صدق ممکن نہیں تحقیقاً
لمعنی انتضاد (کیونکہ ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ مثلاً اور انعام صدق محال ہے نہ علم کلام میں مبین ہو چکا
کہ قدر و حقائق بل عدم ہیں فتنہ۔

دلیل پنجم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے تو اس کا کذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس کی کوئی
صفت حب و دشمنی نہیں، اور جو قدیم ہے معدوم نہیں ہو سکتا، قولاً نہ کہ صدق اسی محال ہو جائے گا نہ کہ یہ
بابہ ائمہ باطل، کذب سے اعتصاف ناممکن، یہ دلیل تفسیر کبیر و موافق و شرح مفہم میں ادا ہو فرمائی،
اس کی عبارت یہ ہے زیر قول تعالیٰ ومن صدق من حدیث را اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کون سے کجی بتا
فرمائے ولا۔ انت، انتہا کذب ہی پر اہل سنت کی دلیل بیان کرتے ہیں۔

ما اصبحت الا قد یبہم انہ یوہن کا ذل لکن
کذب بہ قدیم، ولو کان کذبہ وہدج لا متنع
من کذب بہ لا متنع عن العدم عنی التقذیر،
ولو امتنع من ذل کذبہ قدیم لا متنع کونہ
صادقاً، لان وجود احد الضدین مستلزم
وجود الضد الاخر ہوگا کذب بالاعتقاد ان یصدق
لکن غیر مستلزم، لان لحدیث بالضرورتاً ان کل
من علم شیئ قائم لا یمتنع علیہ ان یحکم
علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ، والعدم
بہذہ الصحۃ ضروری، فاذا کان امکان
الصدق قائماً کانت متناع کذب

جامعے علماء کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ کاذب ہے
اس کا کذب قدیم ہوگا اور اس کا کذب قدیم
ہے، تو اس کے کذب کا زوال ممکن ہوگا کیونکہ قدیم
پر عدم، ممکن ہوتا ہے اور اگر اس کے کذب کا
زوال قدیم ممکن ہے تو اس کا صدق ہونا ممکن
ہوگا کیونکہ ضدین میں سے ایک کا وجود دوسرے
کے وجود کے لئے متناع کا سبب ہوتا ہے تو
اگر وہ کاذب ہے تو اس کا صدق ہونا ممکن ہوگا
لیکن یہ تو ممکن نہیں کیونکہ جو بدلتا جانتے ہیں کہ
جو شخص کسی شئی کے بارے میں علم رکھتا ہو اس
کے لئے اس شئی پر محکوم علیہ کے مطابق حکم لگانے

حاصل لا محالہ ہے

میں کوئی اختلاف نہیں اور اس ضابطہ کی صحت کا علم

یقین ضروری ہے جبہ امکان صدق قائم ہے تو کذب کا حصول ہر صورت میں ممکن ہوگا (ت)

اقول وبانہ التوفیق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا نظم بکلام کذب تو ممکن مانا اس کا کاذب و متصف بالکذب ہونا بھی ممکن مانتے ہو یا نہیں، اگر کہتے نہ تو قول بانہما قضیٰ اور بدایت عقل سے خروج ہے کہ کاذب و متصف بالکذب نہیں مگر وہی جو نظم بکلام کذب کرے اسے ممکن کہہ کر اسے محال ماننا ناجائز ہے، اور اگر کہتے ہاں، تو اب ہم پوچھتے ہیں یہ تصافات صرف لم یزل میں ممکن یا ازل میں بھی شق ول باطل کہ امکان قیام حادث کو مستلزم اور شق ثانی پر جب ازلیت کذب ممکن ہوئی تو اس کا ممکن الروال ہونا ممکن ہوگا کہ ہر ازلی واجب الابدیہ اور کذب کا احتیاج رواں استیحا صدق کو مستلزم کہ کذب و صدق کا اجتماع محال حسب اُس کا رواں محال ہوگا اس کا ثبوت ممکن ہوگا، اور امکان وجود طر دوم امکان وجود مازم کو مستلزم، تحقیقا المعنی اللہ و مریدیت کان و انما لا لعارضین کہ جھٹھا (معنی لازم کے ثبوت کی وجہ سے کفر ذاتی ہے نہ کہ کسی عارض کی وجہ سے، جیسا کہ یہاں ہے۔ ت) تو لازم آیا کہ صدق الہی کا محال ہونا ممکن ہو اور استحالہ اسی شے کا ممکن ہوگا جو فی الواقع محال ہوگی کہ ممکن کا محال ہو جانا ہرگز ممکن نہیں ورنہ انعکاس لازم آئے اور وہ قطعاً باطل تھا۔ ت ثبوت ہو کہ اگر باری تعالیٰ کا کذب مانا تو اس کا صدق محال ہوگا لیکن وہ بالبدہ محال ہیں تو امکان کذب یقیناً باطل اور استحالة کذب قطعاً حاصل،

والحمد لله اصدق قائل الدلائل العائنة تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ان پتے دکھائے پر جو تفسیر
عن قلب الفقیر بعون القدر بر عن جده وجل عجزہ وجل مجرہ کی مدد سے فقیر کے دل پر وارد

ہوئے۔ (ت)

دلیل ششم اقول وبحول اللہ اصول (میں کہتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے بیان کرتا ہوں) کلام الہی

مع ای انشاء الاحکایۃ ادلا کلام فیہا کما لا ینحی معنی بطور انشاء نہ کہ بطور حکایت کیونکہ اس میں
فقی القرآن العظیم جمل عن الکفار صحت کلام ہی نہیں جیسا کہ واضح ہے تو قرآن میں ایسے
امرا جیفہم لباطلة ۱۲ منہ جملے موجود ہیں جن میں کفار کی باطل ادا کا تذکرہ
ہے ۱۲ منہ (ت)

ازل میں باجواب کلی حق تھا، معاد ائمہ اس کا بعض باطل یا زنی نہ باطل ہیں ثانی تو کفر صریح اور ثالث میں مطابقت و لا مطابقت دونوں کا ارتقا اور وہ قطعاً محال، اولاً بالبداهۃ،

فان ارتقا محمولی الانفصال الحقیقی کیونکہ انفصال حقیقی کے دونوں محمول کا مخرج سے ارتقا عن الموضوع کا ارتقا نقیضین۔ ثانیاً باجماع عقلاً،

حتی الجاحظ المعتزلی وانما تراعه فی مجرّد التسمیة۔ حتی کہ جاحظ معتزلی بھی قائل ہے نزاع محض نام میں ہے۔ (ت)

عقلی ای فلا یرضی بہ المتخالف ایضا فلا یرضی عقیقۃ البیہان وانما الکتی بہ قصورا للمساقة والافہ طریق قد عرفت وهو وجوب الکذب و امتناع الصدق الباطل بداهۃ العقل ۱۲ منہ

عقلہ ہی کافی ہے اجماع اور نص کی بات بطور تبرع و نقل ہے ۱۲ منہ (ت)

عقلہ جمود کے نزدیک خبر صادق ہے یا کاذب کیونکہ اگر وہ واقع کے مطابق ہے تو صادق، اگر مطابق نہیں تو کاذب، اور یہ منفصل حقیقیہ ہے جو نفی و اثبات کے درمیان دائر ہے اور جس نے بھی اس میں نزاع کیا ہے وہ صرف لغت لفظ صدق و کذب کے اطلاق میں کیا ہے کہ کیا وہ ان دونوں معنی کے لئے ہیں منفصلہ حقیقیہ جس کے دونوں محمول مرتفع ہوں، کے صدق میں نہیں، اہ، مسلم الثبوت مع شرح فرائج الرحمت لولان بحر العلوم قدس سرہ ۱۲ منہ (ت)

ملک فرائج الرحمت شرح مسلم الثبوت بذیل المستصحب الاصل الثانی المسند غشوات الشریع الرضیٰ فی بیان ۱۴/۲

ثالثاً حدود آن عظیم فی واسطہ پر ناطق .

فان مولانا دو اجمالاً قد بعد لحوق الا
بصنعت

ہمارے مالک صاحب جلال کا فرمان ہے، پھر حق
کے بعد کیا ہے مگر گراہی۔ دست
تو لامرہ شئی اذل متعین اور شئی یہ معنی نصف بھی اس سے انکار نہ رکھتا جو اب ہم پوچھتے ہیں کہ بے ٹکس علی فرض اوقاف
صرف کسی کلام لعلی کو عارض ہو گیا نفسی کو بھی، اولی محض بے معنی کہ صدق و کذب حقیقتہً وصف معنی ہے، رصفت
جہارت و لہذا شرح مقاصد میں فرمایا:

ہرگز اضر دھند لوجہ فی کلامہ استعہ صہ
المحروف بمسموعہ نہ سب سے کلامہ لازمی
یہ تو ایسی کلام میں جاری ہو رہا ہے جو صرف سمعہ سے
ہی ہے اور یہ کلام، رنی سے جہارت ہے اور صدق و
کذب کامرت معنی ہے ات

بر تقدیر ثانی یہ کلام نفسی وہی کلام قدیم یا علی تقدیر ثالثی اس کا بعض ہر گاہ جواز میں ایسا نکلیا صادق تمایا ایسے کا
غیر، شئی ثانی پر قیام و ثابت لازم اور اول میں انقلاب صدق و کذب کہ ظاہر ہشتہ میں بھی محال، چنانچہ بات کبھی غمرونی

محض یہاں بعض اداہن میں یہ سب کہ کتاب کا یہ فرق و امتداد ہے کہ نام حق ہے، کل قائم نہ ہو تو تریہ
لیس بقائہ حق ہو گیا اور اس کی حیثیت اس کے کذب کو مستلزم، اقول ان صاحبوں نے فہمیدہ و مد میں لفظی
نہ کیا، نہ بیان کہ وہ مطلقہ عام میں ناقص نہیں۔ مسلم الثبوت میں سب،

الحدیث صادق صادق دائمہ و انکادہ کادب
دائمہ
خیر صادق ہمیشہ صادق اور خیر کاذب ہمیشہ کاذب
ہوتی ہے (ت)

مولانا قدس سرہ فرماتے ہیں،
و نہ یسکن ان بدحلافی شئی من لاخبر، و فرق
میں تحقیق مقصد اق المحیو و صدقہ قاب
لاول قد یختلف بحسب الانواع و ام

دونوں کا کسی خبر میں صحیح ہونا ممکن نہیں، اور
حیر کے مصداق کے تکتی اور اس کے صدق میں فرق
ہے کیونکہ پہلا اوقات کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

سہ القرآن الکریم ۲۲/۱۰
مکمل شرح المقاصد
المبحث، السلسلہ فی نہ تعالیٰ حکم
الاصول الثانی فی السنتہ
دار المعارف لنگھانید لاہور
مطبع انصاری دہلی
۲۴/۶
ص ۶۶

ہیں ہو سکتی نہ جھوٹی کبھی سچی ورنہ مطابقت و عدم مطابقت میں تضاد لازم آئے اور نقیضین یا ہم نقیضین میں نہیں
بالجملہ کلام صادق کے لئے ثبوت صدق ضروری، تو سلب ضرورت ضرورتاً مطلوب، و صواباً مطلوب

وانت تعلم ان صدور الکلام القدیم عنہ
سبحانہ و تعالیٰ لیس علی وجه الاحتیاج
فیہ التقدیم لایستدلی بالاحتیاج من حیث
ہو مختار و غیر ان کلام اللہ غیر مخلوق
ولای اقتدار فلا یستلزم الشیطانیات ان
الامتیازات المتجاوزات عن قبل ان الموقوف
سبحانہ و تعالیٰ لویصدور فی کمال لا ضلال
صادق و هو لا یقدر ان یخلق لنفسه صفة
حادثة متعلق لا مکان فی بدو الامر علی ما کان۔

اور تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ ہی نہ سے کلام قدیم کا صدور
اعتباری نہیں کیونکہ قدیم کبھی ایسی حیثیت کی طرف منسوب
ہیں ہو سکتے، قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو مخلوق
نہیں اور تحت تقدست نہیں —
تمہیں شیطان اس بات سے نہ پھسلا دے کہ اس قول
یہاں سے لازم آیا کہ اللہ تعالیٰ سے ازل میں کلام
صادق ہی صادر ہوا، اور وہ اس بات پر قادر
نہیں کہ ایسی ذات کے لئے صفت حادثہ پیدا کرے
تربہ اتی امر میں امکان باقی رہا جیسا کہ تھا۔ (ت)

دلیل مہتمم و هو خصم و اظهر اقول و باللہ لتوہیق (جو نہایت مختصر اور بہت ہی اچھا ہے، میں
کتاب میں اور تو فی اللہ ہے۔) مکان کہ اس کی حقیقت کو، واد ضرورت کو مستلزم کہ اگر کلام نفسی
ازلی ابدی واجب للذات ستمیل التجدد کذب پر مشتمل نہ ہو تو کلام مغفلی کا کذب ممکن نہیں ورنہ وجود ال بلا مدلول

(القیہ جاسیہ ص ۱۲۸)

صدق الخیر و نعم فان صدق المصلحة دائمة
والصدق صادق دائماً فلا یدخلہ الکذب
اصلاً ولا اجتماعاً، والکاذب کاذب دائماً
فلا یدخلہ الصدق الا ببعض ۱۲ منہ منہ
اللہ تعالیٰ۔

رہا صدق خبر تو وہ دائمی ہے کیونکہ مطلقہ کا صدق
دائم ہی ہوتا ہے لہذا صدق ہمیشہ صدق ہی ہوگا اور
اس میں کبھی بھی کذب داخل نہیں ہو سکتا ورنہ دو نول
کا اجتماع ہو جائے گا اور کاذب ہمیشہ کاذب ہی
رہے گا اسی میں صدق داخل نہیں ہو سکتا اور مختص

۱۲ منہ منہ (ت)

عن المدلول هو المعنى فلا تقضى بالمدلول

اعراض نہیں ہوگا (ت)

۲ منہ

منہ فوائد رحمت بزیل المستقیم الاصل الثانی السنۃ خشوات الشریفۃ الرضی قم یران ۲/۲

یا کذب دانی مع صدق المدلول لازم آئے اور یہ دونوں بالبدہ محال اور جب کلام لفظی میں کذب ممکن نہ ہو تو نفسی میں بھی ممکن نہیں اور نہ باری عز وجل کا جرح عن التعمیر لازم آئے تو کلام جرم امکان کذب ماننے والا اپنے رتبہ کو واقعی کاذب مانتا اور اس کے کلام نفسی میں کذب مروجہ بالفعل جانتا ہے اور وہاں فعل و دوام و وجوب متلازم و بوجہ اخرا وضد ازہر۔

اقول و بالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) تمہارے دہوی کا حاصل یہ کہ بعض ماہو کلام اللہ تعالیٰ نہیں ممکن لکھنا (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض قسم ضرور ممکن لکھنا ہے۔ ت) اور شک نہیں کہ کل ماہو ممکن الکذاب کاذب بالضروریۃ (اور جرم ممکن الکذاب ہو وہ ضرور کاذب ہوتا ہے۔ ت) کہ کلام واحد میں امکان کذب بے فعلیت کذب متصور نہیں اور فعلیت کذب امتناع صدق اور امتناع صدق ضرورت کذب ہے، نتیجہ نکلا بعض ماہو کلام اللہ تعالیٰ کاذب بالضروریۃ (اللہ تعالیٰ کے کلام کا بعض قسم ضرور کاذب ہے۔ ت) اب اس میں وصفت مسمائی کا صدق حواء بالفعل لو کہ ہو الشہور (جیسا کہ یہ مشہور ہے۔ ت) خواہ بالامکان لو کہ ہو عند الفاس ابی (جیسا کہ فارابی کے ہاں ہے۔ ت) ہر طرح باری عز وجل کا معاذ اللہ کاذب بالفعل ہونا لازم۔ بر تقدیر اول تو لازم بدیہی، اور بر تقدیر ثانی اس کے قضیہ یعنی بعض ماہو کلام اللہ امکان الکذاب بالضروریۃ (جو اللہ تعالیٰ کا کلام یا مکان عام ہے وہ ضرور کاذب ہے۔ ت) کو کبریٰ کیجئے اور قضیہ محال ماہو کلام اللہ بالامکان العام مہسو کلام اللہ بالفعل (ہر کلام جو کلام اللہ یا مکان العام ہے وہ بالفعل کلام اللہ ہے۔ ت) کو صغریٰ ثبوت صغریٰ یہ کہ باری تعالیٰ کے لئے کوئی حالت منظرہ نہیں، شکل ثالث کی ضرب خاص پھر وہی نتیجہ دے گی کہ بعض ماہو کلام اللہ بالفعل کاذب بالضروریۃ (بعض کلام اللہ بالفعل ضرور کاذب ہے۔ ت) والیاد باللہ تعالیٰ، بلکہ حقیقت یہ وجہ لیل مستقل ہونے کے قابل، لکھنا یعنی علی المتأمل

معہ پہل و جرح کا حاصل یہ ہے کہ قول امکان پر کلام نفسی میں فعلیت ضروری ہے ورنہ کلام لفظی میں امتناع ہوگا، جب لفظی میں امتناع ہوگا تو نفسی میں امتناع ضرور ہوگا کیونکہ لفظی صوف نفسی کی تعبیر ہے جبکہ اس مروجہ نفسی جس میں کذب ہونا مفروض ہے کے علاوہ کسی امکانی نہ ہو مگر کلام کاذب (باقی اگلے صفحہ پر)

عن حاصل الوجه الاول ان علی قول
لا مکان لا بد من فعلیۃ فی الکلام النفسی و
الا لا متعبر فی اللفظ لانه لا یكون الا تعصیرا
عن نفسی ولا امکان ههنا نفسی احسو
غیر هذا الوجود المفروض ان لا کذب فیہ

و اللہ التوفیق لا بطلان الباطل (جیسا کہ کسی صاحب فکر پر محنتی نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی ابطال باطل کی توفیق دیتے والا ہے۔ ت)

دلیل ششم اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) صدق الہی صفت قائم بذات کریم ہے ورنہ مخلوق ہوگا کہ ذات و صفات کے سوا سب مخلوق اور ہر مخلوق عدم سے مسبوق تو لازم کہ غیر تھا ہی دور ازل میں اللہ تعالیٰ سبحانہ ہو، تعالیٰ عن ذلك علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔ ت) اور جب صدق صفت قائم بالذات ہے اور صفات مقتضائے ذات اور مقتضائے ذات میں تغیر تھا کہ تغیر مقتضی تغیر مقتضی اور تغیر ذات عموماً محال خصوصاً جناب عزت میں جہاں تغیر صفت بھی مستحیل، تو لاجرم کذب منافی ذات ہو اور منافی ذات کا وقوع منافی ذات اس سے بڑھ کر اور کیا استحال مستحیل۔

دلیل نہم اقول وباللہ التوفیق ہم زیر دلیل چہارم دہشتم بدلائل ثابت کر آئے کہ صدق صفت قائم بالذات ہے تو کذب بھی اگر ممکن ہو صفت ہی ہو کہ ممکن ہوگا، قانہما ضداد والتضاد ما یکو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کے ساتھ تغیر محال ہے اور جب لفظی میں امتناع ہے تو لفظی میں بھی ہوگا ورنہ تغیر سے مجز لازم آئے گا اور اگر وہ لفظی میں علیٰ موجود نہیں تو وہ اصل موجود نہ ہوگا لیکن وہ تمہارے نزدیک ممکن ہے تو اس کا موجود ہونا ضروری ہوگا پس وہ دائمی اور واجب ہوگا اور ثانی و حرکات حاصل یہ ہے کہ اگر یہ کلام میں ممکن ہوا تو عدم ہر ظاہر کی دہر سے وہ کلام موجود ہوگا تو بعض کلام علیٰ ممکن کذب ہوگا اور کذب کلام اس وقت ممکن ہوگا جب کذب ہو اور کذب باطل ضروری کذب ہی ہوگا تو بعض کلام کذب بالضروری کذب ہوگا تو وہ دلیلوں کے درمیان وضع ہے لہذا یہ دونوں حقیقتیں مستقل و یلیس ہیں، تمام قرینات اللہ تعالیٰ کے لئے اور توفیق سی سے ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ (ت)

و المتبیین عن الصادق بالکاذب محال و اما
اعتنع فی اللفظ امتنع فی المعنی و الا لزم
العجز عن التعبير فلولم یوجد فی المصحف
بالفعل لا متنع هذا لکے ممکن حد کذب
ان یوجد فید و عرفی جب و حاصل الثانی ان
لو امکن فی کلام لم یوجد ذلك الکلام لعدم
الانشطار فیکون بعض ما هو کلامه بالفعل ممکن
الکذب و لا یمکن کذب کلام الا اذا کان کاذباً و
المکاذب کاذب بالضرورة فبعض کلامه بالفعل
کاذب بالضرورة و طاهر ان بین الوجهین
یوناً بیناً فی دلیلان مستقلان حقیقة و الحمد
للہ و بہ ۱۲ نی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بحسب الورد علی محض واحد (وردوں میں) اور تضاد جو ایک محل پروردگی صورت میں برتا ہے۔ ت۔ اب مخالف متعسف و فور استحالات دیکھئے؛

اولاً لازم کہ کذب انہی موجود بالفعل ہو کہ صفات باری میں کوئی صفت منقطعہ غیر واقعہ نہ باطل ورنہ اثر بالغير یا تحلف مقضی یا تنافر اقتضا یا حدوث مقضی لازم آئے۔ تعالیٰ نہ عنہ علو کبیر (اقتضائے اس سے بہت بلند ہے۔ ت)

ثانیاً واجب کہ کذب واجب ہو کہ صفات الہیہ سب واجب للذات ہیں ثابتاً صدق انہی محال ٹھہرے کہ وجوب کذب امتناع صدق ہے۔
سابعاً کذب صفت کمال ہو کہ صفات مادی سب صفات کمال۔

علیہ ان کان الاتصاف لامی الذات اقول
ولو یقتضی لارادۃ فی نفس حادثہ و
الحدث غیرہا فہم فائدہ علو فی نصف سطر
۲ منہ۔

علیہ ان نفسی الذات الزلا ولم یحقق
منہ مد علیہ و زید فیضہ القوی
علیہ ان اقتضی فی الیرا لافى الاس
علیہ ان یزعم الكل والیوم تعما حسب
المقتضی والمقتضی ۱۲ منہ۔

علیہ فرق میں بناء الكلام علی قدم الصفة
وان ما ثبت قدمہ استحل عدمہ و ہم
مقدمة عویضة الاثبات و میں بناء علی
وجودہا و امتناع ضدہا للذات و هو
من اجلی الواضحات والمحمد لله سبب
الروایات ۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

علیہ اگر اتصاف ذات کے اعتبار سے نہ ہو، تو
اگرچہ نفس ارادہ کے اعتبار سے ہو کیونکہ نفس حادث
ہے۔ ت۔ ثانیاً باری سے اچھی طرت جان کر کیونکہ
اس نصف سطر میں سارا اعلیٰ ہے ۲ منہ (ت)
علیہ اگر ذات ازل تعاضد کرے اور وہ متحقق نہ ہو
۱۲ منہ مد علیہ و زید فیضہ القوی (ت)

علیہ اگر وہ تعاضد کرے مگر ازل میں نہ ہو ۲ منہ (ت)
علیہ اگر سب سے فرار کرے اور مقتضی اور مقتضی کے
ساتھ رہے کا التزام کرے ۱۲ منہ (ت)

علیہ کلام کی بنا، صفت کے قدیم ہونے پر اور واجب
ہونے پر اس میں فرق ہے، اول کا مقدمہ کہ جس کا
قدم ثابت ہو اس کا عدم محال ہے، اس کا اثبات
یحییٰ ہے۔ دوسرے کا مقدمہ کہ جو واجب ہو اس
کی ضد ذات کے لئے ممکن ہوتی ہے، یہ بہت واضح
ہے، تمام تعریفیں کائنات کے رب کے لئے ہیں ۱۲
منہ سلمہ اللہ تعالیٰ (ت)

خامساً صدق صفت نقصان ہو کر وہ عدم کذب کو مستلزم اور اب عدم کذب عدم کمال اور عدم کمال عین نقصان۔

سادساً، سابغاً، ثامناً صدق کی و کذب جزئی، جب دونوں صفت اور دونوں ممکن تو دونوں واجب تو دونوں محال تو اجتماع نقیضین و ارتجاع نقیضین و اجتماع اجتماع و ارتجاع سب حاصل۔ تاسیماً شراً حاوی عشر، لعیدہ اسی طریقہ سے دونوں کمال تو دونوں نقصان، تو دونوں محال و نقصان۔ ثانی عشر، ثانی عشر، رابع عشر، جب دونوں صفت تو دونوں مقتضی، تو دونوں منافی، تو دونوں جامع اقتضا و تنافی، حامس عشر جب دونوں مقتضی تو وجود ذات مستلزم اجتماع نقیضین اور جس کا وجود مستلزم محال ہو تو خود محال تو بر تقدیر امکان کذب وجود باری معاذ اللہ محال ٹھہرتا ہے، مدعی معادہ دیکھے کہ اس کی تسکینی آگے بڑھ کر کہاں تک پہنچا یہ سر دست چندرہ استوائی ہیں اور ہر استعمالہ یکساں خود ایک دلیل مستقل۔ تو اب تک آٹھ اور پندرہ تیسری دلیلیں ہوئیں۔

دلیل بست و چہارم اقول دیانۃ استوہیق، بالفرض اگر کذب کو عجیب و غریب نہ مانے تو تناہا لفظ ضرور کہ کوئی کمال میں ورہ مول تعالیٰ کے لئے واجب الثبوت ہوتا اور عقل سلیم شاہد کہ باری عزوجل کے لئے ایسی شئی کا ثبوت بھی محال ہو کمال سے ناں ہو کر پر نقص ہو۔ علامہ سعد الدین

عشر یعنی ہر جہ میں صادق ہونا کہ بالفعل موجود ۱۲ منہ۔

عشر یعنی بعض اخبار میں صادق نہ ہونا کہ فی لفظ ممکن ہوتا ہے ۱۳ منہ۔

عشر لاوں صادق الدیور میں وہ ذات میں
و ثانی لہا مرانفا ۱۳ منہ

عشر یہ امکان انعام اعلیٰ لاوں وجود
حالتی جب ہر ص ۲ منہ

عشر دن کل صفہ نجب لذات ۱۲ منہ۔

عشر دن و خوب کل یستلزم استحالة الآخر
کہا مر مر ۲ منہ۔

عشر فان الصدق الکی یستلزم عدم کذب
و کذب ابجری عدم الصدق الکی ۱۲ منہ

عشر اول حیث کہ چوتھی، آٹھویں اور دوسری میں
ابھی گزرا ۱۲ منہ (ت)۔

یعنی مکان عام کے ساتھ ہذا وجود کی وجہ سے اور
دوسرا بالفرض ۱۲ منہ (ت)۔

کیونکہ ہر صفت ذات کے لئے لازم ہے ۱۲ منہ (ت)۔
کیونکہ ہر ایک کا وجوب دوسرے کے محال ہے

سے مستلزم ہے حیث کہ کئی دفعہ گزر ۲ منہ (ت)۔

کیونکہ صدق کی عدم کذب کو اور کذب کی عدم صدق
کی مستلزم ہے ۱۲ منہ (ت)۔

تقدیرانی مبحث الرابع فصل تزییلات شرح مقاصد میں فرماتے ہیں :

ان لو یکن من صفات الکمال اختلفت الاضاف
الواجب له التعلق علی ان کل ما يتصف
هو به یزمر ان یكون صفة کمالیة
اگر وہ صفات کمالیہ میں سے نہیں تو اس کے ساتھ
واجب کا اضافة ممکن ہے کیونکہ اس پر التعلق
ہے کہ واجب جس کے ساتھ متصف ہوگا اس کا
صفت کمال ہونا ضروری ہے (ت)

علامہ ابن ابی شریف مسیریہ میں فرماتے ہیں :

یستحب علیہ تعالیٰ صفة لا کمال فیھا ولا
نقص لان کلام من صفات الاله صفة کمالیة
انہ تعالیٰ کے لئے ہر وہ صفت محال ہے جس میں کمال
ہو اور نہ نقص ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ہر صفت صفت
کمال ہے (ت)

دلیل بست و پنجم اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے ۔ ت)
بہت مشکل مسئلہ ہے کہ جو مطلق کذب پر قادر ہوگا کذب مطلق پر بھی قدرت رکھے گا کہ بعض کلام میں کذب
پر قادر اور بعض میں اس سے عاجز ہونے کے کوئی معنی نہیں اور قرآن کلام اللہ قطعاً حق جس کے بعض قضایا
خل قولہ تعالیٰ لا اله الا الله وقوله تعالیٰ محمد رسول الله وغیرہا کے صدق پر عقل صرف بے ترقع شرع
و توفیق صریح خود حکم کرتی ہے تو واجب کہ قرآن عظیم مقتضائے ذات نہ ہو، ورنہ کذب مطلق مقدور نہ رہے گا کہ
کلام ہرگز کاذب نہیں ہو سکتا اور جو کچھ ذات نہ مقتضائے ذات وہ قطعاً حادث مخلوق ترکذب الہی کا ممکن ماننا قرآن عظیم
کلام اللہ کے حادث مخلوق ماننے کو مستلزم ناب بعد تنبیہ بھی اصرار کر دینا چاہئے معتزلی کراہی گراہ ہونے سے کیوں انکار کر دے۔

دلیل بست و ششم اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے ۔ ت)
جب بر تقدیر امکان کذب واجب بطلان ترجیح با مزج و نیز حکم بہ بہت طرک مذکور ہر فرد کذب قدرت الہی
میں ہو تو ہر فرد صدق مقدور ہوگا و نہ صدق فی البعض واجب یا محال ہوگا، تو کذب فی البعض محال یا
واجب حالانکہ ہر فرد کذب مقدور ماننا تھا، ہذا خلف پس صدق و کذب کا ہر فرد مقدور ہوا اور ہر فرد حادث
تو کلام الہی سے مطابقت ولا مطابقت دونوں مرتفع اور یہ بہتہ محال۔

دلیل بست و سہم اقول وبالله التوفیق کتب حدیث و سیر مطالعہ کیجئے بہت خوش نصیب فی عقل

بسیب صرف جمال جہاں آراستے حضور پر نور سید عالم سرور اکرم مولا کے اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ کر ایمان لائے کہ ایسے خداوند الکریم یمنہ خورشید ہونے والے کا نہیں، اسے شخص ایسا اس کے حبیب کا پیارا مژدہ تھا جس پر خوبی و بہار دو عالم نثار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اور پاکی و قدوسی ہے اس کے وچہ کریم کے لئے، واللہ! اگر تاج حجاب اٹھاویں تو ابھی کھتا ہے کہ اس وچہ کریم پر امکان کذب کی تہمت کس قدر جھوٹی تھی مخالف اسے دلیل خطابی کے مگر میں اسے جلت الیقانی لقب دیتا اور مسلمانوں کی بدست ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے ودیعت رکھتا ہوں

یہ رینفہ القدر قین صد قہم، یومر لاینعم
وہ دن جس میں بچوں کو ان کا پتہ کار آئے گا جس
مال و بنوں، الامن اتی اللہ بقلبہ سیدم
دن نہ مال کام آئے گا نہ پتہ کار وہ م اللہ کے فضل
حاضر ہوا سلامت دل کے کر۔ (ت)

بایں ہر اگر جمال باز نہ آئے تو دلیل ہفتم میں وچہ دوم کی بجائے خود دلیل مستدل تھی، اس کے عوض معروضہ
بہر حال تیس کا عدد کامل مانے۔

دلیل بست و، ششم قال عز وجل، ومن اصدق من اللہ قیلاً اللہ سے زیادہ کس کی بات
ہی ہے، اقول واللہ التوفیق آئی کر رہیں صلی کہ کہ یہ اس محال تھی ہے، وہ بدلاست سننے خادم تفسیر و حدیث
واقف کلمات فقہا پر روشن کہ امثال عبارات اگرچہ بظاہر نفی مزیت غیر کرتی ہیں مگر حقیقتہً تفصیل مطلق و نفی ہر
و ہمسر کے لئے مسوق ہوتی ہیں، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے افضل کوئی نہیں یعنی سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سب سے افضل ہیں ومن احسن من اللہ جمیعہ یعنی صبیحہ اللہ سب سے احسن ہے،
ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ، ای ہوا حسن قولاً من کل من عداہ (اور اس سے زیادہ کس
کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے، یعنی وہ دوسرے تمام سے قول میں خوبصورت ہے۔ ت)، علامۃ الوجود
سیدی ابوالسود علیہ الرحمۃ الودود تفسیر ارشاد میں زیر قولہ تعالیٰ عز وجل ومن اظلم ممن افتری

صلی القرآن الکریم ۱۱۹/۵

۸۸/۲۹

۸۹/۲۹

۱۲۲/۲

۱۴۸/۲

۲۳/۲۱

عن الله كذبا (اللہ تعالیٰ پر جھوٹا فرمان دینے والے سے کون بڑا ظالم ہے۔ ت) فرماتے ہیں،

هو انكار واستبعاد لان يكون احد علم
معين فعل ذلك ومساو له وان كان سبيل
التركيب عين متعرج من لاسيما وانما
نعمها يشهد به العرف العاصي والاستعمال
المطرد فانه اذا قيل من اكرم من فلان
ورافض من فلان فالمراد به حتماً
اكرم من كل كريم وافض من كل فاضل
لا يرى لي قوله عز وجل لا جرم انهم في
الاحرة هم لا خسرون بعد قوله تعالى ومن
علم من افترى عنى ذلك كذباً او اسر
في ذلك ان النسبة بين الشينين باقتضا
غالب لاسيما في باب المعالية ما تفهم
مزيداً ونقصاً فاذا لم يكن احد هو امر
يتحقق انقص لا محالة

یہ انکار واستبعاد ہے کہ اس سے بڑھ کر یہ اس کے
مساوی کوئی ظالم نہیں ہو سکتا اگرچہ ہلکے ترکیب نکلتے
نفی مساوات پر مذہب نہیں لیکن اس پر مشہور عرف اور
مسلمہ استعمال شام ہے مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے
فلان فلان سے زیادہ بزرگ ہے یا فلان سے کوئی
افضل نہیں تو اس سے یقیناً مراد یہ ہے کہ ہر کریم
اکرم اور ہر فاضل سے افضل ہے کیا رات ہے اللہ تعالیٰ
کے اس فرمان مبارک میں وہ یقیناً آخرت میں نسا کے
میں ہیں جس کے بعد فرمایا ومن اطلع من افترى
عنى الله كذباً اور اس میں راز یہ ہے کہ نسبت غالباً
دو چیزوں کے لیے یہاں مقرر کیا گیا ہے تفاوت کے باب میں
زیادتی اور نقصان میں متصور ہوتی ہے جب
ان میں سے کوئی ایک زیادہ نہ ہو تو ہر حال نقصان
کا ہی تحقق ہو گا۔ ت

قولہ معنی آیت یہ ہیں کہ مونی عز وجل کی بات سب کی باتوں سے زیادہ صادق ہے جس کے مصداق کو
کہی کلام کا مصداق نہیں ہے اور پڑھا ہر حدیث کلام فی نفسہ اصلاً قابل تشکیک نہیں کہ باعتبار ذوات
تقصایاخرہ خلاف قدم وحدوث کلام یا بقا و فناء سے سخن یا کمال و نقصان تکلم خود کسی وجہ سے اس
میں تفاوت نہ ہو سکیں، چکی سچی باتیں مل بوقت واقع میں سب یکساں، اگر ذرا بھی فرق ہو تو سرے سے

صحت لصدق تامة ينسب الى لقول و خبرى الى
بمثال والكلام ههنا في المعنى الاول فلا
يد هي ههنا عندك ۲ منہ

صدق کہی قول کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کہی قابل
کی طرف واقع رہے یہاں گفتگو معنی اول میں ہے
یہ بات ذہنی نشین رہے ۱۲ منہ (ت)

س القرآن الحکیم ۲/۱

س ارشاد العقل السليم (تفسیر ابی المبرک) تحت ۲/۱
دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۲

ہم ہی نہ رہا، اصدق و صادق کہاں سے صادق آئے گا، یہ معنی اگرچہ فی نفسہ بدیہی ہیں مگر کلام واحد میں لحاظ
 کرنے سے ان اغیار پر بھی انکشاف تام پائیں گے جنہیں بدیہیات میں بھی حاجت شاذ جنبا فی تنبیہ ہوتی ہے
 قرآن عظیم نے فرمایا محمد رسول اللہ کہ یہ بھی کہتے ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 کیا وہ جملہ محمد رسول اللہ کہ قرآن میں آیا زیادہ مطابقی واقع ہے اور ہم نے جو محمد رسول اللہ
 کہا تم مطابقی ہے، حاشا کوئی مجنون بھی اس میں تفاوت گماں نہ کرے گا یا متعدد باتوں میں دیکھئے تو
 یوں نظر کیجئے، فرقان عزیز نے فرمایا: وحصانہ تملثون شہراً (اور اسے اٹھائے پھرنا اور اس
 کا دودھ پھرانا تیس مہینہ میں ہے۔) ہم کہتے ہیں لا الہ الا اللہ العلیک بحق المبین (اللہ کے سوا
 کوئی معبود نہیں وہ ہی مالک حق واضح ہے۔) کیا وہ ارشاد کہ نیچے کا پیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا
 تیس مہینے میں ہے زیادہ سچا ہے، اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذ اللہ
 کچھ کمی ہے، تو ثابت ہوا کہ اصدق قیت یعنی اس شد مطابقتہ لواقع غیر معقول ہے، ہاں نظر سماع میں ایک
 تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق و صادق میں وہی مقصود و معتبر ہے دو جہاتوں سے تعبیر کر سکتے ہیں
 ایک یہ کہ وقت و قبول میں زائد ب مثلاً رسول کی بات دلی کی بات سے زیادہ سچی ہے یعنی ایک کلام کہ دلی
 سے منقول اگر وہی بعینہ رسول سے ثابت ہو تو یہ تنبیہ میں وقت اور قوتوں کی بات اور دلیوں میں مسکون
 طلیت ہی اور پیدا کر کے گا کہ دلی سے ثبوت تک اس کا عشرہ تھا اگرچہ بات حرف بحرف ایک ہے،
 دوسرے احتمال کذب سے ابعاد ہونا مثلاً مستور کی بات سے عادل کی بات صادق تر ہے یعنی بہ نسبت
 اس کے احتمال کذب سے زیادہ دور ہے اور حقیقتہ تعبیر اول اسی تعبیر دوم کی طرف رات کہ سامع کے نزدیک
 جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی اسی درجہ وقت و مقبولیت پوری ہوگی جب یہ امر محمد ہو گیا تو یہ کریمہ
 کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عزوجل کی بات ہر بات سے زیادہ احتمال کذب سے پاک و منزہ ہے، کوئی جہاد کسی
 کی خبر اس امر میں اسی کے مساوی نہیں ہو سکتی اور شاید حضرات محضین بھی اس سے انکار کرتے کہ غیب خدا
 دلی میں لائیں، اب جو ہم خبر اہل توازن کو دیکھتے ہیں تو وہ بالبدلتہ بوجہ عادت و اندازہ بدیہ غیر مختلف علم قطعی یعنی جازم
 ثابت غیر محتمل اسقیض کہ مہید ہوتی ہے جس میں عقل کسی طرح تجویز خلاف روا نہیں رکھتی اگرچہ منظر نفس ذات
 خبر و خبر امکان ذاتی باقی ہے کہ ان کا تم علی الکذب قدرت الہیہ سے خارج نہیں۔ تلویک میں ہے،
 مستتر از یوجب علو یقین معقول ان لعقل متواتر سے علم یقین حاصل ہونے کا معنی یہ ہے کہ عقل یکم

یحكم حکم قطع یا مہم جہنم طوا عن الکذب
وان ما تقو علیہ حق ثابت فی نفس الامر
غیر محتتمل للیقین لا یصح سبب
الامکان العظمیٰ عن تو صلیہ علی الکذب
مختصا۔

لگاتی ہے کہ ایسے لوگوں کا اتفاق کذب پر یقیناً نہیں ہو سکتا
جس پر ان کا اتفاق ہو سبب وہ حق اور نفس الامر میں
ثابت ہے اس میں یقین کا احتمال نہیں ہے اس کا یہ
معنی نہیں کہ ان کے جوٹ پر جمع ہونے کے امکان
عقلی کا سلب ہو گیا ہے۔ (ت)

مگر ایسا امکان مافی قطع یا یعنی الاغص بھی نہیں ہوتا کہ حقیقہ فی مو قف و شرح و شار ایضاً ف
شرح المقاصد و شرح العقائد وغیرہما (جیسا کہ واقع اور اس کی شرح میں ہے اور اس کی طرف
شرح مقاصد اور شرح عقائد وغیرہ میں اشارہ ہے۔ ت) اسے پیش نظر رکھ کر کلام باری صوں کی طرف چلتے،
امکان کذب ماننے کے بعد باعث مذکورہ دلیل دوم و فرق امور عادیہ و ارادہ عیبیہ سے قطع نظر بھی ہو تو غایت
درجہ اس قدر کہ کلام ربانی و جبر اہل تواتر کا سننے کی قول ہم پڑھوں گے جیسا کہ احتمال کذب یعنی مافی قطع و مافی
جزم اس کلام پاک میں نہیں اس سے خبر تواتر کا بھی دامن پاک اور بنظر امکان ذاتی جو احتمال عقلی خبر تواتر
میں ناشی وہ بعینہ کلام الہی میں بھی باقی، یہ کلام الہی کا سب کلام صوں سے اصدق ہونا اور کسی کی بات اس سے
صدقاً بھی ہمہری نہ کر سکا کہ یہ دیکھ کر نہ تھا کہ سب کلام درست آیا کلام عقیدہ مجیدہ اہلسنت و قیۃ
اللہ لہم داعی (ان کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت و اعفی ہو۔ ت) یعنی اختلاف عقلی کذب الہی کو اس تقریر پر کلام مولیٰ
جل و علایں کی طرح احتمال کذب کا امکان نہیں بخلاف خبر تواتر کہ احتمال امکانی رکھتی ہے اور یہ بات قطعاً صرف
اسی کے کلام پاک سے خاص محال ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقلی ہو جائے
محضت اگر معنی اختلاف صدور و عدم قدرت ہی لیجئے تا م اختلاف ذاتی نہیں کہ سلب عصمت خود پر قدرت،
اب بکھانہ شمس تابندہ کی طرح روشن و درخشندہ صادق آیا کہ من صدق من اللہ قیلاً (اور اتنے سے زیادہ
کس کی بات سچی۔ ت) اور معزۃ اللہ کیوں نہ صادق آئے کہ آخر من صدق من اللہ حدیث (اور
اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ ت) یہ دیکھو یہ خاشا خا عطار کے اس ارشاد کا کہ زیر آپت کہ یہ استدلال میں
فرمایا کہ کوئی اس سے کیونکر اصدق ہو سکے کہ اس پر تو کذب محال و ردوں پر ممکن و الحمد للہ رب العالمین۔

لہ التلویح والتوضیحات التلیح الرکن الثانی فی السنۃ

مصلیٰ ابابا مصر ۳/۲

لہ القرآن الحکیم ۱۲۲/۲

۸۴/۲

دلیل بست و نهم قال الربی سبحانہ و تعالیٰ، قل ای شیء اکیہ شہادۃ حق قل اللہ (اسے نبی! تو کافروں سے کچھ کہوں ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو خود ہی فرما کر اللہ)

اقول اللہ کے لئے حمد و منت کہ یہ آیت کریمہ آیت سابقہ سے بھی جلی و اظہر، اور افادہ مراد میں اہل و ازہر، وہاں ظاہر نظم نفی اصدقیۃ غیر تھا اور اثبات اصدقیۃ کلام اللہ بکوالہ عزت یہاں صراحتاً رشاہتاً ہے کہ اللہ عز و جل کی گواہی سب گواہوں سے اکبر و اعظم و اعلیٰ ہے، اب اگر معاذ اللہ امکان کذب کو دخل دیکھے تو ہرگز شہادت الہی کو شہادت اہل تو اترا پر غفلت نہیں کہ جو یقین اس سے ملے گا اس سے بھی حین اور جو احتمال اس میں باقی اس میں بھی پسیدہ تو قرآن پر ایمان لانے والے کو یہی چارہ کہ مذہبِ اہل سنت کی طرف رجوع کرے اور جنابِ عزت کے امکان کذب سے برائت پر ایمان لائے، باقی تقریر دلیل مثل دلیل سابقہ ہے، فاعلم و اعلم و اللہ اعلم۔

دلیل سیم قال ربنا عز و جل،

و تنبت کلمت ربک صدق و عدلا لامبیدل نکمتہ و هو السیم العیم
اور پورا ہے تیرا رب کا کلام صدق و انصاف میں کرل بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا، اور وہی سننے والا جاسے والا

ظاہر فرماتے ہیں یعنی باری عز و جل کا کلام انتہا درجہ صدق و عدل پر ہے جس کا مثل ان امور میں متصور نہیں۔ بیضاوی میں ہے،

بنت العایۃ احسانہ و حکامہ و مواعیدہ صدق فی الاخیار و المواعید و عدلا فی الاقصۃ و الاحکام
ارشاد المغنل السیم میں ہے،

العیۃ العایۃ العایۃ القاضیۃ صدق فی الاحیاء و المواعید و عدلا فی القاضیۃ
معہم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات اخبار و مواہید میں صدق کے اعتبار سے اور قضایا و احکام میں

سۃ القرآن الکریم ۱۹/۶

سۃ ۱۱۵/۶

سۃ الارا التزل (تفسیر بیضاوی) مع القرآن الکریم تحت ۱۱۵/۶ النصف الاول مصنفے بابی ممر ۱۲۱

و لا حکما ولا احیاء یبدل شیئا من ذلک بما
هو اصدق واعدل ولا بما هو مثله
عدل کے اعتبار سے انتہائی درجہ پر ہیں اس سے بڑھ کر
کوئی اصدق واعدل نہیں جو ان میں سے کسی حکم کو
بدل دے بلکہ ان کے مثل بھی کوئی نہیں (ت)

اقول وانشاء التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) صدق قائل کئے
درجات ہیں ا

درجہ ۱ روایات و شہادات میں قطعاً کذب سے محترز ہو اور مخاطبات میں بھی زہار ایسا مجھوٹ
روانہ نہ کہے جس میں کسی کا اضرار ہو اگرچہ اسی قدر کہ غلط بات کا باور کرانا اگر مزاح یا عبتا ایسے کذب کا استعمال
کرے جو نہ کسی کو نقصان دے نہ شینے والا یقین لاسکے مثلاً آئی زیہ نے سونے کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی
تھے، ایسا شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا آٹم و مردود الروایت نہ ہوگا تاہم بات خلاف واقع ہے اور بعض معمول
وغیر نامع، اگرچہ بعض کلام میں حکایت واقع، مراد نہ ہونے پر دلیل قاطع، ولہذا حدیث میں ارشاد فرمایا،
قل بعض اصحابہ فانک قد اعینا یا رسول اللہ آپ کے بعض صحابہ پر ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ

عن قول الامام حجة الاسلام محمد بن علی
قدس سرہ العالی فی منکرات الضیافة من کتاب
الامریا المعروفة من احوال العلوم کل کذب
لا یحرف انہ کذب ولا یقصد بہ التلبیس فليس
من جملة المنکرات کقول الانسان مثلاً طیبک
لیوم مئة مرة، واعدت عليك الکلام الف
مرة، وما یجری مجرأه لعلہ انہ یقصد
به التحقیق فانک لا یقتدر فی العدا لمة و
لا تروا الشهادة به ۱۶ منہ

ترجمہ: لا سلام، امام محمد بن علی قدس سرہ العالی جہا لعلہ
کی کتاب الامریا المعروفة میں منکرات الضیافة پر گفتگو
کرتے ہوئے فرماتے ہیں ہر وہ کذب جس کا کذب ہونا
مخفی نہ ہو اور اس سے کوئی فریب و حیل کا مقصد نہ ہو تو
وہ منکرات میں سے نہیں ہوگا مثلاً انسان کہتا ہے میں
نے آج تجھے سو دفعہ تلامش کیا، میں نے آج تجھے
ہزار دفعہ کہا ہے یا ان کے قائم مقام الفاظ ہیں معلوم ہو کہ
مقصود تحقیق نہیں تو یہ چیز عدالت پر قاذب نہ ہوگی
اور نہ ہی اس سے ایسے شخص کی شہادت مردود
ہوگی ۱۶ منہ (ت)

۱۵/۹ تحت ۱۱۵
دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۶/۴
مطبوعۃ المشهد الحسینی القاہرہ
۳۴۱/۲

فَعَلَّ فِي لَأَقُولُ الْآحَقُّ إِلَهُ الْخَرَجَ لِحَمْدِ
وَالْتَوَهَّدِي بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
(میلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ! آپ ہم سے مرج فرماتے
ہیں، آپ نے فرمایا، میں صرف حق ہی کہتا ہوں .
امام احمد اور ترمذی نے سند حسن کے ساتھ حضرت
ابو ہریرہ سے رسول اللہ میلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے
روایت کیا ہے۔

درجہ ۲ : ان لغز و عیب تہوں سے بھی بچے مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ ظاہر کرتا ہو، جس طرح
قصائد کی تشبیہیں جی

بانت سعاد فقہی ایسومہ متبذل

(سعاد کی جدائی پر آج میرا دل مضطرب ہے۔ ت)

سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعاد نامی تھی نہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر مغفرت،
نہ وہ ان سے جدا ہوئی نہ یہ اس کے فراق میں مجروح، محض خیالات شاعرانہ ہیں، مگر نہ فضول بحث کہ تشبیہ خاطر
تشوین سامع و ترقی قلب و تزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں تاہم از انہا کہ حکایت بے ٹھکانے ہے، ارشاد
فرمایا گیا : وما حللته الشعر وما ينبغي له نہ ہم نے اسے شعر سکھایا نہ وہ اس کی شان کے لائق، صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

درجہ ۳ : ان سے بھی تحریر کچھ مگر اعطاء امثال میں ان امور کا استعمال کرتا جو جن کے لئے حقیقت
واقف نہیں جیسے کلید و سنہ کی حکایتیں، منطق اسطیرک روایتیں، اگرچہ کلام قائل بظاہر حکایت واقع ہے مگر
تفہیم سب سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں و حفظ و نصیحت کے لئے یہ تمثیلی باتیں بیان کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت
مقصود، پھر بھی انہدام مصداق موجود، ولہذا قرآن عظیم کو اساطیر الاولین (پہلوں کے قصے۔ ت) کہنا
کفر ہوا جیسے آج کل کے بعض کفار لٹام بدیہاں اسلام، نئی روشنی کے پرانے غلام دعویٰ کرتے ہیں کہ کلام عزیز
میں آدم و حوا کے قصے شیطان و ملک کے افسانے سب تمثیلی کہانیاں ہیں جن کی حقیقت مقصود نہیں،

لے جامع الترمذی بابہ ماجار فی الزاج ایمن کمپنی کتب خانہ رشیدیہ، دہلی ۲۰/۲

مسند امام احمد از مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲۲۰/۲

لے القرآن الکریم ۶۹/۲۶

لے " " ۲۵/۶

تعالیٰ اللہ ہی بقول انھمونی عنوا کبیر (خاتمہ کو کچھ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اسس سے کہیں بلند ہے۔ ت)

درجہ ۴ : ہر قسم عکایت بے محلی غنہ کے قہر سے اجنباب کلی کرے اگرچہ بدلے سہو و خطا حکایت خلاف واقع کا وقوع ہوتا ہو یہ درجہ خاص اولیا اللہ کا ہے۔

درجہ ۵ : اللہ عزوجل سہو و خطا بھی صدر کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعلا تم صدیقین کا ہے کہ،

ان الله تعالى يكفره فوق ما انه اب يخطئ
الويلكرا الصدوق في لاسرهن، مرداء الطبرانی
في المعجم لكبير و المحدث في مسنده و
ابن شاهين في النسبة عن معاذ بن جبل
رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله
تعالیٰ علیہ وسلم۔

علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ (ت)
درجہ ۶ : معصوم من اللہ و مزید بالمعجزات ہو کہ کذب کا امکان وقوعی بھی نہ رہے مگر نظر نفس ذات امکان ذاتی ہو یہ مرتبہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کا ہے۔

درجہ ۷ : کذب کا امکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلیلہ و جلالت عظیمہ بالذات کذب و غلطی کی نافی و منافی ہو اور اس کی ساحت عزت کے گرد اس گردش کا گزر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے جس سے مافوق مقدر نہیں، اب آیہ کریمہ ارشاد فرما رہی ہے کہ ترے رب کا صدق و عدل اعلیٰ درجہ ہمتی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے صدر و ظلم و خلاف عدل باجماع، ہست محال عقلی ہے کیونہی صدر و کذب و خلاف صدق بھی عقلاً متعین ہو، ورنہ صدق الہی غایت و نہایت تک نہ پہنچا ہو گا کہ اس کے مافوق ایک درجہ اور بھی پیدا ہو گا یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے خلاف، ثبت المقصود و الحمد لله العلیٰ السود و (مقصود ثابت ہو گیا اور حمد اللہ بلند اور محبت فرمانے والے کے لئے ہے۔ ت)

تبصرہ: اقول فرق ہے دلیل کمی کے مناسط استعمال و مظہر استعمال ہونے میں اہل کے یہ معنی کہ استعمال صدق آیت پر موقوف ہے یعنی ورود دلیل کے محال کیا، اگر سمجھ میں نہ آتا عقلاً ممکن تھا یہ استعمال شرعی ہوگا اور ثانی کا یہ محال صدق آیت پر استعمال پر موقوف ہے یعنی اگر محال عقلی نہ مانے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا یہ استعمال عقلی ہوگا، فقیر نے ان تینوں دلیل آخری میں یہی طریقہ برتا ہے، غایت یہ کہ کلام مقدمات مسئلہ پر مبنی ہوگا اس قدر دلیل کو عقلیت سے خارج نہیں کرنا کہ زیادتی (جیسا کہ پوشیدہ نہیں ہے) خلاصہ یہ کہ آیات اثنی اثبات ہیں ضابطہ ثبوت، و محمد لله مالک الملکوت (تمام حکومت کے مالک کی ہے۔ ت) یہ بجز اللہ تینس دہلیس ہیں کہ مجاہد حاضر کی گئیں، اور اگر مورد استقصا کی فرصت ہوتی تو ماری عزوجل سے امید زیادت تھی پھر بھی صراحت

در بارہ اگر کس ست یک حرف بس ست

(اگر خانہ میں کچھ ہے تو ایک حرف ہی کافی ہے۔ ت)

و الله يهدي الى الحق المبين و محمد الله
اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں (ت)
صواب العالمین۔

تشریح سوم: رد ہدایات اہام و ما بسیر میں

یا معشر المسلمین! ان ہمارے عنایت فرما تمہیں ہدایہم اللہ تعالیٰ الی الحق المبین (اللہ تعالیٰ حق میں کی طرف ان کی رہنمائی فرمائے۔ ت) کا معاملہ سخت تاریک جھلہ راہ سادگی ایک شخص کو امام بنایا ہے تبصرہ ضروری: قطع نظر اس سے کہ ان کے امام کا ندان کے رد کا امام ہے، بظرف نفس واقعہ فقہ براہین بھی جس کے باعث یہ استغناء میرٹھ سے آیا اور حضرت مولانا دام ظلہ العالی نے یہ جواب ہادی صواب رقم فرمایا اس تشریح کا لکھنا نہایت ضروری تھا کہ اس براہین قاطعہ ما اسرا دہ ان یوصل (جس کی مطلوب تک رسائی نہیں۔ ت) کا یہ قول اسی امام الہدایہ کی حمایت میں ہے، انوار سادہ نے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ ”کوئی جناب داری عز اسمہ کو اسکان کذب کا دھبہ لگاتا ہے“ اور براہین قاطعہ نے اسی کے دو حمایت و حمایت جہلیت میں لکھا ”اسکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں لگایا الی آخر الجملة الفاحشہ“ تو اولاً پاسس امامت، ثانیاً بشرم حمایت ہر طرح ملا لنگو ہی صاحب پر (بشرطیکہ یہ رسالہ قدسیہ دیکھ کر ہدایت نہ پائیں اور بعلت (باقی بر صفحہ آئندہ)

سہ البراہین القاطعہ مسئلہ خلف و حیدر ہمارے مختلف فیر ہے مطبع لے بلا سادہ حور ص ۲
لے الانوار الساطعہ مع البراہین القاطعہ مسئلہ خلف و حیدر ہمارے مختلف فیر ہے مطبع لے بلا سادہ حور ص ۳

اور پیش فریش آسمان برس پر اٹھا کر رکھ دیا۔ اب اس کے خلاف کسی کی مات قبول ہوتی تو بڑی بات کا نہک
آئی اور طبیعت نے آگ لی، آہٹ ہوئی اور غصہ نے باگ لی، سُنے سے پہلے ہی ٹھہرایا کہ ہرگز نہ سنیں گے،
بگڑنے کی قسم بنائے نہ نہیں گے، ان ہٹوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی اظہار حق کے بغیر
چارہ کیا ہے۔

میں آنچل شیطا بلاغ ست باقومی گویم تو خواہ از ختم یزدگیر و خواہ ملال
(بات کا پہنچانا ضروری ہے میں نے وہ کر دیا اب تو میری بات سے نصیحت حاصل کر لے یا غصہ کرتے،
کاش خدا انہی توفیق دے کہ آگ ذرا دیر کے لئے تعصب و نفسانیت کو پاؤں رخصت ملے قائل امام طریق
ہے، معترض خصم درقی، ان عیثیتوں کے لحاظ سے نظریہ کر چلے، پھر گوش ہوش کو اجازت شنیدن ہو،
پھر میزان خرد کو حکم سنجیدن، اب اگر قول خصم قابل قبول ہو تو اتباع حق سے کیوں ناحق عدول ہو، ورنہ پھر
وہی تم وہی تمہارے امام جو بادہ آج بکام ہے کل بھی در جام، اس جد سامعت میں نہ کچھ بنے بگڑے نہ رنگ
امامت جانا اٹھ کرے، ہاں اسے وہ سوراخ جو مسکے دونوں جانب گو ہر سماعت کے کان بنے ہو، جن پر
جواکی موجیں نیسان سخی سے، دور ہو کر ہیں نہیں پھوڑا ہے آوازوں کا حال برساتی اور ان قسم رتی
سیپوں میں ان سخی سخی بوندیوں سے سننے کے موتی بناتی ہیں، کیا کوئی تم میں الحق السعید و هو شہید
(کان لگائے اور مستحسب ہو۔ مست) کے قابل نہیں، ہاں اسے گوشت کے وہ منبری ٹکڑے جو سیول
کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تحت نشیں جو جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرض بگی کانوں کے جاسوس
بیرونی اخبار کے پرچے منانے اور خرد کے ذریعہ فہم کے مشیر اپنی روشنی تدبیر سے نظم و نسق کے بیڑے اٹھاتے
ہیں، کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہ (کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں)۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

نجدیت نجدت و تمت مکارہ پر آئیں) اس تنزیہ کا جواب دینا بھی (اگر فح صورت سے پہلے دے سکیں)
نہایت ضروری و لازم ہے یہ تو کوئی مقصدنا ہے غیرت نہیں کہ گھر بیٹے حمایت امام کا بیڑا اٹھائے اور جب
شیر شرذہ کافرہ جائگداز سننے امام کو چھوڑ کر حمایت گزرتی ہے اور اتنی بری صفت اتنی اذیت (میں تجھ سے بری
ہوں مجھے ڈر ہے) کی ٹھہرائیے، والہ الام ۱۲ مز۔

لے، القرآن الکریم ۲۴/۵۰ ۵۰ القرآن الکریم ۱۸/۲۹

کے ۱۶ ۱۶

عرض کرتا ہے کہ

لکھنؤ کو ان سے کہتا ہوں احوالِ دلی معر

دور ہے کہ شانِ ناز پر مشکوہ گراں نہ ہو

یابہا القوم! ان حضرت امام اول و ثانیہ ہند یہ علم ثانی طوائف تجدید کو اپنی اُتج کا مرزہ مقدم بت
بیابک روی میں اسٹے کا عالم تھا، زبان کے آگے بارہ بل چلتے، جب اُجٹے پھر کیا کسی کے سنبھالے سنسٹے۔
جدھر جائے مسجد ہو یا دیر علی رکھنے سے پورا ہر سے

گہ بیت مشکئی گاہ بمسجد زنی آتش از مذہب تو کافر مسلمان گلہ ورد

(کبھی ثبوت توڑتا ہے اور کبھی مسجد جلاتا ہے، تیرے مذہب سے کافر و مسلمان دونوں کو جلاتا ہے)

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے دوسری میں ایمان، آج جو دلی ہے کل پتچا شیطان، ایک
آنکھ سے ماضی دوسری سے خفا، ایک پر میں نہ ہر دوسرے میں شفا، دور کیوں جائیے ایک ہاتھ پر نہ اٹھ
ایک پر تقویت رکھ لیجئے، ایک دوسری کا رد کر دے تو سہی اب ایک بڑی مصیبت سے جس کے لئے حضرت
نے اپنی تصانیف میں بڑے بڑے پانی باندھے اور پتیں خلیش آجبتہ آجبتہ سب سامان کر لئے جسے فقیر نے
اپنے مجموعہ مبارکہ ابدۃ الشارح علی لمانۃ الشارح مجلہ سوم فتاویٰ فقیر مستحق بہ العطا فی النہویۃ فی الفتویٰ
الرضویۃ میں منقول و مدلل بیان کیا یہ سوجھی کر وہ مطلب نہ نکالے گا جب تک اللہ تعالیٰ کا جواب صدق
باطل نہ ہو لہذا رسالہ "یکروزی" میں امکانِ کذب کے قائل ہونے اور الحس بیہودہ دعوے کے ثبوت
کو ہزار جان کنی دہ ہدایاں ہیں البطلان ظاہر کئے،

پہریان اول امام و جاہل سید: اگر کذب شہابی محال ہو اور محال پر قدرت نہیں تو اللہ تعالیٰ جبرٹ

علیہ ابہ الحمد للہ وہ بارہواں ہے ۷

علیہ علمائے دین نے جو ارشاد فرمایا کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ عز و جل پر محال، حضرت اس کے رد
میں یوں اپنا خبیث نفس ظاہر کرتے ہیں،

قولہ وهو محال لانه نقص و النقص علیہ قولہ یہ محال ہے کیونکہ نقص ہے اور اللہ تعالیٰ پر
نقص محال ہے اقول اگر مراد از محال محتجج لذاتہ است کہ تحت قدرت الہیہ داخل نیست پس لافسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد
مانتے کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور ہو گا کیونکہ
(باقی بر صغیر آئندہ)

جو اپنے پر قادر نہ ہو گا حالانکہ اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ سے بڑھ گئی، یہ محال ہے تو واجب
کہ اس کا جھوٹ بولنا ممکن ہو۔

ایہ المسلمون! احکموا اللہ شرا المعبود (اے اہل اسلام، اللہ تعالیٰ تمہیں اس خطرہ کی شر سے
محفوظ فرمائے۔ مت) کہ! بنظر انصاف اس انوائے عوام و مطوائے تمام کو غور کرو کہ اس پس کی گمانہ میں کیا
زہر کی پڑیاں بندھی ہیں۔

اولاً و حوالہ دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں نہ اتنا بول سکے تو قدرت انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو
حالانکہ اعلیٰ سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام اعمال و اقوال و اوصاف و احوال سب جناب باری
عز و جل کے مخلوق ہیں، قال المولیٰ سبحانہ و تعالیٰ،

واللہ خلقکم و ما تھمومن شیء تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔
انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے اعمال مومن و جل ہی کی ہنگی قدرت
سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ جب اس کے ارادہ و تکوین کے چک مار سکے، انسان کا صدق و کذب
کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی قدیر متقدر جل و علانے پیدا کیا، اور اسی کی عظیم قدرت عظیم
ارادت سے واقع ہوتا ہے،

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

یہ قضیہ غیر مطابق للواقع ہے اور اس کا القاء ملائکہ
اور انبیاء پر قدرت اللہ سے خارج نہیں؟ نہ لازم
آئے گا کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد
ہو جائے کیونکہ قضیہ غیر مطابق للواقع، اور
اس کا القاء مخالفین اکثر افراد انسانی کی قوت میں ہے
و ان کذب مذکور اس کی حکمت کے منافی ہے ہذا یہ متضغ
بالغیر ہے اور اسی لئے عدم کذب کو اللہ تعالیٰ کے کمالات
سے شمار کرتے ہیں الخوات

یہ عقد قضیہ غیر مطابق للواقع و القائے آن بر ملائکہ
انبیاء و راجع از قدرت اللہ نیست و الا لازم آید کہ
قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد یہ عقد
قضیہ غیر مطابق للواقع و القائے آن برخلافین و
قدرت اکثر افراد انسانی مست، کذب مذکور آدے
منافی حکمت اوست پس متنع بالغیرست، و لہذا عدم کذب
را از کمالات حضرت حق سبحانہ و عیشمارند الخ

بقیہ عبارت سراپا شریعت زیر بنیان دوم آئے گی ۱۲ عن اللہ تعالیٰ علیہ

سنة القرآن الکریم ۹۶/۳۷

وہاں تو ان کا انیٹہ اللہ سب اللہ نہیں ۵ تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سب سے
جہاں کا۔

طر اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا

سے عاشق کا وہاں نہ ہوگا لاہا ایشاء اللہ ہر والا فلاں

(جو تو نے چاہا ہوگا جو آپ چاہیں گے وہ جو ہمارے گا، نہیں ہوگا جو دہر اور افلاک چاہیں گے۔)
پھر کتنا بڑا فریب دیا ہے کہ آدمی کا فعل قدرت الہی سے خدا ہے یہ خاص اشتیاق کے معزز نہ کا نہ سبب نہ مدد ہے
قرآن عظیم کا مردود و مکذب۔

ثانیہ اقول اس ذی ہوش سے پوچھو انسان کو اپنا بڑا جھوٹ بولنے پر قدرت ہے یا معاذ اللہ
اللہ عزوجل سے بولنے پر، پھر قدرت بڑھنا تو سبب ہوتا کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے جھوٹ بولانے پر قادر نہ رہتا
اپنے کذب پر قادر نہ ہو تو انسان کو اس طرز پر جلیل کے کذب پر کب قدرت تھی کہ قدرت الہی سے اس کی قدرت نماند
ہوئی و لیکن من لم یجعل لہ نوراً فی لہ من نور (لیکن جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں ہے)
عہ فائدہ عامہ ضروری الملاحظہ ۱ ایسا انسانوں پر خدا کی قدرت بڑھنے کے یہ معنی کہ ایک شے
پر اسے قدرت ہے اسے نہیں اس پر کہ جس شے پر قدرت ہے وہ تو اس کی قدرت میں بھی داخل و مگر ایک
اور چیز اس کی قدرت سے خارج ہو کر اس کی قدرت میں بھی داخل نہ تھی اسے قدرت بڑھنا کوئی مجنون ہی سمجھے گا،
یہاں بھی دو چیزیں ہیں، ایک کذب انسانی، اور قدرت انسانی میں مجازاً ہے اور قدرت ربانی میں حقیقتہً وہ کذب
ربانی، اس پر قدرت انسانی نہ قدرت ربانی، تو انسان کی قدرت کس بات میں معاذ اللہ مولیٰ میں نہ تو تعالیٰ کی
قدرت سے بڑھ گئی، پھر یہ کہ ملا جلی نے بنیائیت سخاوت و سخاوت کہ تمنا سے عامر اہل بہمت ہے، یوں خیال کیا
کہ انسان کو اپنے کذب پر قدرت ہے، اور بعینہ یہی لفظ جناب عزت میں بول کر دیکھا کہ اسے بھی اپنے کذب
پر قدرت چاہئے ورنہ جو چیز مقدمہ انسان بھی مقدمہ حق نہ ہوئی، ختم الہی کا اثر کہ وہ فوجی جگہ اپنے اپنے کا لفظ
دیکھ لیا اور فرق معنی املا نہ جانا، ایک جگہ اپنے سے مراد ذات انسانی ہے دوسری جگہ ذات زمین جبل و عملا
پھر جو شے قدرت انسانی میں تھی قدرت ربانی سے کب خارج ہوئی، کذا لک یطبعہ اللہ عن کل قلب
متکبر و حیا ۱۲

ثالث حضرت کو اسی "یک روزی" میں یہ قسیم روزی کہ کذب عیب و منقصت ہے اور بیشک باری عزوجل میں عیب و نقصان کا محال ملتی، اور ہم اسی رسالہ کے مقدمے میں روشن کر چکے کہ محال پر قدرت، ماننا اللہ عزوجل کو سخت عیب لگانا بلکہ اس کی خدائی سے منکر ہونا ہے۔ حضرات بلند عین کے معلم شفیق ابیخسین علیہ السلام نے یہ مجر و قدرت کا نیا مشکوفاں دہلوی بہادر سے پہلے ان کے مقدمہ ابن حزمہ فاسد العزم فاقہ الحزم ظاہری المذہب روی المسترب کو بھی سکھایا تھا کہ اپنے رب کا ادب و اجلال یکسر پس پشت ڈال کتاب الملل والنحل میں کہ گیا کہ اللہ تعالیٰ قادر ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر لکان عابجا یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لئے بیٹا بنانے پر قادر ہے کہ قدرت نہ مانو تو عاجز ہوگا۔

تعالیٰ اللہ عتالیقون اعطالہون علواکیرا
لقد یحشم شیئا ادا ۵ تکاد السنوت یتفطرن
منہ و تنشق الامراض و تخفر الجبال ۵
ان دعوا للرحمن ولدا ۵ وما ینبغی للرحمن
ان یتخذ ولدا ۵

ظالم جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے۔
بیشک تم حد کی بھاری بات لائے، قریب ہے کہ
آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے
اور پہاڑ گر جائیں ڈھکے کر اس پر کہ انھوں نے رحمن
کے لئے ۵۱۱ ستائی اور رحمن کے لائق نہیں کہ اولاد

اختیار کرے۔ (ت)

سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی مطالب الوفیہ میں ابن حزم کا یہ قول نقل کر کے فرماتے ہیں،

قد نظر احتلال هذا المستوع كيف غفسي
عميد من مر على هذه المقالة الشنيعة من
اللوام من النقي لا تد حد تحت وهم وكيف
فاته ان النهر انما يكون لو كان القصور حياء
من ناحية لقدرة ما داک من لعدم
قول المستحيل تعلق القدرة فلا یتوهم
عاقل ان هذا عجز یتوهم

یعنی اس بدعتی کی بدخواہی دیکھنا کیونکر غافل ہو
کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں
جو کسی دہم میں نہ سمائیں اور کیونکر اس کے فہم سے
گیا کہ مجر و توجب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے
آئے اور جب وجہ یہ ہے کہ محال خود ہی ممکن
قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل
کو مجر کا دہم نہ گزرے گا۔

سہ الملل والنحل لابن حزم

سہ القرآن الکریم ۱۹ / ۸۹ تا ۹۲

سہ المطالب الوفیہ لعبد الغنی نابلسی

اسی میں فرمایا :

وَبِالْجَمْعَةِ هَذَا التَّقْدِيرَ الْعَاسِدَ يُؤَدِّي
إِلَى تَخْلِيْفٍ عَظِيمٍ لَا يَبْقَى مَعَهُ شَيْءٌ مِمَّا
الْإِيمَانُ وَلَا مِنَ الْمَعْقُولَاتِ أَصْلًا.

یعنی یہ تقدیر فاسد (کہ باری عزوجل محالات پر
قادر ہے) وہ سمجھت و دہی و برہمی کا باعث ہوگی
جس کے ساتھ نہ ایمان کی نام رہے نہ اصل احکام
عقل کا نشان۔

اسی میں فرمایا :

وَقَدْ هُمَا لَا بَتِ حَزْمٌ هَذَا يَنْبَغِي الْبَطْلَانِ
لَيْسَ لَهُ قَدْرَةٌ وَنَاسِيسَ الْأَشْيَاءِ الضَّلَالَةِ
أَبْلَيْسَ تَبِي

یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ ہنسی ہنسکی
بات مکمل باطل واقع ہوئی جس میں اس کا کوئی پیشوا
نہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس۔

گزشتہ فوائد میں ہے :

الْقُدْرَةُ وَالْإِسْمَاءُ صِفَتَانِ مُؤَثِّرَتَا مَتَد
الْمُسْتَحِيلِ لَا يُمْكِنُ رَيْتُ شَرِيحِهِ اد
يَعْنِي مَرَّحَ أَنْ يَجُوزَ تَعْلُقُهُمَا بِأَعْدَامٍ لِعَصَبِ
وَأَعْدَامِ إِذَا تَعَالِيَةِ وَ أَثْبَاتِ
الْأَوْهِيَةِ لِمَا لَا يَتَّبِعُهَا مِنَ الْخَوَادِمِ
سَلْمًا عَنْ مَسْتَحْفَا جَلٍ وَ عِلَافَا
قَصُورٍ وَ فُسَادٍ وَ نَقْصٍ عَظِيمٍ مِنْ هَذَا
وَهَذَا التَّقْدِيرِ يُؤَدِّي إِلَى تَخْلِيْفٍ عَظِيمٍ
وَ تَحْرِيبٍ جَدِيدٍ لَا يَبْقَى مَعَهُ عَقْلٌ وَلَا فَعْلٌ
وَلَا إِيْمَانٌ وَلَا كُفْرٌ وَ عِدَادَةٌ بِحَصِّ الْأَشْقِيَاءِ
مَنْ لَمْ يَتَدَبَّرْ مِنْ هَذَا الصَّوَرِ بَنِيْقِيَّةً فَانْظُرْ
عَمَّا هَذَا الْبَيْتِ دِيْعَ كَيْفَ يُلْزَمُ عَلَى هَذَا الْقَوْلِ

یعنی قدرت اور ارادہ دونوں صفتیں مؤثر ہیں اور محال
کا ان سے متاثر ہونا ممکن نہیں ورنہ لازم آئے
کہ قدرت و ارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ تعالیٰ
کے عدم اور محق کو محال کر دینے اور حقائق سے خدائی
چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق سوچ کے اس سے
بڑھ کر کون سا تصور و فساد و نقصان ہوگا، اس
تقدیر پر وہ سخت و دہی اور عظیم مگرانی لازم آئے گی
جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ عقل، نہ ایمان نہ کفر،
اور بعض اشقیاء بہ مذہب کو جو یہ مرنے کو بھاتا تو
صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر خدا قادر ہے اب اس
بڑھتی کا اندھا پن دیکھو کیونکہ اس سے نہ سوچیں نہ شائیں
جو اس بڑے قول پر لازم آئیں گی جن کی طرف منہ

رَأَى الْمَطَالِبَ الْوَفِيَّةَ لِعَبْدِ الْفَقْرِ الْبَلَسِيِّ

سے " " " " " " " "

استیع من الناس الى لا يتطرق اليها الوهم
 و ہم کو بھی راستہ نہیں
 مسلمان اخصاف کرے کہ یہ تشیع میں جو علماء نے اس سبب ابن حزم پر کیں، اس پر مشرب
 عیدم و الحزم سے کتنی بچ رہیں،

كذلك قال الذين من قبلهم مثل قولهم
 اى سے انکوں نے بھی ایسی ہی کہی ان کی سی بات،
 تت بهت قلوبهم وان الله لا يهدي كيد
 ان کے اُن کے دل ایک سے ہیں و اور اللہ
 الباطنين
 دغا بازوں کا مکر ہمیں پہنچنے دیتا۔ (ت)

سراغاً اقول العزة لله، اگر دہلوی ملا کہ یہ دلیل سچی ہو تو وہ خدا، دکنس خدا، ہزار خدا، ہیشمار
 خدا ممکن ہو جائیں، وجہ نئے جب یہ قرار پایا کہ آدمی جو کچھ کر سکے خدا بھی اپنی ذات کے لئے کر سکتا ہے،
 اور معلوم کہ نکاح کرنا، عورت سے ہم بستر ہونا، اس کے رحم میں لطف پہنچانا قدرتِ افسانی ہیں تو وہ جب کہ
 ملاجی کا مہرہم خدا بھی یہ باتیں کر سکے ورنہ آدمی کی قدرت تو اس سے بھی بڑھ جائے گی، اور جب اتنا ہو چکا تو
 وہ آفتیں جن کے سبب اہل اسلام اتحاد و ملکہ کو محال جانتے تھے۔ امام و بابہ نے قطعاً جہان میں، آگے لطف
 ٹھہرے اور بچے ہوئے میں کیا زہر گھل گیا ہے، وہ کوئی سی ذلت و خواری باقی رہی ہے جس کے باعث انھیں نانتے
 تھکن ہو گا بلکہ یہاں اگر خدا کا عا و نہ جانا تو سخت تعجب ہے کہ یہ تو خاص اپنے ہاتھ کے کام میں جب دنیا بھر
 میں بڑھم ملاجی سب کے لئے اس کی قدرت سے وقت ہو نہ میں ترکی پنی زور کے بارے میں تھک جائیگا
 آخر بچہ نہ ہونا یوں ہوتا ہے کہ لطف استقرار ذکر سے اور خدا استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ منی ناقابلِ اعتد
 انصاف یا مزاج رحم میں کوئی فساد یا خلل آسیب مانع اولاد تو جب خدائی ہے کیا ان موانع کا زلہ نہ کر سکے گا
 ہر حال جب امور سابقہ ممکن ٹھہرے تو بچہ ہونا قطعاً ممکن اور خدا کا بچہ خدا ہی ہو گا، قال اللہ تعالیٰ،

من كان للرجل ولدت فسانا اول
 عہ حمہ السی علی الظاہر و علیہ عول
 فی تکیمة العفاتیة والبیضاوی والما اسی
 وامر شاد العفص وغیرھا ولا شک انہ صحیح
 صاف لا عبرہ علیہ قای حاجۃ الی امر کتاب
 تاویلات لعیدۃ ۱۲ منہ
 تو خدا اگر رحمان کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے
 عہ سدھی نے اسے ظاہر پر گھول کیا اور اسی پر اعتماد ہے
 کلمۃ الغایہ، بیضاوی، مدارک اور ارشاد العقل وغیرھا
 میں اور بیشک یہ صحیح صاف ہے اس پر کچھ خدشہ نہیں
 تو پھر تاویلات بعیدہ کے ارتکاب کی کیا حاجت
 ہے ۱۲ منہ (ت)

تو قطعاً دو خدا کا امکان ہو اگرچہ منافی غیرت ہو کہ امتناع بالغیر ٹھہرے اور جب ایک ممکن ہو تو دوسرا ممکن کہ قدرت خدا کو انتہا نہیں دلا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

خاصاً ملائے دہلی کا خدا سے مہر جو کم کم آدمی کی طرح کرے گا، آدمی کھانا کھاتا ہے، پانی پیتا ہے، پانخانہ پھرتا ہے۔ پیشاب کرتا ہے۔ آدمی قادر ہے کہ جس چیز کو دیکھنا نہ چاہے آنکھیں بند کرے، سُنا نہ چاہے کانوں میں انگلیاں دے لے۔ آدمی قادر ہے کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈبو دے آگ سے جلے، خاک پر لیٹے کانٹوں پر لوٹے، رافضی جو بھائے، وہابی بن جائے۔ مگر ملائے طوم کا مولائے مہر جو یہ سب باتیں اپنے لئے کر سکتا ہو گا در نہ عاجز ٹھہرے گا اور کمال قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا، اقول غرض خدائی سے ہر طرح ہاتھ دھو بیٹھا ہے نہ کر سکا تو حضرت کے زلم میں عاجز ہو اور عاجز خدا نہیں، کر سکا تو ناقص ناقص خدا نہیں، محتاج ہو، محتاج خدا نہیں، طوطا ہوا طوطا خدا نہیں تو کس اس کی طرح ظہر و ازہر کہ دہلوی بہادر کا یہ قول ابر حقیتہ انکار خدا کی طرف منجر

ما قدر و الله حق قدره، واعيا ذب الله انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صیغہ قدر نہیں کی، اور شیطان من خللال الشیطان۔ کی گرا بھی ہے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ (ت)

مگر تب جان مہربان ہمارا سچا خدا سب میروں سے پاک اور قدرت علیٰ الحال کی نعمت ہم اپنا خللال سے کمال نذرہ عالم اور عالم کے ایمان اطراض ذوات اسفات اعمال احوال خیر شر خدق کہ بچیں قبیح سب اسی کی قدرت کا طرہ و ارادہ ازلیہ سے ہوتے ہیں نہ کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہ کسی کی قدرت اس کی قدرت کے ہمہ نہ اپنے لئے کسی عیب و منقصت پر قادر ہونا اس کی شان قدوسی کے لائق و درخور۔

تعالیٰ، اللہ حمد یقول اعلمون عو کبیر ۵ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے جو یہ ظالم کہتے
وسبحن اللہ بکرم و اھیللا، والحمد لله ہیں، صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تقدیس و پاکیزگی ہے
اور تمام اور کثیر حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے (ت) حمد اکثر۔

شعہ اقول ذہن فقیر میں ان پانچ کے علاوہ ہر بیان مذکور پر اور ابجاث دقیقہ کلام میرے ہیں جن کے ذکر کے لئے مخاطب قابل فہم و قافی درکار نہ وہ حضرات جن میں اجلہ و اکابر کا مبلغ علم سیدھی سیدھی

فرض عبارت مشکوٰۃ وغیرہ سے سن کر اجازت و سند کی داد و ستد تا یہ اذکر و اصاحہ چہ رسد، اھوقان مشکوٰۃ
 الناس علی قدر عقولہم واللہ العبادۃ و علی الذیادی (یعنی یہی حکم ہے کہ ہم لوگوں کی عقل کے مطابق کلام
 کریں، اللہ تعالیٰ ہی ہادی اور ہدہ دکانک ہے۔ ت)

ہریان دوم مولا سے تجدید

عدم کذب را از کلمات حضرت حق سببی نہ می شود
 و اورا جل شانہ بآں مدح می کنند بخلاف اس و
 ہما کہ ایشان را کہے عدم کذب مدح نمی شود و ظاہر
 ست کہ صفت کمال بچہن مست کہ شخصے قدرت بر کلام
 بکلام کاذب میدارد و بنا بر رعایت مصطفیٰ و مقتضی
 حکمت بقضہ از شوب کہ بکلام بکلام کاذب نمی نماید
 ہاں شخص مدوح می گردد و بسبب عیب کہ بکلام
 بکمال صدق بخلاف کہے کہ لسان او مآذوف شدہ باشد
 و تکلم بکلام کاذب نمی تواند کرد یا قوت منفردہ در حد
 شدہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابقہ الواقع نمی تواند کرد
 یا شخصے کہ ہر گاہ کلام صادق سے گوید کلام نہ گورازد
 صادر سے گردد و ہر گاہ کہ ارادۃ تکلم بکلام کاذب
 می نماید آواز او بند سے گردد یا زبانی او مآذوف می شود
 یا کہے دیگر دہن او را بند می نماید یا حلقوم او را خف
 می کنند یا کہے کہ چند قضایا صادرہ را یاد گردد راست
 و اصلاً بر ترکیب قضایا کے دیگر قدرت نمی دارد و
 بنا بر علیہ کلام کاذب از صادرہ نے گردد این اشخاص
 نہ کریں نزد عقلا قابل مدح می نشینند یا بجلہ عدم تکلم
 کلام کاذب ز فحاشی عیب الکذب و تنزیاعن التلویش
 از صفات مدح مست و بنا بر از تکلم بکلام کاذب
 ایچ گو نہ از صفات مدح نیست یا مدح آن بسیار

عدم کذب کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات سے شمار کرتے ہیں
 اور اس جل شانہ کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہیں بخلاف
 گونجے اور ہجاد کے، ان کی کوئی عدم کذب سے مدح
 نہیں کرتا اور یہ بات نہایت ظاہر ہے کہ کمال ہی ہے
 کہ ایک شخص جو بکلام پر قادر تو ہو سکیں ہاں بر مصطفیٰ
 اور بتقاضا سے حکمت تقدس جو بکلام کا ارتکاب اور
 اظہار نہ کرے ایسا شخص ہی سلب عیب کہ ہے مدوح
 اور کمال صدق سے محض ہو گا بخلاف اس کے جس کی
 زبان ہی مآذوف ہو، و جو بکلام کر ہی نہیں سکتا یا اس
 کی سوچ و فکر کی قوت فاسد ہو کہ قضیہ غیر مطابقی
 الواقع کا انعقاد نہیں کر سکتا یا ایسا شخص ہے جو کسی
 جگہ کلام کرتا ہے اس سے وہ صادر ہوتا ہے اور
 جس جگہ جو بکلام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی آواز
 بند ہو جاتی ہے یا اس کی زبان مآذوف ہو جاتی ہے یا
 کوئی اس کا منہ بند کر دیتا ہے یا اس کا کوئی کلام دبا دیتا
 ہے یا کسی نے چند بچے جیلے رٹ لئے ہیں اور وہ دیگر
 جملوں پر کوئی قدرت ہی نہیں رکھتا و اس بنا پر
 اس سے جو بکلام صادر ہی نہیں ہوتا، یہ نہ گور لوگ عقلا
 کے نزدیک قابل مدح نہیں ہیں یا بجلہ عیب کذب سے
 بچنے اور اس میں ملوث ہونے سے محفوظ رہنے کو
 جو بکلام کا عدم تکلم صفات مدح میں سے ہے اور

اولن سرت از مدح اول انتہی جنتہ الیک النزل۔ عاجز ہونے کی وجہ سے کلام کا ذب سے بچنا کوئی صفت مدح میں سے نہیں یا اس کی مدح ہو بھی تو پہلے سے کم ہوگی (دریک خل پذیر جدت ختم ہوئی)۔ (ت)

اس طبع باطل و طویل لا طائل کا یہ حاصل ہے حاصل کہ عدم کذب اللہ تعالیٰ کے کمالات و صفات مدح سے ہے اور صفت کمال و قایل مدح یہی ہے کہ مکمل باوجود قدرت بجا و مصطفیٰ حبیب و آلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے، نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے، گو نگے یا پتھر کی کوئی تعریف ذکر سے لگا کر جھوٹ نہیں بولتا تو لازم کہ کذب الہی مقدور و ممکن ہو۔

اقول و یا اللہ التوفیق (میں کتابوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) اس ہدیان شدید الطبیقات کے شائع و مفاسد حدیث سے زائد مگر ان تفسیروں بدلتا میروں پر جو تاویز نے جنگاہ اولیں ذہن فقیر میں حاضر ہوئے پیش کرتا ہوں و یا اللہ العصمة فی کل حرف و کلمۃ (ہر حرف اور کلمہ میں اللہ کی عصمت ہے۔ ت) تاویز یا نہ ! : **اقول** العزۃ لله و العظۃ لله و الله الذی لا اله الا هو (عزت اللہ تعالیٰ کے لئے اور عظمت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ت) کجوت کلمۃ تخرج من افواہهم ان لقولون الا کذباً (کت بڑا بول ہے کہ ان کے من سے نکلتا ہے زرا جھوٹ کہ اسے ہیں۔ ت) **اللہ** ! یہ ظلم شدید و ضلال بعید فاسادہ رہی رہا بجا و دوری ربان سے کذب کو عیب و لوٹ کتا جانما ہے پھر اسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہراتا ہے کہ حکیم ہے اور مصطفیٰ کی رعایت کرتا ہے لہذا ترغابیں عیب الکذب و تنزیہ عن التلوٹ ہے یعنی اس لحاظ سے کہ کہیں عیب و لوٹ سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے، دیکھو صاف ہر یک مانی لیا کہ باری عزوجل کا عیب وار و لوٹ ہونا ممکن، وہ چاہے تو ابھی عیبی و لوٹ بن جائے، مگر یہ امر حکمت و مصطفیٰ کے خلاف ہے اس لئے قصداً پرہیز کرتا ہے تعالیٰ اللہ عما یقومون عبوا کبیر، (اللہ تعالیٰ اس سے کہیں بلند ہے جو یہ کہتے ہیں۔ ت) اور خود سرے سے اصل جہانے خود سری دیکھئے، **علائے** مقبول کا یہ اٹا نے مقدم اس کلام اللہ کے رد میں ہے کہ کذب نقص ہے اور نقص باری تعالیٰ پر محال اس کے جواب میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں بلکہ ان دلیلوں (یعنی دونوں ہدیانوں) سے ممکن ہے تو کیسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا میں آنا ممکن، واہ بہادر ! کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد متزیہ و قدیس کی جڑ کاٹ گیا۔ عاجز، جاہل،

الحق، کمال، اندھا، بہرا، ہکلا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا۔ کھانا، پینا، پاجانہ پھرنا، پیشاب کرنا، بیہار
 پڑنا، بچہ جنم، اونگھنا، سونا بکھرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا، غرض اصولی اسلام کے ہزاروں
 عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولیٰ عزوجل پر بعض عجیب محال بالذات ہیں، دفعۃً سب
 باطل و بے دلیل ہو کر رہ گئے۔ فقیر تنزیہ دوم میں زیر دلیل اول ذکر کر آیا کہ یہ مسئلہ کیسی عظمت والا اصل دینی تھا جس
 پر ہزار ہا مسئلہ ذات و صفات باری عزوجل متفرع و جنمی، اسی ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے، وہیں
 شرح مواقف سے گزر کر ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر افعال، الہی سے متدال
 یا یہ کہ اس پر عیوب و نقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ قوم نے حاد بندہ کر دیا، رہا پہلا یعنی افعال سے دلیل
 لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پسہ اکریں اور ان میں یہ حکمتیں و ولعیت رکھیں، تو لا جرم ان کا خالق بالبداہتہ عظیم و
 قدیر و حکیم و مرید ہے۔

اقول، وکلا یہ استدلال صرف انہیں صفات کمال میں ماری جن سے خلق و تکوین کو علاقہ و رمی
 باقی ہزار ہا مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ پر دلیل کہاں سے کہنے لگی، مثلاً مصنوعات کا ایسا مدیجہ و رفیع ہونا، ہرگز
 دلالت نہیں کرتا کہ ان کا صانع صفت کلام یا صفت حدیق سے بھی متصف، لازم، اکمل و شرب سے بھی منزہ ہے۔
 ثانیاً جن صفات پر وہ سب افعال و ہاں ہی صرف ان کے حصول پر ذرا اندیشہ کہ ان کا حدوث متوہم یا
 زوال محال مثلاً اس نمل حکیم و عظیم بنانے کے لئے بیشک علم و قدرت و ارادہ و حکومت و درکار مگر اس سے صرف
 بناتے وقت ان کا ہونا ثابت ہمیشہ سے ہونے اور ہمیشہ رہنے سے دلیل سکتا، اگر دلائل سمیعہ کی طرف چلتے۔
اقول و لا بعض صفات کتب پر مقدم قرآن کا سمیع سے اثبات دور کو مستلزم۔

ثانیاً سمیع بھی صفت کثرتی کے سلوب و ایجابات میں وارد ان کے سوا ہزاروں مسائل کھر سے آئیں گے
 مثلاً نعوص شرعیہ میں کہیں تصریح نہیں کہ باری عزوجل اعراض و امراض و بول و براز سے پاک ہے، السس کا
 ثبوت کیا ہوگا۔

ثالثاً نعوص بھی فقط وقوع و عدم پر دلیل دیں گے، وجوب و استحالة و اذلیت و ابدیت کا پتا کہاں چلے گا
 مثلاً بکل شئی علیم علیٰ کل شئی قدیر (سب کچھ جانتا ہے۔ ہر شئی پر قادر ہے۔ ت) سے بیشک
 ثابت کہ اس کے لئے علم و قدرت ثابت یہ کب نکلا کہ ازل سے ہیں اور اب تک رہیں گے، اور ان کا زوال اس

سے محال، یونہی دھو یطعم ولا یطعم (اور وہ کھاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔ ت۔) اور لا تأخذہ
سنة ولا نوم (اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔ ت۔) کا اتنا حاصل کہ کھاتا پیتا سوتا اونگھتا نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس
پر متنع، بل ہاں ہی اس سب امور پر دلائل قطعی کرنے والا ان تمام دعوائے اذلیت و احدثیت و وجوب و غناح پر
بہرہ کامل ٹھیک اترنے والا ہزاروں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے اثبات کا یکساں سچا ذمہ لینے والا
مخالفت ذی ہوش غیر مجنون و نہ ہوش کے منہ میں دفعتاً بھاری پتھر دے دینے والا نہ تھا مگر وہی دینی یقینی عقلی
پر یہی اجماعی ایمانی مسئلہ کہ باری تعالیٰ پر عیب و منقصت محال بالذات، جب یہی بات تھ سے گیا سب کچھ
جہ تار ہا، اب نہ دین ہے نہ نقل نہ ایمان نہ عقل،

انا لله وانا اليه ساجدون ۝ کذا لک یطعم
ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو کسی کی طرف پھرنا ہے،
اللہ علی کل قلب متکبر جیسار ک
اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے سارے
دل پر (ت۔)

ہاں وہ بیہنجیریہ کو دعوت عام ہے اپنے عرصہ مسلم و امام مقدم کا یہ بیہیان امکان ثابت مان کر ذرا
بتائیں تو کہ ان کا معبود بول و براز سے بھی پاک ہے یا نہیں، حاشیہ: اختناح تو اختناح عدم وقوع کے
بھی لالے پڑیں گے، آخر فرق وحدیت میں ترکیب کس کا ذکر نہیں، نہ اختلاف ہی اس نفی پر دلیل، اگر اجماع
مسلمین کی طرف رجوع لائیں اور بیشک اجماع ہے مگر جانِ برادر! یہ بیشک ہم نے یوہی کہا کہ یہ عیب ہیں اور عیبیت
تتزیہ ہر مسلمان کا ایمانی، تو قطعاً کوئی مسلم ان امور کو روا نہ رکھے گا، جب عیب سے تلوث ممکن ٹھہرا تو اب ثبوت
اجماع کا کیا ذریعہ رہا، کیا نقل و روایت سے ثابت کرو گے، حاشا نقل اجماع درکنہ رسفاً و خلفاً کتابوں میں
اس مسئلے کا ذکر ہی نہیں، اگر کہنے بول و براز کا وقوع ایسے آلات جسمانیہ پر موقوف جن سے جناب باری منزہ،
تو اولاً ان آلات کے بطور آلات نہ اچھلنے ذاتِ محمدیہ کے استعمال پر سوا اس وجوب تنزیہ کے کیا دلیل
جسے تمہارا امام و مولیٰ روٹھیا۔

ثانیاً توقف منزح آج ہے آلاتِ زبان و مردک و پردہ گوش کلام و بصر و سمع ثابت، یونہی جہات

۱۴/۶	لے	الاعتدائی الکرم
۲۵۵/۲	۲۵	۲۵
۱۵۶/۲	۱۵۶	۱۵۶
۳۵/۴۰	۳۵	۳۵

بل و باز سے کون مانع، اسی طرح لاکھوں کفریات لازم آئیں گے کہ تمہارے امام کا وہ بہتان امکان تسلیم ہو کر قیامت تک ان سے مغفرت ملے گی،

کذلک، لیحق الحق و بطل الباطل اسی طرح کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا و لوکرا المعجروں نے اگرچہ برا مانیں مجرم۔ (ت)

مسلمانوں نے دیکھا کہ اس طائفہ تافہ کے سزاوار امام مدعی اسلام نے کیا پس بویا اور کی بچہ کھویا اور لاکھوں عقائد اسلام کو کیسے ڈلیا، ہزاروں کفر مشنیع و ضلال قطع کا دروازہ کیسا کھولا کہ اس کا مذہب بتان کر کبھی بند نہ ہوگا، پھر دیکھا یہ ہے کہ دنیا بھر میں ہیں موصد ہیں باقی سب مشرک، سبحان اللہ یہ منہ اور یہ دعویٰ، و ناقص و عیب و طوٹ خدا کے پوجنے والے اکس منہ سے اپنے تراشیدہ موجود کو حضرت حق سبحانہ کہتا ہے، سبحان اللہ ہی تو سبحانہ کے قابل جس میں دنیا بھر کے عیبوں آلائشوں کا امکان حاصل، العزۃ اللہ میں اپنے رب ملک سلوح قدوس عزیز مجید عظیم جلیل کی طرف ہزار جان و صد ہزار جان بارت کرتا ہوں تیرے اس عیبی آلائشی تراشیدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے۔ مسلمانو! تمہارے رب کی عزت و جلال کی قسم کہ تمہارا سچا معبود جل و علا وہ پاک و منزہ و سیرت و قدوس ہے جس کے لئے تمام صفات کیلئے ازلہ ابدہ واجب لذات اور اصلا کسی عیب و لوٹ سے طوٹ جونا جڑنا قطعاً محال بالذات اُس کی پاک قدرت اس ناپاک شناخت سے بری و منزہ کہ معاف اللہ اپنے عیبی و ناقص بنانے پر حاصل ہو، نعم المولیٰ و نعم النصیر (کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار۔ ت)

یہ طائے طوم کا مولا ہے مجرم تھا جہاں نے عیوب و فواحش پر قدرت تو رکھتا ہے مگر لوگوں کے شرم و لحاظ یا ہمارے سچے خدا کے قہر و غضب سے ڈر کر باز رہتا ہے،

ضعف الطالب و البطل و یجب علیہ المولى و کتنا کمزور چاہنے والا اور جس کو چاہے، بیشک کیا ہی بڑا لیث العشیق

اوسفیہ طوم کذب طوم الوہیت و منقست یا ہم اعلیٰ درجہ تنافی پر ہیں، اللہ ہی ہے جس کے لئے جمیع صفات

سہ القرآن الکریم	ن/ہ
۴	۴۵/۲۲
۳	۴۳/۲۲
۲	۱۳/۲۲

کمال واجب لذاتہ ہوں تو کسی عیب سے انتصاف ممکن مانتا زوال الوہیت کو ممکن جانتا ہے پھر خدا کب رہا، وکن انظرنین بآیات اللہ یحصدون (بلکہ عالم اللہ کی آیتوں سے ذخائر کرتے ہیں۔ ت) عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ تفسیر کبیر سے منقول ہوگا کہ باری تعالیٰ کے لئے امکانِ غلم ماننے کا یہی مطلب کہ اس کی خدائی ممکن الزوال ہے، میں ممکن نہیں کرتا کہ اس بیباک کی طرح مسلمانوں کی تو خدا امان کرے، کسی کجہ وال کا فرسہ بھی بے دھڑک تصدیق کر دیا کہ عیبِ دلوث خدا میں تو آسکتے ہیں مگر بطور ترفع یعنی مشیخت بنی رکھنے کے لئے ان سے وہ رہتا ہے — صدق اللہ (اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا۔ ت) ،

ومن اصدق من اللہ قیلًا فانہا لا تعصى لا بصما وکن تعصى القلوب النعم فی الصدور والیا واللہ سبحانہ وعلیہ
اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ بیشک، نگلیں اندھی نہیں ہوتیں کیونکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سیدھے میں ہیں۔ (ت)

تم اقول طرفہ تماشا ہے کہ خدا کی شانِ معلّم طائفہ کا تو وہ ایمان کہ خدا کے لئے ہر عیب کا امکان اور ارباب طائفہ ہیں بے وقت کی چیر کر ناتی ہلکائی کہ تمام امت کے خلاف حق تعالیٰ کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مولف کے پیشوایانِ دی کا ہے مولف اس پر اظہارِ افسوس نہیں کرتا، حضرت اذرا گھر کی خبر لیجئے وہاں مولائے طائفہ عجز و جمل و ظلم و بخل و سفہ و ہزل و غیرہ دیا جبر کے عیب و تاس کے اسٹان کا ٹھیکالے چکے ہیں پھر بغرض لٹا

عہ یہ عبارت برہین کے اسی صفحہ ۳ کی ہے جس کا خلاصہ صدرِ استفتار میں گزرایا ہوا تھا مگر ہی صاحبِ دینا ۳ مولف یعنی مکرم مولوی عبد السمیع صاحب مولف انوارِ ساطعہ پر یوں مُنہ آتے ہیں کہ تم لوگ اللہ کا عجز مانتے ہو جو محال پر اسے قادر نہیں جانتے ہوا اور ہم تو اس کے لئے جبر و غیرہ سب کچھ جانور رکھتے ہیں تو عجز تو نہ ہو اگرچہ خدائی تھی، ہزار افسوس بھونڈی سمجھ پر، وہ اس مغالطہ عجز کا دندانِ شکن حل، وہ اس رسالہ مبارک میں جا بجا گزرا، سبحان اللہ! محال پر قدرت نہ ہونے کو عجز جانتا انہی کیسے نا شخص کی تشخیص ہے، واللہ العالی ۱۲ عفی عنہ۔

سۃ القرآن الکریم ۳۳/۶

سۃ ۱۲۲/۴

سۃ ۳۶/۲۲

سۃ البراہین القاطعہ مسئلہ خلف و عیدِ قدما میں مختلف قید ہے مطبع لے بلا ساڈھور ص ۴

اگر کسی نے ایک جگہ عزمان بھی لیا تو تمہارے امام کے ایمان پر کیا بے جا کیا ایک امر کہ خدا کے لئے اس سے
 کوڑہ و رجز بدتر ممکن تھا، اس نے اس غریب سے ایک خوشہ تسلیم کر لیا پھر کیا قہر کیا مگر تمہارا امام جو خدا کے ناقص
 عیبی طوٹ آلائی ہو سکتے پر ایمان لایا نہ یہ قابل افسوس نہ خلاف امت ہے، یہ تو تمہارے پیشوایان دین کی
 مت ہے، معاذ اللہ اس امام کی بدولت طائفہ بچارے کی کیا بڑی گت ہے۔

ثم اقول اس سے بڑھ کر منظر عالمہ ناقص صریح امام الطائفہ اسی منہ سے خدا کے لئے عیب و
 ثلوث ممکن مانتا ہے اسی منہ سے کہتا ہے جو ٹوٹ نہ بول سکے تو قدرت جو گٹ جائے گی، جی گٹ جائے گی تو
 کیا آفت آئے گی، آخر جہاں ہزار عیب ممکن تھے اینہم بر علم بلش ہے یہ کہ وہ کہہ کریم رؤف و رحیم عز مجہ اپنے فضل
 سے پناہ میں رکھے آمین آمین بحمد سید الہادین محمد الصادق لعن البین، صدوات اللہ
 تعالیٰ و سلامہ علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

ما زمانہ ۱۲ اقول و بام اللہ التوفیق، ایہا المسلمون! عاشایہ نہ جانتا کہ باری عزوجل کا عیب و
 نقص سے طوٹ ہونا اس شخص کے نزدیک صرف ممکن ہی ہے، نہیں نہیں بلکہ یقیناً اسے بالفعل ناقص
 جانتا اور کمال حقیقی سے دور مانتا ہے۔ اسے مسلمان! کمال حقیقی یہ ہے کہ اس صاحب کمال کی نفس ذات
 مقتضی جملہ کمالات منافی کمالات برادر قطعاً جو ایسا نہ ہو، پر عیب و نقص ہی ہوتا ہو گا کہ ذات سے مقتضائے ذات
 کا ارتفاع یا ذات یا منافی ذات کا اجتماع دونوں قطعاً بدیہی الامتناع، اور بیشک ہم اہلسنت اپنے رب
 کو ایسا ہی مانتے ہیں، اور بیشک وہ بے کمال والا ایسا ہی ہے، اس شخص نے کہ اس عزیز جلیل پر عیب و
 نقص کا امکان مانا تو قطعاً کمالات کہ اس کا مقتضائے ذات دجائے تو کمال حقیقی سے بالفعل خالی اور
 حقیقتہً ناقص و فاقہ تر سبہ عالی ہوا، آج وہ معلوم ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موجد اور اہلسنت کو
 مشرک کیوں کہتا ہے، اس کے زعم میں اللہ عزوجل کے لئے اثبات کمالات و اجدلذات شرک ہے کہ لفظ
 وجوب جو مشترک ہو جائے گا اگرچہ وجوب بالذات و وجوب للذات کا فرق اس شخص مکتب پر بھی غنی نہیں
 برابرہ و زوجیت کی حالت جانتا ہے، ولہذا اس فرقہ فضالہ نے با تبار کرامیر کمالات، لہذا کہ مقتضائے

ہماری آئیدہ گفتگو کا انتظار کر دیر یہ وقت امکان
 وقوعی بلکہ وقوع کا وقت کی ہے نہ کہ محض امکان
 ذاتی کا ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔ (ت)
 جس کی طرف ہم نے تمہیں متوجہ کیا ہے اسے
 مت بھولنا ۱۲ منہ (ت)

علیہ و نظریہ مستحق علیہ ان السیفیہ قائل
 بالامکان الوقوعی بالوقوع لا بمجرد الامکان
 الذاتی ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ
 علیہ ولا تنس ما شربناک الیہ ۱۲ منہ۔

ذات نہ ٹھہرایا تو جیسے معتزلہ نے تقدیر قراء سے بچنے کو نفی صفات کی اور اپنا نام اصحاب التوہید رکھا، یونہی اس طائفہ جدید نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی اقتضائے ذات کی اور اپنا نام موحّد تراشا،
وفي ذلك اقول

حَسْرَ الَّذِينَ بِالْأَعْيُنِ لِي وَالنَّوْثِيِّ بِجَاوِ
ذَا أَهْلُ تَوَحُّدٍ وَذَا لَكُمْ مَوْحِدٌ عَسَاوُ
لَعَمْرُ الْقُلُوبِ تَشَابَهَتْ فَتَسَابَبَ الْأَسْمَاءُ

(خوار سے میں متکہ میں ہر معتزلی اور وہابی سنے، معتزلی اہل توحید اور وہابی موحّد

مگر اے ان کے دل ایک جیسے ہیں اور ناموں میں بھی مناسبت ہے۔ ت۔

تشبیہ ظہیر، جہول سفید کو جب کہ اس کے استاد قدیم ابلیس رحم علیہ اللہ نے یہ نقصان و تلوش باری عزوجل کا متکبر سکھایا، تو دوسری کتاب افصاح الباطل مکتبہ ایضاح الحق میں ترقی ضلال و شدت نکار کا رسنہ دکھایا، یعنی اس میں نہایت دریدہ و مہنی مسائل تنزیہ و تقدیس باری تعالیٰ عزوجل کو جن پر تمام ہمت کا اجماع قطعی ہے صاف بدعت حقیقہ بتایا حری میاں کی وہ عجائبات ناپاک یہ ہے۔

تنزیہ اوقالی از زمان و مکان و جہت و اثبات زمان، مکان، جہت اور رویت بلا جہت و محاذات
رویت بلا جہت و محاذات و قول بعدد عالم سے اللہ تعالیٰ کو پاک کنا اور جہان کا محدود بطور
برسبب اکیباب و اثبات قدم عالم و امثال آن ایجاد و عالم کا قدم ثابت کرنا اور ایسے دیگر امور
ہمہ از قبیل بدعات حقیقہ است اگر صاحب آن یہ تمام حقیقی بدعات ہیں جسبکہ مذکور اعتقاد و
اعتقادات مذکورہ را از جنس اعتقاد و عیہ می شماریں دیکھ ان مذکورہ امور کو دینی عصمت مذ میں شمار
اھ طعنا۔ کرتے ہیں اھ طعنا۔ ت۔

دیکھ کیسا ہے دھڑک کھو دیا کہ اللہ عزوجل کی یہ تنزیہیں تقدیسیں کہ اسے زمانہ و مکان و جہت سے پاک جاننا اور اس کا دیدار بلا کیف حق ماننا سب بدعت حقیقہ ہیں سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہر عیب و آلائش کو ممکن ماننا سنت طعونہ امام نجد یہ ہے تو اس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ و تقدیس آپ ہی بدعت حقیقہ شریعت

سلطۃ الدیوان العربی بساۃین الفقران رضا دارالاشاعت لاہور ص ۷۷
سے ایضاح الحق الصریح (مترجم اردو) خانہ اول ان امور کا بیان جو بدعت حقیقہ میں داخل ہیں قدیمی کتب خانہ کراچی میں

وہاں یہ ہوگی، وہی صاحب ہے

کہ تو ہم درمیان مانتی
(کہ تو بھی نصیبت میں مبتلا ہے۔ ت)

مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے،

ما سمعنا بهذا في الملة الاخرى ^{ان هذا}
الاختلاف ^{من} ^{ال} ^{ان} ^{هذا}
یہ تو ہم نے سب سے پہلے دین نصرائیت میں بھی نہ سنی
یہ تو نئی نئی گھڑت ہے (ت)

خیر یہاں تک تو بڑی بدعت ہی بدعت تھی، آگے شرابِ ضلالت تیز و تند ہو کر اونچی چڑھی اور نئے کی ترنگ کیسے
کی انگ دون پر آکر کفر تک بڑھی کہ اللہ عزوجل کو پاک و منزہ اور دیدار الہی کو بے ہمت و مقابلہ ماننے کو مخلوقات
کے قدیم جاننے اور خالق تعالیٰ کو بے اختیار ماننے کے ساتھ گنا اور اسے ان ناپاک مسنونوں کے ساتھ کہ باجماع طہین
کفر محض ہیں، ایک حکم میں شریک کیا، اب کیا کہا جائے سوا اس کے کہ وسیعہ و اذین طلوعوا ای منقلب
ینقلبون (اب جاننا چاہتے ہیں ظالم کہ کس کروٹ پر پلٹنا کھائیں گے۔ ت) ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی
العظیم ۱۰ چھے امام اور اچھے ماموم

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

تاریخ ۳ : اقول وبالله التوفیق (میں کتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) سفیرِ حق
کی اور جہالت و ضلالت دیکھنے خود ماننا جاتا ہے کہ صدق اللہ عزوجل کی صفات کمالیہ سے ہے، حیث قال
صفت کمال ہمیں سنت اللہ (جہاں اس نے یہ کہا صفت کمال یہی ہے کہ ت) پھر اسے امر اختیار ہی جانتے
کہ باری تعالیٰ نے باوجود قدرتِ عظیم ہر عایت و معلوت بطور ترفع اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب میں اللہ عزوجل
کے کلمات اس کے یا کسی کے قدرت و اختیار سے نہیں بلکہ باقتضائے نفس ذاتِ بے قوسط قدرت و ارادہ و
اختیار اس کی ذاتِ پاک کے لئے واجب و لازم ہیں نہ کہ معاذ اللہ اس کی صنعت یا ان کا عدم اس کے زیرِ قدرت
تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے، لا مال، وہ احادیث و آثارِ تمھارے کا نہ تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الہی
کو باختیار انہی ماننے والا کافر ٹھہرا ہے، اور عجب نہیں کہ بعض ان میں سے بھی ذکر کروں، مجھے یہاں حیرت ہے
کہ اس بیباک بدعتی کو کیونکر الزام دوں، اگر یہ کتا ہوں کہ صفات کمالیہ الہی کا اختیار ہی اور ان کے عدم کا زیرِ قدرت

باری نہ ہونا اثر اہلسنت کا مسئلہ اجتماعی ہے تو اسی نے جیسے اوپر مسائل اجتماعیہ تنزیہ و تقدیس کو بدعت حقیقیہ کہہ دیا یہاں کہتے کوئی اس کی زبان پکڑتا ہے کہ اثر اہل سنت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرنا ہوں کہ صفت کمال کا اختیاری اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مستلزم عیب و منقصت ہے کہ جب کمال اختیاری ہوا کہ چاہے حاصل کیا یا نہ کیا تو عیب و نقص ہی رہا مگر اللہ موعی سبحانہ و تعالیٰ کا موصوف بعد صفت کمالیہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا تو یہ اس بد مشرب کا عین مذہب ہے وہ صفت کہ چکا کہ باری عز و جل میں عیب و آلائش کا ہونا ممکن، مگر ہاں ان کچھ روؤں سے اتنا کہوں گا کہ آئینہ کھل کر دیکھتے جاؤ کس معتزلی کراچی کو امام جانتے ہو جو صراطِ حقانہ اجتماعیہ اہل سنت و جماعت کو زور کرتا جاتا ہے، پھر نہ کہنا کہ ہم سستی ہیں۔

تبلیغیہ طبعیہ، حضرت نے صفت کمالیہ باری جل و علا کا اختیاری ہو، کچھ فقط صفت صدق ہی میں دکھا بلکہ مسند عظمیٰ میں بھی اس کی تہریج کی، کتاب تلوینہ الایمان مثنیٰ بہ تقریرت الایمان، سنہ ۱۳۸۱ ہجری
برعکس نمند نام ذہنی کا فور
(سیاہ جیشی کا نام الٹ کر کا فور رکھتے ہیں۔ ت)

میں صفت نکھو دیا،

”غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر یعنی یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔“

حاش اللہ! اللہ عز و جل پر صریح بہتان ہے، دیکھو یہاں کھلم کھلا اقرار کر گیا کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو علم حاصل کر لے چاہے جاہل رہے، شاباش بہادر! اچھا ایمان رکھتا ہے خدا پر، اہل سنت کے مذہب میں ازنا ابدا ہر بات کو جانا ذات پاک کو لازم ہے کہ نہ وہ کسی کے امادہ و اختیار سے نہ اُس کا حاصل ہونا یا زائل ہو جانا کسی کے قابو و اقتدار میں، پیر و صاحبو! ذرا پر طاقت نہ کی بد مذہبیاں گنتے جاؤ اور اپنے امام معظم کے لئے ہم اہلسنت کے امام عظمیٰ امام اقدس امام امیر امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد و واجب انبیاء کا تحفہ لا نقد اکبر میں فرماتے ہیں،

صفات الہی ازلی ہیں نہ حادث نہ کسی کے مخلوق تو ہر	صفاتہ تعالیٰ فی الازل غیر محدثہ ولا مخلوقہ
انہیں مخلوق یا حادث بتائے یا ان میں تردید کرے	فمن قال امہا مخلوقہ او محدثہ او وقف
یا شک لکے وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کا منکر۔	فیہا او شک فیہا فہو کافر باللہ تعالیٰ

سُئِلَ تَقْوِیۃَ الْاِیۡمَانِ الْفَصْلُ الثَّانِیُّ فِی ردِّ الْاَشْرَکِ فِی الْعِلْمِ مطبع علمی اندرون لودھری گیٹ لاہور ص ۱۲
سُئِلَ الْفَقْہُ الْاَکْبَرُ مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز کشمیری بازار لاہور ص ۴

اقول وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات توان کا حادث و قابل فنا ہونا ذات کے حادث و قابلیت فنا کو مستلزم، اور یہ عین انکار ذات ہے، والہیہا ذب اللہ رب العالمین۔

تاریخہ ۴: اقول وباللہ التوفیق جب صدق الہی اختیاری ہوا اور قرآن عظیم قطعاً اس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن محیہ اللہ تعالیٰ کا مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ قرآن لازم ذات ہوگا اور صدق لازم قرآن اور لازم لازم لازم اور لازم کا اختیاری ہونا جابر باطل اور باجماع مسلمین جو کچھ ذات و مقتضائے ذات کے سوا ہے، سب حادث و مخلوق تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے دہا پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں اگرچہ حضرت عبداللہ بن مسعود و عبداللہ بن عباس و جابر بن عبداللہ و ابوذر و ابو سعید و ابن عباس بن ابیہ و عمر بن الخطاب بن حصین و رافع بن خدیج و ابو حکیم شامی و افسس بن مالک و ابو ہریرہ و سوس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہو اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید

شیرازی نے انتساب میں، خطیب نے اور ابن جوزی نے ایک اور سند سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت) ابو نصر السجری نے الابانۃ عن اصول اہدیانہ میں ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

ان سے خطیب نے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت) ویلی نے مسند الفردوس میں ذکر کیا ۱۲ منہ (ت) شیرازی نے انتساب میں اور ویلی نے مسند الفردوس میں ایک اور سند سے روایت کیا ہے ۱۲ منہ (ت) ویلی نے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے نقل کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

یہ پہلے کی ہی مثل ہے ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ (ت) خطیب نے ان سے نقل کیا ۱۲ منہ (ت) ویلی میں ہے اور خطیب نے اسے ایک اور سند سے بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت) ابن عدی نے الکامل میں ذکر کیا ۲ منہ (ت)

عنه الشیرازی فی الانتساب والمخطیب ومن طریقہ ابن الجوزی بوجه آخر ۱۲ منہ۔
عنه ابو نصر السجری فی الامانۃ عن اصول الہدیانۃ ۱۲ منہ۔

عنه اخراج عنه المخطیب ۱۲ منہ۔
عنه الدیلمی فی مسند الفردوس ۱۲ منہ۔
عنه الشیرازی فی الانتساب والدیلمی فی مسند الفردوس بوجه آخر ۱۲ منہ۔
عنه الدیلمی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ۔

عنه کالندی قبلہ ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ
عنه دوی عنه المخطیب ۱۲ منہ۔
عنه الدیلمی وهو عند المخطیب بوجه آخر ۲ منہ۔
عنه ابن عدی فی الکامل ۱۲ منہ۔

کے مخلوق کچھ والے کو کافر بتایا، مگر از، نہا کہ، نہ محمد شین کو اثنی احادیث میں کلام شدید ہے، لہذا آثار و اقوال صحابہؓ و تابعین عظام و ائمہ اعلام عظیم رضا المنہاج استعمال کیجئے،

(ارشاد آقا ۱۰) امام لاکھانی کتاب السنہ میں ہند صحیح روایت کرتے ہیں،

انباءنا الشیخ ابو حامد بن ابی طاهر الفقیہ
انباءنا حمزہ بن احمد الواعظ حدثنا محمد
بن ہارون المحض عن حدثنا القاسم بن
العباس الشیبانی حدثنا سفیان بن عیینہ
عن عمرو بن دینار قال اذ رکت تسعة من
اصحاب رسول الله صلى الله تعالى عليه
وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق
فهو كافر
ہیں خبر دی شیخ ابو حامد بن ابی طاهر الفقیہ نے انہیں
خبر دی عمر بن احمد الواعظ نے انہیں خبر دی محمد بن
ہارون المحض نے انہیں خبر دی قاسم بن عباس
الشیبانی نے ان سے بیان کیا سفیان بن عیینہ
نے کہ حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نو صحابہ کو پایا
کہ فرماتے تھے جو کس نے قرآن کو مخلوق بتائے وہ
کافر ہے۔

عن البيهقي في الاسماء والصفات اسما بيده
مظنة لا يسمي ان يحتج بشئ منها ولا
ان يستشهد بها ابن الجوزي في الموضوعات موضوع
الدهبي في السوان والمناظرة في اللسان والسماع
في المقاصد باطل القاري في المسح لا اصل له
اسيوحي في اللآلئ قد رأيت لهذا الحديث
حديث ۱۲ ص ۱۲۰
بے باقی ہے اسرار و الصفات میں کہا ان میں سے کسی
کے ساتھ بھی استدلال و استنباط درست نہیں،
ابن جوزی نے کتاب میں ضعیف قرار دیا، ذہبی نے میزان میں
اور حافظ نے لسان میں اور سخاوی نے مقدمہ میں
باطل کہا، علی قاری نے المصباح میں کہا اس کی کوئی
اصل نہیں، سیوطی نے اللآلئ میں کہا میں نے اس
حدیث کی کوئی صحت نہ پائی، از منہ سلمہ رب ربی۔

لآلئ المعنونة بحوالہ لاکھانی فی السنۃ کتاب التوحید دار المعرفۃ بیروت ۶/۱
لآلئ المعنونة بحوالہ الاسماء والصفات تحت حدیث ۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۴
لآلئ الموضوعات ابن الجوزی کتاب التوحید دار الفکر بیروت ۱۰۸/۱
لآلئ المعنونة بحوالہ حدیث ۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت ص ۳۰۴
لآلئ المعنونة بحوالہ شرح الفقه الاکبر القرآن غیر مخلوق المصطفیٰ ابابکر مصر ص ۲۶
لآلئ المعنونة بحوالہ کتاب التوحید دار المعرفۃ بیروت ۶/۱

(۳۲) خزائن المفتین میں ہے،

من قال بخلق القرآن فهو كافر مشغل
بحجم الدين النسخي عن معلمة قالت
ما قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبئی استاد نہاد
شدہ است، هل يقع في مكاهها شبهة قال
لعمري لا نها قالت بخلق القرآن
جس نے خلق قرآن کا قول کیا تو وہ کافر ہے،
امام نجم الدین نسفی سے ایک معلمہ کے بارے میں
پوچھا گیا جس نے کہا جب قرآن پیدا کیا گیا تیسویں حجر آ
استاد رکھا گیا اس معلمہ کے نکاح میں کوئی شہید قح
ہوگا، تو غوی نے فرمایا، ہاں، کیونکہ اس نے
خلق قرآن کا قول کیا ہے۔ (دست)

ایہا المسلمون! امام دہلویہ کے صرف ایک قول کے متعلق صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علامہ دیوبند رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین کے یہ تین فقرے ہیں جن کی رو سے اس پر کفر لازم، اور اس کے بہت سے اقوال کہ اس
کے مثل یا اس سے بھی شیعہ ترین ان کا کہنا ہی کیا ہے حکم

قیاس کی نہ ممکنات اور بہادش را

(بارگاہ پر اس کی بہاد کو قیاس کرو۔ ت)

اللهم اننا نشكك المحام على الايمان و
السنة، آمين يا عظيم المنة۔
اے اللہ! ہم تجھ سے ایمان اور سنت پر خفا کرتے ہو
ہیں، اے عظیم احسان فرمانے والے! قبول فرما
قبول فرما! (ت)

یہ پارتانہ زبانی خاص اس امر کے اظہار میں تھے کہ بروئے نجدیہ نے اس ایک قول میں کتنی کتنی بد مذہبیاں
کیں، معتزلیت کرامیت و غیر ہا کس کس طرح کی ضد نشیں لیں، کیسا ایک عقائد اجماعیہ اہل سنت کو جھٹلایا،
اندر عز وجل کی جناب میں گستاخی و بے ادبی کو کس نہایت تک پہنچایا، جب بحمد اللہ تفضیل مستدل سے فراغت پائی

عن أبي محمد وابن المحققين هر قوا بين القرآن والالتزام
ثم لا يكفيه ما في هذا من خصام كامل وديوار
تامر و عباد الله ذي الجلال والاكرام راعته۔
محققین نے لزوم اور التزام کے درمیان فرق کیا ہے
یہ بغیرت جانیں پھر کیا اسی میں کالی خسارہ اور مکمل ہلاکت
کافی نہیں صاحب جلال و اکرام ہی کی پشہا
ہے ۱۲ منہ دست

بہتر توفیق تعالیٰ تائیل دلیل کی طرف چلے یعنی اس پر بیان دوم میں جو اس نے امکان کذب باری پر ایک تفسیری
مغالطہ دیا، اس کا رد بلینہ ہے، در اس کی تقریر مغالطہ پر پھر ایک نظر ڈال لیجئے کہ تارہ ہو جائے، حاصل
اس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کہ صفات کمال سے ہے، جس سے اس کی مدح کی جاتی ہے
وہ صفت کمال و قابل مدح ہی ہے کہ کذب پر قادر ہو کر اس سے بچے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی، تو
عدم کذب میں کیا حرج ہے، پھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں بولتا، یوں جو کہ ب کا ارادہ کرے مگر
کسی مانع کے سبب بول نہ سکے عطا اس کی بھی مدح نہ کریں گے۔ اب توفیق اللہ تعالیٰ پہلے فقرہ اجمالی لیجئے،
پھر مل مغالطہ کا مشورہ دیجئے، واللہ العہادی وولی الایادی (اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہے، در وہی مددگار مالک
ہے۔ ت)

تازیانہ ۵ : رب عزوجل فرماتا ہے : وما انا بظالم للعبيد میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں۔
اور فرماتا ہے : لا یصلحہم سواک احد تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور فرماتا ہے : ان الله لا یظہر
مشفق ذمہ بیشک اللہ تعالیٰ ایک ذمہ سے برابر ظلم نہیں فرماتا۔
اقول ان آیات میں مولیٰ عزوجل نے مدح و تلو سے انی مدح فرمائی، کیوں نہ جی ! بعد جو ظلم پر

عہ اقول اس حق کا۔ اہ بیان وضع کرنے کو صرف اتنا بھلائی جو تزیانہ میں زیر دلیل بہت و چارم کرنا کہ اللہ مرد دل پر ہر وہ
شی بھی محال ہو کمال سے نہ ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو ظاہر ہے کہ نفی کمال سے مدح ہونے سے وہی مدح اس کی
نفی سے ہوگی جو کمال نہیں اللہ جو کچھ کمال نہیں وہ باری عزوجل کے لئے محال ایمان ٹھیک ہو تو یہی دو حرف
بس ہیں ۱۲ منہ۔

عہ بعد اللہ یہ نقص دینے پر یہ ملے شیعہ کی ساری تقریر فطیع کو سراپا حاوی جس سے اس کے ہدیاز
کا ایک حرف نہ بچ سکے، اس تقریر پریشان کو پیش نظر رکھ لیجئے، اہ یوں کہ چلے ظلم الہی میں نہیں در نہ مل
آئے کہ قدرت انسانی قدرت ربانی سے زائد ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے، ہاں ظلم خلاف حکمت
ہے تو ممکن بالغیر ہوا اسی لئے مد ظلم کو کمالات حضرت حق سبحانہ سے گئے اور اس سے اس کی تعریف کرتے ہیں
بجائے شہ و حرج کہ انھیں کوئی مد ظلم سے تالش نہیں کرنا، اور ظاہر ہے کہ صفت کمال ہی ہے کہ ظلم پر قدرت
نہ ہو مگر یہ صفت و مقتدا نے حکمت کوشش ستمگاری سے بچنے کو ظلم نہ کرے، ایسا ہی (باقی بر صفحہ آئندہ)

قدرت ہی نہ رکھے اس کی بے غلطی کی کیا تعریف، یوں تو پتھر کی بھی شنا کیجئے کہ ظلم نہیں کرتا۔ اسی طرح جو صوبہ ظلم چاہے مگر حاکم بالا کا خوف مانع آئے عقدا اس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عزوجل کو ظلم پر قہر رکھئے گا، سبحان اللہ! تم سے کیا دور جب کذب و غیر ہر عیب و آلائش پر قدرت مان چکے تو ظلم میں کیا سستم دکھا ہے مگر اتنا سمجھ لیجئے کہ ظلم کتے ہیں ملک غیر میں تصرف بے جا کو، جب باری سبحانہ و تعالیٰ کو اس پر قادر مانئے گا تو پہلے بعض ماشیہ کو اس کی ملک سے خارج اور غیر کی ملک مستقل مان لیجئے، مسلمانوں کو تو بزور زبان ترور و ہتھان مشرک کہتے ہو خود سچے بچے کا فر مشرک بن جائیے، قال تعالیٰ، اللہ صافی السموات والارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔ وقال تعالیٰ، اقل لمن صافی السموات والارض قد خلق تو خدائے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرماؤ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وقال تعالیٰ، ادر لهم شوك في السموات کیا ان کا سا جہا ہے آسمانوں میں۔ ولله اہل سنت و جماعت کا اجماع قطعی قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں، شرح قصہ اکبر میں ہے،

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرة علی الظلم لانه
المحال لا یدخل تحت القدرة و عند
باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا کہ محال
ذہر قدرت نہیں آتا، اور معتزلہ کے نزدیک قادر

(تقدیر ماشیہ کو نہشت) شخص سلب عیب ظلم و انصاف کمال عدل سے محدود ہوگا بخلاف اس کے جس کے عصار و جوارح یکساں ہو گئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متفقہ عاصد ہو گئی ہے کہ معنی ظلم سمجھنے اور اس کا قصد کرنے ہی سے عاجز نہ ہے یا وہ شخص کہ جب عدل و انصاف کا حکم دے تو یہ حکم اس سے صادر ہو اور جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جائے یا زبان نہ چلے یا کوئی منہ بند کرے یا لنگا دبا دے یا ایک شخص کسی سے سیکہ کر حکم کرتا ہے آپ حکم دینا جانتا ہی نہیں اور وہ بتانے والا اسے احکام عدل و انصاف ہی بتاتا ہے اس وجہ سے ظلم صادر نہیں ہوتا، یہ لوگ عقلاء کے نزدیک قابل مدح نہیں بالحد عیب ظلم سے ترفع اور اس کی آلائش سے تنزدہ کے لئے ظلم نہ کرنا ہی صفت مدح ہے اور عجز ہو تو کچھ مدح نہیں یا اس کی مدح پہلے کی مدح سے بہت کم ہے انتہی حاصلہ کیجئے نقص اسے کہتے ہیں کہ نام کوئی نہ رکھے واللہ الموفق ۱۲ منہ سلم۔

۱۲۶/۲ و ۲۸۴/۲

۱۴/۶

۲/۲۶ و ۴/۲۵

لمعتزلة انه يقدر ولا يفعل^۱ ہے اور کرتا نہیں۔

بیضاوی و عمادی وغیرہ تفسیر میں ہے :

الظلم يستحيل صدوره عند تعالیٰ ثم ملخصاً . اللہ تعالیٰ سے ظلم صادر ہونا محال ہے ۔

تفسیر روح البیان میں ہے : الظلم معہ اللہ تعالیٰ محال ہے ۔

تفسیر کبیر میں ہے :

البدی يدل على ان الظلم محال من الله تعالى ان الظلم بهارة عن التصرف في ملك الغير، والحق سبحانه لا يتصرف الا في ملك نفسه فيستلزم كونه قاضياً وايضاً العاقل لا يكون الها والشيء لا يصح الادا كات لو اراده صحیحة فوضح معہ الظلم لكان من وال الهيته صحیحاً وذلك محالاً أم ملخصاً .

ظلم الہی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر میں تصرف سے ہوتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ جو تصرف کرے اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اس کا عالم ہونا محال اور نیز ظالم خدا نہیں ہوتا اور شے جسمی ممکن ہوتی ہے کہ اس کے سبب لازم ذاتیہ ممکن ہوں ، تو اگر ظلم الہی ممکن ہو تو لازم ظلم یعنی زوال الوہیت بھی ممکن یہ محال ہے اور ملخصاً ۔

اسی میں زیر قولہ تعالیٰ و نصہ انوار بن العسکری و القیسمد الایہ لکھتے ہیں :

الظلم سعيه لا يرجع عن الانهية فلو صرح ظالم بے وقوف ہے خدائی سے خارج تو اگر خدا سے

علت لا یخفى على العاقل الفاهم فرق بین تعبیر الاصل و عبارة العبد المترجم ۱۲ منہ میں فرق واضح ہے ۱۲ منہ (ت) علل یعنی ظلم والوہیت کا جمع ہونا ناممکن کہ ظلم غیب سے ہے اور الوہیت ہر غیب کو منافی تو معہہ و ظلم کو علیہ الوہیت لازم ۱۲ منہ ۔

۱ منہ منہ الروض الاخر شرح الفقہ الاکبر باب لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم مصطفیٰ الیابی مصر ص ۳۸
 ۲ منہ انوار التنزیل (بیضاوی) آل عمران آیہ ۶۷ و ۶۸ تفسیر نظام النعمان (نصف اول) ص ۶۹
 ۳ منہ روح البیان تحت آیہ و اما انما بظلام للعبید المکتبۃ الاسلامیہ لصاحب الریاض خزائن ص ۱۲۶
 ۴ منہ مفاتیح الغیب (تفسیر کبیر) آیہ ان اللہ فی ظلم مشاغل ذرة المطبعة البیہ المصریہ مصر ۱۰/۱۲
 ۵ منہ انوار الکریم ۲۱/۳۷

مسدود نمود لحد خروجہ عن الالبیۃ^۱
 تلم ممکن ہو تو اس کا حداتی سے نکل جانا ممکن ہو
 تفسیر کبیر کی وہی عبارت ہے جس کا ہم تا زیا نہ اول میں وعدہ کر آئے تھے۔
 تا زیا نہ ۶: وقال بئنا نرک و تعالے

وعدہ محمد فقہ البذی لم یتخذ ولدا^۲
 تو کہہ سب تعریفیں اس خدا کو جس نے اپنے لئے
 بیٹا نہ بنایا۔

وقال تعالے حاکیا عن الجن :

والہ تعالیٰ جد من بن ما اتخذ صاحبۃ
 ولا ولداً^۳
 بے شک بڑی شان ہے ہمارے رب کی جس نے
 اپنے لئے زوجت اختیار کی نہ بچہ۔

اقول ان آیات میں سبوح قدوس جل جلالہ نے یوں اپنی تعریف فرمائی، اب بھلا جیسا کہ ہمیں اپنی
 دلیل سے پتہ چلتے ہیں ضرور کہیں گے کہ ان کا خدا ہے موبہوم چاہے تو بیاہ کرے، بچے جناے، مگر عیب و لوٹ
 سے بچنے کو فرد رہتا ہے، جب توصفت مدح ٹھہری ورنہ سرے سے قدرت ہی نہ ہو تو خوبی ہی کیا ہے،
 یہی عبید الصلوۃ والسلام کو فرمایا گیا، سیندا و حصودا سردار اور عورتوں سے پرہیز رکھنے والا۔ اجیز نامہ
 کی کئی تعریف کرے گا کہ عورتوں سے بچنے سے:

تا زیا نہ ۷: قال انولٰی سبحانہ و تعالے، وعاکان من ملکیت تیر لب بھولنے والا نہیں، اقول اب
 دہلویؒ اسی ہدائی دلیل کو آیہ کریمہ میں جاری کر دیکھے، رب تعالیٰ ذکر کرنے میں نسیان سے اپنی مدح فرمائی
 اور صفت کمال و ق بل مدح یہی ہے کہ باوجود امکان نسیان عیب و لوٹ سے بچنے کو اپنے علوم حاضر رکھے،
 پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ بات نہیں بھولتا حالانکہ عدم نسیان قطعاً اسے بھی حاصل، یوہیں اگر ایک شخص
 بالقصہ کسی مسئلہ کو بھلا دینا چاہتا اور غلط اپنے دل کو اس کی یاد سے پھیرتا ہے، مگر جب بھولنے پر آتا ہے کوئی
 یاد دلاتا ہے یوں بھلا نے پر قدرت نہیں پاتا غلط ایسے شخص کو بھی عدم نسیان سے مدح نہ کریں گے تو لا حشرم

۱۔ مفتاح الغیب (التفسیر کبیر) آیہ نضیع الحوازی القطایم القیمۃ المطبعة البیہیۃ المصریۃ مصر ۱۳۸۱ھ

۲۔ اعتدال ان اکرم ۱۱/۱۷

۳۔ ۲/۷۲

۴۔ ۲۹/۳

۵۔ ۶۴/۱۹

واجب کہ باری سبحانہ کا نسیان ممکن ہو اور وہ اپنے علوم مجمل دینے پر قادر تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔ ت)

تازیانہ ۸: آیہ کریمہ لا یضل ربی ولا ینسی میرا رب نہ بھولے۔ اقول نبوی کلیم علی سیدہ وعلیہ الفضلۃ والتعلیم نے ہم ضلال سے اپنے رب کی شناخت کی، اگر دہری میاں بھکی کی دلیل سچی ہو تو لازم کہ باری عزوجل کا ہر ممکن ہو کہ مدح اسی میں ہے کہ باوصف اسکا عیب و لوٹ سے بچے کو ضل میں نہ پڑے، اگر ضلالت پر قدرت ہی نہ پائی تو مجبور کی بات میں تعریف کا ہے کہ پتھر کو کوئی نہ کہے گا کہ یہ راہ نہیں بھولتا یا جب بھٹکتے ہیں تو سیدھا زمین ہی پر آتا ہے، کبھی ہلک کر آسمان کو نہیں چلا جاتا، اسی طرح جب کوئی شخص بھٹکے کہ ہو تو راہ بتا دی جاتے یوں بھٹکے نہ پڑے، اس میں بھی کوئی تعریف نہیں، یہ چار تار یا نئے نقص کے لئے بس ہیں، اور جو شخص طرز تقریر سمجھ گیا اس پر اور فتوح کثیرہ کا استخراج آسانی، مگر انصاف یہ ہے کہ جو گستاخ دہن دریدہ جیا پریدہ اپنے رب کے لئے دنیا بھر کے عیب و آفات رو کر چکا، اس سے ان استخوان کا ذکر بے حاصل کہ وہ مسودہ ضد است جماع و طردت سب کچھ گوارا کئے گا۔

تبریر بہ نسیان از طبع در جہت الہی کن
بے ادب ہی و آچہ دانی گئے بیجا باش و ہر چہ خواہی کن
(انبیاء علیہم السلام کے تبریر برسا ہمارا خدا الہی میں طبع کر بے ادب ہو جا پھر چاہے کہ ت)

تازیانہ ۹: اقول

جب بے جملہ بغضی ہنرش نیر بگئے

(اس کے تمام عیوب بیان کئے اب اس کے ہنر بھی بیان کر۔ ت)

عہ مثلاً قال اللہ تعالیٰ: وما اللہ بعاقل عما تعلون اللہ غافل نہیں تھا وہے کاموں سے۔ تو تلا جی کے مسکبہ لازم کہ اس کی خلقت ممکن ہو۔ وقال اللہ تعالیٰ: ولعیروان اللہ الہی خلق السموات والارضین کیا انھوں نے نزدیک کہا کہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور نہ تھا ان کے بنانے سے۔

اب تلا جی کہیں گے کہ خدا کا تھکنا بھی ممکن، علیٰ هذا القیاس ۱۲ منہ۔

سۃ القرآن الکریم ۵۲/۲ سۃ القرآن الکریم ۵۵/۲ و ۱۴۹ و ۳/۴۹
سۃ ~ ~ ۳۳/۴۶

جامعیت اور صفات عجب چیز ہے اور مجموعہ کا فضل آحاد پر ظاہر، دہلویؒ کو بھی اللہ عزوجل نے جامعیت اصناف
پرست عطا فرمائی تھی کو دنیا بھر میں کم کوئی طائفہ اور باب فداالت نکلیے گا جس سے ان حضرت نے کچھ تعلیم نہ لی ہو،
پھر ایجاد بنہ اس پر علاوہ، تو اس سے فقہ کو چاہے عطر فقہ کے یا ضلالت کی گھائیوں کا عطر مجروح، اب
یہ نفیس دلیل جو حضرت نے اسکا کذب باری عزوجل پر قائم کی، حاشا ان کی اپنی تراشی نہیں کہ وہ دین میں
نئی بات نکالنے کو بہت بُرا جانتے تھے بلکہ اپنے اساتذہ کا طہ حضرات معتزلہ غلام اللہ تعالیٰ سے سیکھ کر لکھی تھے
ان خبیثوں نے بعینہ حجت بحرف اسی دلیل سے مولیٰ تعالیٰ کا اسکا ظلم نکال دیا اور جو نقص فقیر نے ان حضرت
پر کئے بعینہ ایسے ہی نقصوں سے ائمہ اہل سنت نے ان ناپاکوں کا رد فرمایا۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں
زیر قول عزوجل ان الله لا يظلم مستقال ذمہ فرماتے ہیں:

قالت المعتزلة الآية تدل على انه قادر	یعنی معتزلہ نے کہا آیت مذکورہ دلالت فرماتی ہے
على الظلم لانه تعدد بتكره ومعت	کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر قادر ہے، اس لئے کہ وہ
بتكره فعل قبيح ليعصم عنه ذلك التعدد	عزوجل نے اس میں ترك ظلم سے اپنی مدح فرمائی
الا اذا كان هو قادرا عليه الاترى ان التمام	اور کسی فعل قبیح کے ترك پر مدح جب ہی صحیح ہوگی کہ
لا يصح منه ان يتعدد بانه لا يذهب ف	اسے اس کے کرنے پر قدرت ہو آخر نہ دیکھ کہ نبی
ليس الى السرقة والجواب انه تعالى	اپنی تعریف نہیں کر سکتا کہ میں راتوں کو چوری کے لئے
تعدد بانه لا تأخذ سنة ولا نوم ولم يلزم	نہیں جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح میں
ان يصح ذلك عليه وتعدد بانه لا تدركه	فرمایا کہ اسے نیند آنے نہ خودگی، حالانکہ معتزلہ کے ہاں بھی اللہ تعالیٰ
الا بصار ولم يدل ذلك عند المعتزلة على	کیلئے یہ ممکن نہیں۔ اور اپنی مدح میں یہ بھی فرمایا کہ ابصار اس کا
انه يصح ان تدركه الابصار	احاطہ کر سکیں حالانکہ یہ بھی ان کے ہاں ممکن نہیں (تت)

مسلمان دیکھیں کہ معتزلہ ذیل کی یہ بیوردہ دلیل بعینہ وہی ہدیانِ مٹائے خلیل ہے یا نہیں، فرق
یہ ہے کہ انہوں نے اس قدیم اعدل پر تہمت ظلم رکھی، انہوں نے اس واجب الصدق پر افسر اسے کذب اٹھایا

عنه اقول بل وعندنا ايضا ذاك الادراك	میں کہتا ہوں بلکہ ہمارے نزدیک بھی جب ادراک
بمعنى الاحاطة ۱۲ منہ	بمعنی احاطہ ہو ۱۲ منہ (تت)

انہوں نے برقعہ پر تڑپ اپنے رب کو لہجے سے تشبیہی، انہوں نے گونجے اور پھر سے مل دیا، وہی ذلک اقول (اسی میں نے کہا۔ ت) سہ

ہم انما نطلب بطلان مدعیہم ذاقائل کذبا بکذب الہ

لا غرو فیہ او نقوب تشابہت قالشہ نزاع الی اشپ ہ

(وہ عالم اپنے ملک کے بارے میں علم پر ایمان رکھتے ہیں اور اپنے الہ کو کذاب کہتے ہیں اس میں کوئی

شک نہیں ای کے دل ایک جیسے ہیں اور درجہ شہر اپنے مشابہات کی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے۔ ت)

اب اگر اہل سنت کا جواب سنئے، امام ممدوح فرماتے ہیں اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اپنی تعریف فرمائی کہ اسے غزوگی و خواب نہیں آتی اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذ اللہ یہ چیزیں اس کے لئے ممکن بھی ہوں

اور اس نے اپنی تعریف فرمائی کہ نگاہیں اسے نہیں پاتیں اس سے معتزلہ کے نزدیک اس پر نظر پہنچنے کا امکان نکلا

(انتہی کیوں ہم نہ کہتے تھے ص)

آنچہ خواباں ہمہ دارند تو تنہا داری

(تمام جہاد صاف رکھتے ہیں تو تنہا ہی جامع ہے۔ ت)

تأریانہ ۱۰ : وهو العمل قول و الله الوحي

صفات مدائح کے درجات متفاوت ہیں بعض مدائح اولیٰ دیتے ہیں یعنی اعلیٰ درجہ کمال، اور بعض تنزیلی یعنی فائز کمال

کے مبلغ کمال، پھر یہ اس کے حق میں مدح ہوں گے جو مدائح اولیٰ ہیں رکھتا، صاحب کمال، نام کا اس پر قیاس جہل

و سانس، مثلاً جہاد و تذلل و خشوع و خضوع و انکسار و تواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں اور باری

جل شہ نہ پر محال اگر ان کا مدح ہونا فوت کمال حقیقی یعنی مبدویت پر مبنی تھا، مبدود عالم عز جلالہ کے حق میں عیب

منقصت ہیں بلکہ اس کے لئے مدح تھانے و تکبر ہے بل و علو و سب و وقائی، یوں میں ترکہ نفس و معائب

میں مخلوق کی مدح بالانقص باز رہنے پر مبنی ہونا بھی اس کے نقصان ذاتی پر مبنی کہ وہ اپنی ذات میں سبوح و قدوس

واجب الکمال و مستحیل انتقصان ہیں بلکہ جائز العیوب و القبور ہے اور بشر نفس ذات کے عیوب و نقائص سے

عہ قدھران لقول بالامکان قولی بالوقوع عہ گر چکا ہے کہ امکان کذب کا قول کذب کے وقوع بلکہ

اس کے وجوب کو مستلزم ہے ۱۲، منہ (ت)

بل بالوجوب ۱۲ منہ -

لہ الیوان العربی الموسوم بآئین الغفران فی امر علی القائل بالامکان کذب متعلقہ بالاشاعت لا بوجوب، محبت بوجوب امر خدا کریم

منہات ہیں رکھتا تو عایت مدح اس کے لئے یہ ہے کہ جہاں تک بنے اس ممکن سے بچے اور تلوٹ سے بھاگے،
 ولہذا جہاں بوجہ فقدان اسباب و آلات بعض معائب و فواحش کی استطاعت نہ رہے وہاں مدح بھی نہ ہوگی جیسے
 نامرد لٹھے، پانچ گونگے کا زمانہ کرب، چوری کو نہ جانا، جھوٹ نہ بولنا کہ مناظر مدح کہ دور ہو گئے اور اپنے نفس کو بار
 ، کھنکھائی نہ خود اور حسب امکان ہے تو کیا معلوم کہ حقست بی بی از حبيب دوری میں شاید اسباب سالم ہوتے
 تو مز تکب ہوتا، سفید جاہل سے اپنے رب جل و علا کو بھی انھیں گونگوں لہجوں بلکہ اینٹوں پتھروں پر قیاس کیا دے
 جب تک عیب و نقص ہی سے متصف نہ ہو سکے عدم عیب کو مدح نہ سمجھا حالانکہ یہ مدت اولی و کمال حقیقی تھا کہ وہ
 اپنے نفس ذات میں متعالی و قدوس و منون و صاحب الکمالات و تسخیل القیوم سے تعالیٰ و تقدس، تو یہاں
 عیب ممکن سے بار رہنے اور بطور ترفع بالقصد بچنے کی صورت ہی متصور نہیں نہ حاش نہ رہا اس کے حق میں مدح بلکہ
 کمال مذمت و قدر ہے۔ و اللہ العزیز جملہ تمام عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ (ت) و لا حول و لا قوة
 الا باللہ العلی العظیم۔

تنبیہ لفقہ : ایہ المسلمون ایک عام مہم بات عرض کروں، سفید جاہل کا بار مبلغ سنی ہے
 کہ کذب پر قدرت پاکر ہی اس سے پناہ صحت کمال ہے نہ کہ کذب ممکن ہی نہ ہوا، اقول جب کذب ممکن ہو
 تو صدق ضروری نہ رہا، اور جو سرور نہیں دیکھ کر ازل تو ماضی یہ ہر کمال وہی ہے جسے زوال ہو سکے دے
 جو ایسا کمال ہو جس کا زوال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ! یہ بھی ایک ہی ہوئی، اور الحق! کمال
 حقیقی وہی ہے جس کا زوال امکان ہی نہ رکھے نہ کمال قابل زوالی عارضی کمال ہے نہ ذاتی کمال، مسلمان
 اللہ انعام! باری عزوجل کا صدق یوں ماننا کہ ہے تو سچا مگر جھوٹا بھی ہو سکتا ہے، یہ کمال ہوا یا یوں کہ
 وہ مستجوب قدوس تبارک و تعالیٰ ایسا سچا ہے جس کا جھوٹا ہونا قطعاً محال، اہل اسلام ان دونوں باتوں کو میزان
 ایمان میں تول کر دیکھیں کہ کون گستاخ ہے ادب اپنے رب کی تزیید کو بدعت و صلاست جاسے و مابجید مدح اس
 کی مذمت و تنقیص پر اترتا ہے اور کون سچا مسلمان صحیح الایمان اپنے مولیٰ کی تقدیس کو اصل دین مانتے دے
 اس کے صدق و نزاہت و جملہ کمالات کو عملی وجہ الکمال ثابت کرتا ہے واللہ العزیز و قدوس بعد،
 للقوم الظالمین۔

اللہ الحمد اس عشرہ کا طے نے ہدایا پاک گستاخ جہاک کی وجہیں اڑا دیں مگر منور ان کی زکاتوں
 کو تو بس نہیں دے

صد ہا سال می قواں سخن از لعل یار گفت

(از لعل محبوب کے بارے میں سو سال بھی گشتگو کی جا سکتی ہے ت)

ابھی حضرت کی اس چار سطری چار دیواری میں شواہد و زوائد وغیرہ مفاسد سے بہت ابکار افکار کش
عیار آجوان مردم شکار کی چھیل نظر آتی ہے، جنہیں بے خدمت کمال و تسکین بالغ ناشدنا مراد ہوسکتا ہے، چھوڑنا
حلاف مروت و وفوت ذاتی ہے، لہذا اپنے منہ پر ہر اور بغض غم خوشخوار، صاعقہ برق بار کی دوبارہ دھن لیتا اور خاتم
پختہ کار، شہزاد شہسوار، شہیر گیر ضیف شکار کو از سر نو رخصت جولان دیتا ہوں و باللہ التوفیق۔

تاریخہ ۱۱: قولہ مردم کذب راز کلمات حضرت حق سبحانہ می شمارندہ (عدم کذب کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ
کے کلمات سے شمار کرتے ہیں۔ ت) (اقول اس پوشیدہ راز کی چلاک دیدنی، صدق کو
چھوڑا عدم کذب پر مباحثہ چھیڑا تاکہ مجاہد و غیور کی نظریں جاسکے، ظاہر ہے کہ پتھر کو سچا نہیں کہہ سکتے مگر یہ بھی ٹھیک ہے
کہ جڑا نہیں حالانکہ قلب و فہم اور عقل مانظر ہو تو حقیر ایک نکتہ دلیہ القاء کرے سلب کسی شی کا بغض ہرگز صفت کمال نہیں
ورنہ لازم آئے کہ معدومات کروڑوں اوصاف کمال سے صوف اور اعلیٰ درجہ مدح کے مستحق بلکہ باری تعالیٰ کی
تثنیہ و تقدیس میں اس کے شریک ہوں کہ کمال عدم موضوع سب سلب چاہے جو سرے سے موجود ہی نہیں
وہ جہم بھی نہیں، جہت میں بھی نہیں، زمان میں بھی نہیں، مکان میں بھی نہیں، مصور بھی نہیں، محدود بھی نہیں،
مکرب بھی نہیں، متغیر بھی نہیں، حادث بھی نہیں، متناہی بھی نہیں، کاوب بھی نہیں، ظالم بھی نہیں، مخلوق
بھی نہیں، خالی بھی نہیں، ذی، حر بھی نہیں، ای، ل بھی نہیں، آ سے خوب بھی نہیں، اونگ بھی نہیں، بسکنا بھی
نہیں، بھول بھی نہیں۔ بیس یہ اور ان جیسے صد ہا اور سب صادق ہیں مگر کوئی مجموعہ ہی ان سلب کو اس سلسلہ
کے لئے صفت مدح و کمال جانے لگا ہاں عیوب و نقائص کا سلب اس وقت معرض مدح و بیان کمال میں
آتا ہے جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور صفت مدح سے منہی ہو، و ہذا اقتضایا کے مذکورہ باری عزوجل
کے مانع سے ہیں کہ ان چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی وجوب وجود کے ثبوت سے ناشی اور ان کے بیان
سے اس کا سبوح و غنی و قدوس و متعالیٰ بننا، باری عزوجل کو کہنا کہ متغیر نہیں، بیشک مدح ہے کہ
اس سے اس کا مانع بھی گیا اور نکتہ کو کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اس کے لئے خوبی، برکتی، کو دہن غنادار متغیر محتاج
کے محتاج محتاج کی محتاجی ہے و حل، فیہ، اقیس، جب یہ امر محمد چلایا تو ظاہر ہو گیا کہ حقیقتاً صدق صفت کمال ہے
نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق البتہ سلب کذب وہاں مفید مدح جہاں اس کا
سلب ثبوت صدق کو مستلزم مثلاً زید عاقل ناطق کی تعریف کیجئے کہ جھوٹا نہیں، بیشک تعریف ہوئی کہ جھوٹا نہیں تو
آپ ہی سچا ہو گا اور سچا ہونا صفت کمال تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت بتایا، لہذا محض مدح میں
آیا، جہاں ایسا نہ ہو وہاں نہ ہار نہ مفید مدح نہ منظر کمال، یہ نکتہ بدیہ طوطا رکھنے بھر دیکھئے کہ عیار بہادر کی
در، ان یثیری کیا کیا کئے کو بھیجتی ہیں، واللہ العوفی۔

تاریخہ ۱۲ و ۱۳ قولہ: آخرس و مجاہد کے ایساں را بعد کذب مدح نمی کنند (گوئیے اور مجاہد کی مدح عدم کذب سے کوئی نہیں کرتا۔ ت) اقول: دونوں نظیروں پر پھر پڑے ہیں، گنگ و سنگ کی کیوں مدح کریں کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں، گوئیے یا پھر اگر جھوٹا نہ ہو تو کیا خوبی کہ سچی بھی تو نہیں، تو وہ استلزام صفت کمالی جو مانے مدح تھیں یہاں ختمی، سر یہ ہے کہ منقطع حقیقہ کے مقدمہ و تالی میں جب دو صفت مدح و دم محمول ہوں تو جس فرد موضوع سے ذمہ کو سلب کیجئے مدح ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا رفع و دوسری کے وضع کو فتح بخلاف ان چیزوں کے جو زیر موضوع مندرج ہی نہیں کہ ان سے دونوں محمول کا ارتفاع معقول، پھر سلب ذمہ ثبوت مدح پر کیونکر محمول، یہاں قضیہ کلی متکلم مجتہدا صادق و اما کاذب (ہر متکلم خبر دینے والا یا وہ صادق ہو گیا کاذب۔ ت) تھا آخرس مجاہد پر سرے سے وصف عزائی ہی صادق نہیں پھر عدم کذب ان کے لئے کیا باعث مدح ہو، دیکھ اذنی بخشش! یہ فارق سپہ زدہ کہ جب تک عیب ممکن نہ ہو کمال حاصل ہی نہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تکمیل جیل: اقول: او جھوٹی نظیروں سے بیچارے عوام کو چلنے والے! اس تفرقہ کی کچی نظیر دیکھ مسلمان کو اہل بدعت کے بہتر فرستے پورا گنا کر کہنے رافضی، وہابی، خارجی، معتزلی، جبری، قادری، ماضی وغیرہ نہیں تو بیشک اس کی بڑی تعریف ہوتی، اور ایسے ہی کھاس کی کا حرسے تیں کہنے تو کچھ تعریف نہیں حالانکہ یہ سب بدعتیہ دونوں جگہ قطعاً صادق، تو کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان باوجود قدرت رافضی وہابی ہونے سے بچا لہذا محمود ہوا اور اس کا فرق رافضی وہابی ہونے پر قدرت ہی نہ تھی لہذا مدح نہ ٹھہرا، کوئی جاہل سے جاہل یہ فرق نہ جگے گا بلکہ تفرقہ وہابی ہے کہ جب یہ فرستے اہل قبلہ کے ہیں تو مسلمان کے حق میں ان بہتر کی نفی سی ہونے کا اثبات کر سہ کی لہذا اعظم مانگ سے ہوا اور کافر سرے سے مقسم یعنی کلمہ گو ہی سے خارج، قرآن کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لئے اثبات نہ نکلا، ولہذا مفید مدح نہ ٹھہرا۔ والحمد للہ علی اتقار الحجۃ ووضوح المحجۃ (اتمام حجت اور وضاحت دلیل پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔ ت)

تاریخہ ۱۴ قولہ: بخلاف کہے کہ لسان او ماؤف شدہ باشد و کلم بکلام کاذب فی قرآنہ کرڈ (بخلاف اس کے جس کی زبان ہی ماؤف ہو اور وہ جھوٹا کلام کر ہی نہ سکے۔ ت) اقول: اچھا ہوتا کہ تم بھی اسی کس کے مثل ہوتے کہ ایسے کاذب کلاموں کے پس تو نہ بولتے، اسے عقلمند! وہ ماؤف اللسان کلم بکلام صادق بھی نہ کر سکے تو عدم مدح کی وجہ کہ سلب کذب سے ثبوت صدق نہیں۔

تاریخہ ۱۵ قولہ: یا قوت متکلمہ او فاسد مشہہ باشد کہ عقد قضیہ غیر مطابق لواقع نمی تواند کرڈ (یا اس کی سوچ و فکر کی قوت فاسد بر قضیہ غیر مطابق لواقع کا انعقاد نہ کر سکے۔ ت) اقول: تم سے بڑھ کر

فاسد المتفکر کوں ہوگا، پھر کئے قضایا سے باطل کا عقد کد ہے جو، بھلا حضرت کو کیا فساد متفکر صرف قضایا سے کا ذہن ہی کے لئے ہوگا اور جب مطلقاً ہے تو عقد قضیہ مطابقت پر بھی قدرت نہ ہوگی تو صراحتاً وہی قارق صادق اور وہم نہ ہتی، ہاں جس نام عقل سام عقل کو لطف الہی صدق محض کی استطاعت دے کہ وجہ مانع فیہی اصدار کذب سے ممنوع و مصروف ہو تو یہ عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا اسی وجہ سے کہ اسے ثبوت صادقیت کبریٰ سے ملتی اود کمال عقلیہ عصمت من، لہذا پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موضوع مندوج اور بطور فساد تفکر خارج، قطعاً التفرقة وذهب الوسوسة (فرق ظاہر اور وسوسہ محم ہمت)

تازیانہ ۱۶ تا ۱۹، قولہ یا شخصے کہ کلام صادق از صادر می گردد و دیگر کا طرأۃ لکلا کا کذب نہایہ آواز او بنزدیک و زمان او، تویشوئیہ کے وہی، اہ بند یا محترم خد کتہ (یا ایسا شخص ہے جو کسی بڑے محاکم کر کے وہ اس سے صادر ہوتا ہے اور جب جو کلام کرتا ہے تو آواز بند ہو جاتی ہے یا زبان ماؤت ہو جاتی ہے یا کوئی اس کا منہ بند کر دیتا ہے یا گلا رہا دیتا ہے۔ ت) اقول ایسا تو کیا کہوں جو آپ کی طبع نہ کہ کو بالکل خد کتہ، اس اتنا کہوں گا کہ اب کی تو اچھل کر تارے ہی توڑ لائیے، یہ چار نظریہ بے نظیر دی ہیں کہ باید و شایہ، اود عقل کی پڑیا! جب و مدح و تحکم بکذب کہ چکا تو کلام نفسی میں کاذب ہو چکا اگرچہ وجہ مانع صادر نہ ہو سکا تو اس کے عدم سے حکم کذب کیونکر کرے گا، کذب حقیقتہ صفت منی ہے نہ وصف انسان، پھر اس کی مدح کیا معنی قطعاً مذموم ہوگا جہل سے، دیگر اعلیٰ نظیروں میں عدم کذب کی صورت تو ملتی یہاں اللہ کی عنایت سے وہ بھی نہ رہی، اصرار کذب متحقق و موجود اور عدم کذب کی نظیروں میں محدود، جمعی تو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جب گمراہ کرتا ہے عقل پہلے لیت ہے والعیاذ باللہ رب العالمین۔

تازیانہ ۲۰، قولہ یا کہے کہ چند قضایا سے صادقہ یا اگر قدرہ اصفا پر ترکیب قضایا سے دیگر قدرہ استندارد بناؤ علیہ کلم بکا کذب از صادر نہ گردد، یا کسی نے چند بچے جگہ رٹ سنے ہیں دیگر جگہوں پر وہ قدرت نہیں رکھتا ہے اس بنا پر، اس سے جھوٹ صادر نہیں ہوتا ہے۔ ت)

اقول یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے جس سے فقط حفظ صواب کا شعبہ بڑھایا، مگر کام نہ آیا قطع نظر اس سے کہ یہ تصویر کسی اور ایسے شخص سے حفظ قضایا معقول بھی ہے یا نہیں۔

اولاً انسان مرتبہ عقل بالملک میں بالبدانہ ترکیب قضایا پر قادر تو سرے سے تصویر ہی باطل، اور عقل پر لانی میں کہ عقل انجباری نہیں ہوتا، اگر عقل نسبت خبریہ معقول بھی ہوتا ہم حکایت و قصدا فادۃ قطعاً غیر معقول اور صدق کذب باعتبار حکایت ہی ہیں، نہ باعتبار مجرد علم، ورنہ معاذ اللہ عالم کو کاذب کا دب ٹھہرے تو یہاں بھی سلب کذب سے ثبوت لازم نہ ہوا اور وہی قارق پیش آیا۔

ثانیاً جو اصل کسی قضیہ کی تفصیل سے وجہ و احکام شخیصہ پر یہی جیسے پر بھی قادر نہ ہو قطعاً مجاہدین بلکہ حیوانات سے بھی بدتر اور بھاد سے طبعی تو اس کا کلام کلام نہ ہوگا، صوت بے صورت ہوگا اور صدق و کذب اولاً بالذات صفت معانی ہے، نہ وصف جہارات، تو بات اگرچہ باین معنی سچی ہو کہ سامع اس سے ادراک معنی مطلق لواقع کرے مگر اس سے اس بھادی آواز نہ کرنے والے کا صدق لازم نہیں کہ معنی متصف بالصدق اس کے نفس سے قائم نہیں حتیٰ کہ علماء نے کلام عرب کو بھی خبریت سے خارج کیا، اور پڑھا بکہ صدق و کذب اور صاف خبر میں نہ شامل مطلق آواز، مولانا بکرا العلوم قدس مثر فرائح میں فرماتے ہیں:

الکلام الصادق عن المجنون لا یكون مقصوداً بالافادة فلا یكون حکایة عن امر حقیقی یكون
پاکل سے صادر ہونے والا کلام مقصود کے لئے مفید
نہیں ہوتا لہذا کسی امر (واقع) سے حکایت
ہی نہیں حتیٰ کہ اسے خبر قرار دیا جائے (ت)

تنبیہ اگر سارے تفسیر حبلہ نظر، اقول ایہا المسلمون! سنیہ جاہل نے حتی الامکان اپنے رب میں راہ کذب نکالنے کو نو نظریں دیں، مگر کھرا اللہ سب بے معنی، ہم نے اس وقت تک اسی کے رد میں اس امر پر بنائے کار رکھی کہ عدم کذب بفسہ کمال نہیں، بہت شک و شبہ کمال پر مبنی رہا، اور یہاں ایسا نہیں اس کی سزا کو اسی قدر پس تھا، مگر غور کیجئے تو معاد اور بھی بالکل معکوس اور عقل مستشہد کا کامٹکوس اور تمام نظائر رد و بقا ہیں معنی یہاں عدم قدرت علی الکذب کا بر بنائے کمال ہونا بالاسے طاق الٹا بر بنائے عیوب نقص ہے، کہیں عدم عقل، کہیں بحر آلات، کہیں لحوق مغلوبی، کہیں عروض آفات، پھر ایسا عدم کذب اگر ہوگا تو مورث ذم ہوگا نہ باعث مدح، یہ وجہ ہے کہ اسی صورت میں سب کتب سے تعریف میں کرتے نہ وہ جاہلانہ و سفیانہ خیال کہ عیب پر قدرت نہ ہونا مانع کمال، اب ختم الہی کا ثمرہ کہ سفید جاہل کو خدا و مجاہد میں فرق نہ ہو جا، اس کا عدم کذب اس کے کمال عالی معنی بوجہیت و قدوسیست بلکہ نفس اوبہیت سے ناشی کہ الوہیت اپنی حد ذات میں ہر کمال کی مقتضی اور ہر نقص کی منافی اور ان کا عدم کذب عیوب و نقائص پر مبنی، پھر کیسی پر بے سر سے کی کوری یا سینہ زوری کہ عیب کمال کو کمال نقص پر قیاس کرے اور اینٹوں پتھروں کے عیوب و نقائص ہر کمال بل مجہ کے ذمے و حرے، جاہل پر ایسی نظیر دینی لازم تھی جس میں عدم کذب با آنکہ کمال سے ناشی ہوتا پھر بھی یست عدم امکان مدح نہ سمجھا جاتا، و فی سہ ذلک، اب جو اس کا حامی بنے سب کو دعوت عام دیکھئے کہ ایسی نظیر دھونڈ کر لاؤ، فاسد

لہ تفعلوا ولن تفعلوا (پھر اگر نہ کر سکو گے اور ہرگز نہ کر سکو گے۔ ت)

لہ فرائح الرحمت بذیل المستصفیٰ الاصل الثانی السنۃ عشرات الشریف الرشی قم ایران ۱۰/۲

سہ القرآن الکریم ۱۲/۲

تنبیہ دوم: اقول اس سے زاد قہر ہے کہ اپنا کچھ خود نہیں سمجھتا، نظریں دسے کہ بالحد کہہ کر آپ ہی خلاصہ مطلب یہ نکلتا ہے کہ عدم کذب اگر بیانا سے بجز جو قوم و مملکت مدح نہیں، معلوم ہوا کہ ان نکتہ پر میں تحقیق بجز و تصور پر مطلع ہے، پھر باری عز وجل کے عدم کذب کو ان سے ملتا ہے حالانکہ وہ ان عیب و منقبت پر عدم قدرت نہ تھا بجز نہیں بلکہ عین کمال و مدحت اور معاذ اللہ داخل قدرت ماننا ہی سبب نقص و ذمت، یہ تقریر کافی و کافی طور پر مقدمہ رسالہ و نیز رد ثالث، جذبان اول میں گزری اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ بجز جب ہے کہ جانب عامل تصور و کی ہو جیسے اسے سفیر ان تیری نظروں میں کہ گنگ و سنگ اپنے نقصان کے باعث بجز سچ کچھ نہیں بول سکے نہ کہ جانب قابل کا تو ہر کفایت قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا، جس طرح جناب باری عز وجل کا کذب وغیرہ تمام عیب سے منزہ ہونا اسے ہرگز کوئی مسلم عاقل بجز گنگی نہ کرے گا۔ یارب مگر ابن حزم سا کوئی افعال اہل یا ان حضرت صاحب اہل وصال، وبالله الصمدۃ عن مواقع النزول والحمد لله الامیر لاجل (پہلے کے مواقع سے اللہ ہی کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے اور تمام حمد اللہ غالب و برگی ترک کے لئے ہے۔ ت)

بکہ اندر یہ صرف نظر پر تازیانوں کا دوسرا عشرہ کا طریقہ، بلکہ خیال کیجئے تزیان یکساں مسئلہ کے متعلق سعادت شریف پر سات تازیانے اور گھر سے۔ تازیانہ اول میں دوسرا۔ ثلث اقول (میں پھر کہتا ہوں۔ ت) جس نے حضرت کا تناقض کیا، اور دوم و سوم کے بعد کی تنبیہات اور بشتم کا ثانیہ اور اس کے بعد کی دو تنبیہیں، یہ ساتوں جہان کا تازیانے کے لئے حقیقتہ عشرہ اولی میں چودہ اور ثانیہ میں تیرہ، کل تیس تازیانے یہاں تک ہوئے پہلے وقت کے تین اور پچیس جلیے کہ تیس کا عدد جو دونوں تنزیہ سبقت میں بھی ملحوظ رہا ہے پورا ہو جائے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا شدید کامل جس سے جان پالی مشکل جو آپ کا خلاصہ مطلب کہو لے اصل مذہب سرچڑھ کر بولے وبالله التوفیق و افاضۃ التحقیق (توفیق اور حصول تحقیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ت)

تازیانہ ۲۸: اقول وبالله التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ ت) شاطریا نے اگرچہ بظاہر اخرا سے جمال کہ عوام اہل اسلام اپنے رب ذوالجلال والاکرام کے حق میں صریح دشنام سُن کر بھڑک نہ جائیں، مطلب دلی کے روئے زشت پر پردہ ڈالنے کو براہِ تہذیب کہہ دیا کہ اصل اہل مذہب نجد یہ ہے، یہ کلمات بڑا دسے کہ "کذب مذکور آدھے منافی حکمت اوست پس متفق بالغیر ست" (یاں کذب مذکور اس کی حکمت کے منافی ہے لہذا یہ کذب متفق بالغیر ہے۔ ت) مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جو شش پر آیا اور نظری دینے کا شوق گرایا تو کچھ بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الہی میں اصلاً اقتدار بالغیر کا کوئی نہیں قطعاً جزاً جائز و قوی ہے جس کے دقت میں استعمال عقلی و شرعی و کنہ استبعاد عادی کا بھی

نام و نشان نہیں، ثبوت لیجئے اگر اس کے مذہب میں کذبِ باطنی ملے بالذات و محنت بالغیر ہوتا تو نظیریں وہ دیتا جن میں متنب بالذات ہو کہ دیگر جہاں اہتمام ذاتی ہوتا ہے ہم کذبِ باطنی مدح نہیں ہوتا اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے تو اس کے حق میں امتناع ذاتی نہیں، مگر برخلاف اس کے مثلیں وہ دیں جن میں امتناع ذاتی کا پتہ نہیں، مثلاً جس کا منہ بند کر لیں یا گل گھونٹ دیں اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو بظاہر کہہ بولنے پر یقیناً قادر اگر بالفرض امتناع ہے تو اس عارض کی وجہ سے تو نہ ہوا مگر امتناع بالغیر امام نجدیہ اسے بھی مانع مدح بیان کر باری عزوجل سے صراحتاً سلب کرتا ہے، پھر کیوں منافقہ کہا تھا "متنب بالغیر مست" (کذب باری تعالیٰ متنب بالغیر ہے۔ ت) صاف کہا ہوتا "اصلاً امتناع بالغیر ہم بہرہ نداشت" (امتناع بالغیر سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ت) اسے حضرت ابوہریرہؓ نے پہلے ہی میں آخری وجہ آدمی کی نظیر لیجئے جن اُخرس تو انسان ہے، جادو کے لئے بھی کلام محال شرعی بلکہ نہیں صرف محال عادی ہے کتب حدیث دیکھئے بطور فرق عادت ہزار بار پتھروں جادوؤں سے کلام واقع ہوا، ہزار بار ہو گا قریب قیامت آدمی سے اس کا کوئی باتیں کرے گا، جب اہل اسلام ہو دیند کو قتل کریں گے اور وہ پتھروں و ریتوں کی آرائیں گے شجر و حجر مسلمان سے کہیں گے اے مسلمان آئیہ میرے پیچھے ہو دی ہے۔ اسی طرح سیدالمصطفیٰؐ تعالیٰ علیہ وسلم سے گونجنے کی کلام کرنا، ریت میں واردہ اور داخل ہونا ہے۔

وقالو لجلودھم لعلہ شہدا تم عینہا ق لہوا
نطق اللہ اذی انطق کل شئ
دی۔ وہ بولیں گی ہمیں اس اللہ نے بولایا جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی۔

اگر کلام جادو و اُخرس متنب بالغیر یا محال شرعی ہوتا، زہار و قلع کا نام نہ پاتا کہ ہر متنب بالغیر کا وقوع اسی غیر یعنی متنب بالذات کے وقوع کو مستلزم، تو وقوع نے ظاہر کر دیا کہ صحت و صحت عادت ہے وجب وقوع کلام ثابت اور ان کے استعمال کذب پر ہرگز کوئی دلیل عقلی نہ شرعی، تو یقیناً اس کے لئے بھی جواز و قوی جو امتناع بالغیر کا منافی قطعی، اب جھوٹ بہادر استدلال کرتا ہے کہ ایسا عدم کذب مفید مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل میں مدح ہے تو جہرم وہاں ایسا عدم بھی نہ ہوگا، اتنا تو اس کے کلام کا منطوق صریح ہے، آگے خود دیکھ لیجئے کہ اُخرس و جادو میں کیسا عدم تھا جس کو باری عزوجل میں نہیں مانتا، زہار نہ امتناع عقلی تھا نہ استحالة شرعی بلکہ صرف استبعاد عادی تو بالفرض و ملائے بیابان اپنے رب میں کذب کو مستبعد بھی نہیں جانتا، العظمت بالآخر لازم قول قول ٹھہرے تو اس کے بڑھ کر کفر جل اور کیا ہے، مگر یہ جسی احتیاط اللہ عزوجل نے ہم اہلسنت ہی کو عطا فرمایا، اہل بدعت خصوصاً نجدیہ کو

یہ شخص جن کا معلم و امام ہے کفر و شرک کو ٹکے سیر کئے ہوئے ہیں، بات سمجھے اور کفر و شرک پہنچے، اگر حذو سیفینہ
میسۃ مشتبہ (اور برائی کا بدی اسی کی برابر برائی ہے۔ ت) کی ٹھہرے تو یک ہم ان کے ایسے صریح کفریات
پر بھی فتویٰ کفر دیتے، مگر الحمد للہ یہاں ادفع بالحق ہی احسن (برائی کو بھلائی سے ٹال۔ ت) پر عمل اور
کلمہ طیبہ کا ادب پیش نظر ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کلمہ واسلے کو
حتی الامکان کفر سے بچاتے ہیں، والحمد للہ رب العالمین۔

تاریخ ۲۹: اقول منافع حکمت کے سبب کذب کو نہ بانی متنبہ بالغیر کہنا اس مسیخ کا صریح تناقض ہے
شے متنبہ بالغیر جب ہو سکتی ہے کہ کسی عمال بالذات کی طرف منجر ہو ورنہ روم ممکن کا ممکن کرنا لازم آتا
انتفاع حکمت اگرچہ اہل سنت کے نزدیک متنبہ بالذات مگر ان حضرات کے دین میں بالیقین ممکن کہ خسر
سلب حکمت ایک عیب و منقصت ہے اسلئے تمام عیوب و نقائص کو صحت مان چکا پھر کس منہ سے کہتا ہے کہ
منافع حکمت باعث افتناع بالغیر ہوئی، الحمد للہ اہل بدعت کے بارے میں اس طرح سنت باری تعالیٰ ہے
کہ انہیں کے کلام سے انہیں کے کلام پر حجت و الزام قائم فرماتا ہے
و منها علی بطلانہا نسوہد

(ان میں سے ان کے بطلان پر شواہد موجود ہیں۔ ت)

سچ کہا ہے،

دروغ گو یا حافظ نہ باشد
(مجھ نے شخص کا حافظ نہیں ہوتا۔ ت)

تاریخ ۳۰: اقول سبحان اللہ! ہم یہ ثابت کر رہے ہیں کہ امام الطائفہ نے افتناع بالغیر محض
تقیۃً، حقیقتہً اس کا نہ سبب جواز و قوی ہے، مگر غور کیجئے تو وہاں کچھ اور ہی گل کھلا ہے، امام و ماموم، خادم
و مخدوم، سارا طائفہ طوم کذب الہی کو واقع اور موجود گار دیا ہے، صراحتہً کہتے ہیں کہ کذب مقدور اور
بلا شہدہ مقدوریت کذب مقدوریت صدق کو مستلزم، کما دللنا علیہ فی الدلیل السادس و
الثانی (جیسا کہ اس پر ہم نے چھ بیسیوں دلیل میں اشارہ کیا ہے۔ ت)، اور امام الطائفہ نے
توصات بتا دیا کہ برماییت مصلحت صدق اختیار فرمایا، اب کتب عقائد ملاحظہ کیجئے، ہزار در ہزار قاتل تھریں

میں گی کہ جو کچھ باعتبار صادر ہو قدیم نہیں تو لازم صدق الہی حادث مظہر اور برہاد ازل میں معدوم اور ازل کیے
 نہایت نہیں، تو بالیقین لازم کہ ازل غیر متناہی میں ہوئی قائلے سچا نہ رہا ہو اور جب سچا نہ تھا تو معادۃ اللہ ضرور
 جھوٹا تھا لہذا انفصال لحقیقی بینہما (کیونکہ ان دونوں کے درمیان انفصال حقیقی ہے۔ ت) پھر
 فلاں طشت کا چہرہ زشت چھپانے کو کیوں کہتے ہو کہ کذب الہی ممکن ہے، کیوں نہیں کہتے کہ خدا سے جو ہم طائفہ
 ملوم کروڑوں برس تک جھوٹا رہ چکا ہے، پھر اب بھی اپنی پرائی آن پر آئے تو کیا ہے، تعالیٰ اللہ سبحانہ
 یقولون علو کسید (اللہ تعالیٰ اس سے بہت بالا ہے جو یہ ظالم کہتے ہیں۔ ت)
 تا زیانہ ۳۱ میں نے بار بار قصہ کیا کہ تازیانوں میں دس میں تیس برس کروں مگر حبیان حضرت کی شونیں
 بھی مائیں وہاں تو سے

زمنہ صدق تا قدم ہر کیا کہ سے بستگرم کو شمشہ دامن دل می کشد کہ جا این جاست
 (سرک مانگ سے لے کر قدم تک ہر جگہ پر نظر ڈالو دامن دل ہر جگہ کے بارے میں کہے گا غلہ)

یہی ہے۔ ت)

اسی رسالہ یکروری میں عبارت مذکورہ سے دو سطر اور دو سطر کیوں تو وہاں تو خوب ہی سانچے ہیں، طے
 ہیں یہاں دوسرے مذہب کے جمال مطلب پر پردہ نقیہ تھا وہاں حضرت بے نقاب چلے ہیں، اعتراض متب کر
 اگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام اوصافہ کمالہ میں حضور کا شریک من حیثہ شریک
 ممکن ہو تو خبر الہی کا کذب لازم آئے کہ وہ فرماتا ہے،
 ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

لیکن اللہ کے رسول اور انبیاء کے آخری ہیں (ت)
 اور وصف خاقیت میں شرکت ناممکن، حضرت اس کا ایک جواب یوں دیتے ہیں،

بعد اختیار ممکن است کہ ایشان را فراموش گردانید
 بعد اختیار کے بعد یہ ممکن ہے کہ اس آیت کریمہ کی بھول ہو جائے
 شود پس قول با مکان وجود مثل اصلا فتح بتکذیب نص
 تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل کے وجود کے
 ان نصوں مگر دو سلب قرآن مجید وصف ازال
 امکان است داخل تحت قدرت الہیہ، کہ قال اللہ
 تبارک و تعالیٰ شئت لئن اذہبت
 چاہیں تو آپ کی طرف سے کہی جی کو اس میں پھر آپ ہمارے
 بالذم او حیث الیہ شکم لا تجد لک

بہ علیہ دیکھا

پس کوئی دکالت کرنے والا نہ پاتے۔ (ت)

حاصل یہ کہ امکانِ کذب ماننا تکذیبِ قرآن کو اسی صورت میں مستلزم کہ آیاتِ قرآن بھی محفوظ رہیں حالانکہ ممکن کہ اللہ تعالیٰ قرآن ہی کو فنا کر دے۔ پھر تکذیب کا سبب کی لازم آئے۔

اقول ایہا المؤمنون اذیکم صاف صریح مان لیا کہ خدا کی بات واقع میں جھوٹی ہو جسے تو پر مینے اس میں کچھ حرج نہیں، حرج تو اس میں ہے کہ بندے اسے جھوٹا جانے، یہ اسی تقدیر پر ہو گا کہ آیات باقی رہیں جن کے ذریعہ سے ہم جان لیں کہ خدا کی فانی بات جھوٹی ہو نہ اور جب قرآن ہی جو ہو گیا پھر جھوٹی پڑی تو کسی کو جھوٹ کی خبر بھی نہ ہوگی تکذیب کوئی کرے گا، غرض سارا ڈر اس کا ہے کہ بندوں کے سامنے کہیں جھوٹا نہ پڑے واقع میں جھوٹا ہو جائے تو کیا پروا، انا للہ وانا الیہ راجعون (ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا ہے۔ ت) اسے سفیرِ طوم! یہ تیرا خدا ہے جو ہم جو گا جو بندوں کے طعموں سے ڈر کر جھوٹ سے بچے اور ان سے پورا چھپا بہلا بھیج کر خوب پیٹ بھر کر بولے جہاں آسمان خدا بالذات ہر عیب و منقصت سے پاک ہے کہ کذب وغیرہ کسی نقصان کو اس کے سر پر نہ نہایت تکمیل بار ممکن نہیں اور جو افعالی اس کے ہیں عا شاؤہ ان میں کسی سے نہیں ڈرتا، یفعل اللہ ما یشاء (اللہ جو چاہے کرے۔ ت)۔ یہ حکوہا پرینک (حکم فرمانا ہے جو چاہے۔ ت) اس کی شان ہے، اور یسیر عیال یسیر وہ یسیر (اس سے ہیں پڑھا جاتا جو وہ کرے اور ان سب سے سوال ہو گا۔ ت)۔ اس کے جلالِ عظیم کا بیان لہ الکبریٰ و فی السموات والارضین، سبحانہ و تعالیٰ عما یصفون (اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں، پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔ ت)

تاریخہ ۳۲: رب جلیل کو غل کا خوف ماننا حضرت کا قدیمی مسلک ہے، تقویتِ الایمان میں بھی بحسبِ شفاعت میں فرما گئے، آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے

۱۷	رسالہ یکورہ (فارسی)	شاہ محمد اسماعیل	خاروقی کتب خانہ ملتان	ص ۱۷
۱۷	۰	۲۴/۱۳		
۱۷	۰	۱/۵		
۱۷	۰	۲۳/۲۱		
۱۷	۰	۳۴/۳۵		
۱۷	۰	۱۰/۶		

دلوں میں ایسے آئین کی قدر رکھتے نہ جانتے۔ "العقلۃ کذا" اسفید جہول نے خدا کو بھی دارا و سکندر یا ہمایوں و اکبر سمجھا ہے کہ اپنی مرضی پوری کرنے کو لوگوں کے لحاظ سے جیلے ڈھونڈتا ہے، "الابعد الذقورہ العظیمہ" (دور چوں ہے انصاف لوگ۔ ت)

تازیانہ ۳۳، قولہ "سلب قرآن مجید بعد ازالہ مکن ست" (نزدول کے بعد قرآن مجید کا سلب مکن ہے۔ ت)

اقول اسے طرفہ معجون جلد بہ عادت قرآن مجید اللہ عز و جل کی صفت قدیرہ اذلیہ ابدیہ ممتنع الزوال ہے، نہ اس کا وجود اللہ عز و علا کے امانہ و اختیار و خلق ایکاد سے نہ اس کا سلب و اعدام اللہ تعالیٰ کی قدرت میں و نہ اپنی ذات کریم کو بھی سلب کر سکے مقتضائے ذات بے انتہائے ذات متقی نہیں ہو سکتا۔

تازیانہ ۳۴، قولہ کہ قال اللہ تعالیٰ "اس کا قول" جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ت) اقول کیا خوب، کہاں ذاہب کہاں مسلوب، مگر آپ کو قرین معنوی مرغوب۔

تنبیہ: وہیات یہ گمان نہ کرنا کہ سلب سے مراد قلب سے زوال ہے، اذلاً جس ضرورت سے اس طرف جیتے وہ حضرت کے باطل خلاف ذہب کہ یہ شخص صفات باری کو عظیمہ مخلوق و اختیاری مانتا ہے، جیسا کہ علم الہی و صدق ربانی کے پار سے ہیں اس کی تقریکیں نہ سے اذیل نقل کیں اور حیات حیز و مخلوق و مقدر ہے اس کی ذات کا سلب بھی ممکن، تو برخلاف مسلک قائل تاویل قول غلط و باطل۔

ثانی: ہم نے تزیہ دوم میں بدلال ثابت کر دیا کہ صدق کو اختیاری ماننے وال قطعاً قرآن عظیم کو حادث مانتا ہے اور بیشک ہر حادث قابل فنا۔ پھر اس کے نزدیک فنا سے قرآن یقیناً جائز۔

ثالث: خاص یہاں بھی حضرت کا مطلب ان کی جاہلانہ نظریں جسمی نکالے گا کہ قرآن مجید فی نفسہ معدوم ہو سکے کہ جب خبری نہ رہی تو کاذب کیا ہوگی ورنہ مجرد سہو ہو جانا ہرگز منافی کذب نہیں ہو سکتا، کیا لایخفی فاعرف (جیسا کہ مخفی نہیں پس اپنی طرح جان لو۔ ت)

تازیانہ ۳۵، اقول بغرض محال اگر سلب قرآن ممکن بھی ہوتا ہر جناب سفاہت مآب کا جواب عجیب قطعاً نا جواب۔ معترض نے لزوم کذب سے استحالہ قائم کیا تھا، نہ لزوم تکذیب سے، اور بیشک اس تقدیر پر لزوم کذب سے اصلاً مفر نہیں کہ خبر جب خلاف واقع ہو تو اس کا منطوق عالم سے اعدام مانع کذب قائل نہ ہوگا، مانا کہ خبر معدوم ہوگئی، اس کے بعد اس کا خلاف واقع ہوا تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت ہی

سے تقریر ایمان الفصل الثالث فی ذکر رد الاشراک فی اشرف مطبعہ علمیہ کراچی دروازہ ۷، ص ۲۲

سکے المستدرک الکریم ۳۴

سکے رسالہ یک روزہ (فارسی) شاہ محمد اسماعیل فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۷

کہ کذب اس وقت اسے عارض ہوتا جس کے لئے وجود معروض درکار تھی، وہ جس وقت موجود تھی اسی وقت جو جرم غفلت واقع کا دہ بختی گو طور پر کذب بعد کو بیا کبھی نہ ہو، اب انسان ہی میں دیکھئے اس کا کلام کہ عرض ہے اور عرض علمائے مسکین کے نزدیک صالح بقا نہیں، فوراً موجود ہوتے ہی معدوم ہو جاتا ہے، یا ایسے مجرب اس کا خلاف واقع ہوتا ہے، کہتے ہیں فلاں کی بات جھوٹی تھی، غرض اس نفیس جواب ملائے عجیب اور ان دو ہڈیاں تباہ و خراب کی قدر ان کے مثل مجاہدین ہی جانتے ہوں گے، یا معاذ اللہ عفو الہی بشرط صلاحیت کام نہ فرمائے تو اس کی سچی قدر اس دن کھلے گی یوم یقوم الناس لرب العالمین (جس دن سب لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے۔ ت)

الحمد للہ، یہ حضرت کی چند سطری تحریر پر بالفعل پیفتیس کورسے ہیں اور پانچ ہزار اول پر گزرے تو پورے چالیس تازیانے ہوئے، واقعی معلم طائفہ نے بغلامی معلم الملکوت ہمارے مولیٰ پر کذب و عیوب کا افتراء سے معفوت کیا، اور شرع میں افتراء کی سزا آتی کورسے مگر غلام کے حق میں آدمی حد فقیہان نصف ما علی المحصنت من العذاب (توان پر اس سزا کی آدمی ہے جو آزادہ عورتوں پر ہے۔ ت) تو چالیس کورسے نہایت بجا واقع ہوئے، اللہ عز و جل سے آرزو کہ قول فرماتے اور ان تازیانوں کو تہنیت کے حق میں نکال دے عفو بہت قابل کے لئے ہر بیت و غیر۔ بل سنت کے واسطے قوت و استقامت بنائے آمین یا ارحم الراحمین! بیشک ہماری طرف کے علماء شکر اللہ مسطیہ الجلیل نے حدیث کے بیانیہ دوم کی بھی ضرور دھجیاں لی ہوں گی مگر اس وقت تک فقیر کی نظر سے اس بارے میں کوئی تحریر نہ گزری جو کچھ حاضر کیا بعد اللہ سب القائے رہائی سے کہ بعد ضعیف پر نفیس طیف سے فائز ہوا امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ العزیز اس بیسٹ جیل وہ جیل پر نقد جیل حصہ خاص فیروزہ نیل ہے۔

عسے بلکہ مذہب تقابری بھی مدعا حاصل، لفظی غیر قرار کا انعام تو ہی ہر اور نفسی نسبت مخطوطہ بالا ارادہ ملحوظ بقصد اللہ وہ کا نام ہے اگر ظاہر کہ ارادہ افادہ دائم نہیں اور جو کچھ بعد کہ محفوظ رہے صورت علیہ ہے نہ کلام نفسی، معہذا بحالت لسیان وہ بھی زائل، علاوہ بری رواج، انسانی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی، مگر قطعاً ممکن الانعام اس کے ساتھ اس کے سب صفات معدوم ہو سکتے ہیں ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فَلَهُ الْمَنَّةُ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَحَسْبُكَ اللَّهُ
رَبُّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ
أَجْمَعِينَ - آمِينَ !

ہر وقت و ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی ہی حمد ہے اور حمد
ہے تمام جہانوں کے پروردگار کی، صلوٰۃ و سلام
رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور
آپ کے آل و اصحاب تمام پر، آمین ! (ت)

تشریح چہارم علاج جہالات جدیدہ میں

أَقُولُ وَبِحَوْلِ اللَّهِ أَصُولُ أَيُّهَا الْمُسْلِمُونَ (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں
اے اہل اسلام ! - تم) امکان کذب الہی کو خلف و عید کی قرآن بانٹا اور اس میں اختلاف اللہ کی دہر سے
امکان کذب کو مختلف قیماں ایک تو اقراء وہ سرے کتابے نزہ بیشک مسئلہ خلف و عید میں بعض علماء بجانب
جواز گئے اور محققین نے منع و انکار فرمایا، مگر حاشا نہ اس سے امکان کذب ثابت، نہ یہ علمائے مجوزین کا
مسک بلکہ وہ اس سے ہزار زبان تبری و تحاشی کرتے ہیں، پھر ان کی طرف امکان کذب کی نسبت سکت
کذب و بتم جہالت جس کے بہتان واضح البطلان ہونے پر بیج قاہرہ قائم۔

حجت اولیٰ، یہی نصیر ناظر کہ تشریح اول میں گزرے جس سے واضح کہ کذب باری محال ہونے
پر اجماع قطعی مسقط تمام کتب کلامیہ میں جہاں اس مسئلے کا ذکر آیا ہے صاف تصریح فرمادی کہ اس پر اجماع و
اتفاق علماء ہے یا بے حکایت خلاف اس پر جزم فرمایا ہے۔

حجت ثانیہ، اقول طرفیہ کہ جو علماء مسئلہ خلف و عید میں خلاف بتاتے ہیں وہی استحالہ
کذب پر اجماع نعل فرماتے ہیں جس شرح مقاصد میں ہے۔

ان المتأخرين منهم يجوزون الخلف ان میں کے متاخرین خلف و عید جواز مانتے
فی الوعيدیہ ہیں۔

اسی شرح مقاصد میں ہے :

عہ تنبیہ ضروری : خوب یاد رہے کہ اس ساری تشریح اور اس کے مناسب تمام مواضع رسالہ
میں ہمارا رد کے سخن ان ناقصوں خامروں کی طرف نہیں جنہیں عروسان منصفہ امامت طائف نے اپنے
بھولے چہروں کا نقاب بنایا ہو بلکہ صرف مخاطب ان تھے متبعین نمازہ مقدمہ اول سے ہے جو کتاب پر تقریظ
لکھیں اور اس کے حرف بحرف صحیح و مسلم ہونے کی تصریح کریں، والسلام ۱۲۱۷ھ۔

لے شرح المقاصد المبحث الثانی اتفقت الائمة علی العفو عن الصغار دار المعادہ النہالیہ پڑ ۲/۲۳۷

پھر بعد ذکر ہدیت اسے عرف و کلام عرب سے مزید کیا کا نقل اخذی اسماعیل حقی فی روح البیان (ج ۱) کو، نام اسماعیل حقی آخندی نے روح البیان میں اسے نقل کیا ہے۔ ت) وہی علامہ جلالی فرما چکے :
الکذب عیبه تعالیٰ بحال لا تشمله القدسۃ۔ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے قدرت الہی میں داخل نہیں۔

مگر یہ علماء خود اپنا لکھا نہ سمجھتے تھے کہ باہم متکلام چہروں میں ایک کا جواز دوسرے کا استعمال کیونکر مان لیتے اور اپنے کلام سے آپ ہی تناقض کرتے ہیں اب صد ہا سال کے بعد ان حضرات کو کشف ہوا کہ مذہب کے معنی وہ تھے جو خود اہل مذہب کی فہم میں نہ تھے۔

تجست رابعہ ، اقول افسوس ان ذی ہوشوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ علماء مسلک جواز کا محصل و بنی کیا ٹھہراتے اور اس تفریع شنیع یعنی اسکا کذب کو کیوں کر طرطرح سے دفع فرماتے ہیں، یہاں ان سے جہش و جہر نقل کرتا ہوں،

وجہ ۱: وجہ سے مقصود انشاء تخریف و تہدید ہے، نہ اخبار، تو میرے سے احتمال کذب کا محل ہی نہ رہا مسلم اثبوت اور اس کی شرح فرائح الرحمن میں ہے،

الضعف فی الوعد جائز فان افسر العقول السلیمة بعد وہ فصل لا یقتضون الوعد فان الخلف فیہ نقص مستحیل علیہ سہجۃ ہونہ ہان یعد اللہ تعالیٰ خبرہو صادق قطعی لا یمکن الیکذب ہنالک، و اعتدس ہان کو نہ خبر لم تنوع علی ہو انشاء للتو یفید فلا ہاس ح فی الخلف یش (ملخص) لیس دیدہ میں نصب رہے کہ سلیم عقول اسے خبری گنتی ہیں، زعیب، اور وہ وہ میں جائز نہیں کہ اس میں خلف عیب ہے اور عیب اللہ عز و جل پر محال۔ اس پر اعتراض ہو کہ اللہ تعالیٰ نے وعید بھی ایک خبر سے ترقیہ پتی کہ باری جل و علا کا کذب محال، اور عذر کیا گیا کہ ہم اسے خبر نہیں مانتے بلکہ انشاء تخریف ہے تو اب خلف میں حرج نہیں۔ (ملخص)

دیکھو! خلف وعید جائز مانتے والوں سے استعمال کذب الہی کا صراحتہ اقرار اور اس کے امکان سے ہزار زبان اجتناب و انکار کیا اور اپنے مذہب کی وہ توجیہ فرمائی جس نے اس احتمال باطل کی گنجائش ہی نہ رکھی، پھر معاذ اللہ امکان کذب ماننے کو ان کے سر باندھنا کیسی وقاحت و شوخ چٹھی ہے۔

وجہ ۲: فرماتے ہیں آیات وعید آیات عفو سے مخصوص و مقید ہیں، یعنی عفو و وعید دونوں میں دار و توان کے ملانے سے آیات وعید کے یہ معنی ٹھہرے کہ جنہیں معاف نہ فرمائے گا وہ سزا پائیں گے، جب یہ معنی خود قرآن عظیم ہی نے ارشاد فرمائے تو جواز خلف کو معاد اللہ امکان کذب سے کیا علاقہ رہا؟ امکان کذب تو جب نکلتا کہ جزا سخت وعید فرمائی جاتی اور جب خود مستحکم جمل و علائق اسے مقید بعدم عفو فرما دیا ہے تو چاہے وعید واقع ہو یا نہ ہو ہر طرح اس کا کلام یقیناً صادق جس میں احتمال کذب کو اصلاً دخل نہیں، یہ وجہ اکثر کتب علماء مثل تفسیر سیفناوی، انوار التنزیل و تفسیر عمادی، ارشاد العقل السلیم و تفسیر حقیر روح البیان و شرح مقاصد وغیرہ میں اختیار فرمائی، لطف یہ ہے کہ خود وہی رد المحتار جس سے حدیثی جدیدہ غیر مستدی و رشیدیہ مسئلہ خلاف نقل کیا، اسی رد المحتار میں اسی جگہ اسی قول جواز کے بیان میں فرمایا، حاصل ہذا، لقول جواز التخصیص لیسما
 دل علیہ اللفظ بوضع اللفظ من العموم
 اس قول کا حاصل یہ ہے کہ نصوص وعید میں جو ظاہر لفظ اپنے معنی لغوی کی رو سے عموم پر دلالت کرتا ہے
 کہ جو شخص ایسا کرے گا یہ سزا پائے گا، اسی میں تخصیص جاتے۔

یعنی عام مراد نہ ہو بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جس پر جنہیں کوئی نئی حدیب فرمائی ہے، ایمان سے کہنا اسی رد، مختار میں ہمیں یہ تقریب صریح تو نہ تھی جس نے اس تفریع خبیث و قبیح کی صاف بیخ کنی کر دی آج تک کسی مائل نے بھی عام مخصوص نہ ابھڑا کذاب کہا ہے، ایسے عام تو قرآن عظیم میں اس وقت بکثرت موجود، پھر امکان کذب کیوں مانو، صاف نہ کہہ دو کہ قرآن مجید میں (خاک بہرین مستحاک) جایگا کذب موجود ہے، واہ شایاش! رد المحتار کی عبارت سے اچھا استدعا کیا کہ آدمی نقل اور آدمی نقل، پھر بھی دعویٰ شد و دیانت باقی ہے، ذرا آدمی خدا سے تو کیا کرے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

وجہ ۳: اگر بالفرض کوئی شخص مفید تخصیص و تقيید وعید نہ بھی آتا، ہم کریم کی شان یہی ہے کہ غیر متروک غلاموں کے حق میں وعید بنظر تنہید فرمائے اور اس سے یہی مراد لے کہ اگر ہم معاف نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، خلاصہ یہ کہ قرینہ کرم تخصیص و تقيید وعید کے لئے بس ہے اگرچہ تخصیص قولی نہ ہو۔

اقول وہ یہ حاصل قرآن انحصار بالخاص میں کہتا ہوں، اس سے قصداً انحصار بالخاص ہو گیا
 بخلاف ما سبق فهو خاص بمذہب بخلاف ما سبق کے، وہ صرف اسی شخص کے مذہب کے

من یحیر الذی والافصال وھذا جاہلاً موافق ہے جس نے تراخی والافصال کو جائز رکھا ہے
یعنی مذہب لکل۔ اور یہ تمام مذہب پر جاری ہے (ت)

یہ وہ وجہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ حیاں رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ حاشیہ
شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی۔

حیث قال لعل مرادھم ان الکفر اذا احبب
ما لو عید فلا یثب نہ ان یبنی اخبار علی
المشیئة وان لہ صرح بذلک بخلاف
الوعد فلا کذب ولا تبدیل لہ

یعنی امید ہے کہ خلف وعید جائز ماننے والے یہ
مراد لیتے ہیں کہ کرم جب وعید کی خبر دے تو اس کی
شان کے لائق یہی ہے کہ اپنی خبر کو مشیت پر مبنی
رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرمائی بخلاف
وعدہ کے تو خلف وعید میں نہ کذب ہے نہ بات بدلنا۔
مسلمانوں کو دیکھا کہ خلف وعید جائز ماننے والے اس تفریع ناپاک سے جو مدعی بیباک نے گھڑی کس قدر
دور بھاگے اور کس کس وجہ سے اسے علانیہ رد کرتے ہیں پھر اپنی جھوٹی بات بنانے کے لئے ناگروہ گناہ ان کے
سراپا الزام مشدید بانہ ہوتا کس وجہ حرجت و بے حیائی ہے، قال لہ سبحانہ و تعالیٰ

ومن یکسب خطیئۃ او اثم ثم یوم بہ
مریثا فقد احتل بہا واثما جبینا

اور جو کوئی خطایا گناہ کماٹے پھر اسے کسی بے گناہ
پر تحویپ دے اس نے مزار بہتان اور کھسلا
گناہ اٹھایا۔ (ت)

حجت خامسہ، اقول مجوزین خلف وعید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری
عز اسمہ نے فرمایا،

ان الله لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون
ذلک لمن یشاء یتیمہ

اسی رد المحتار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی مقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا،
ادلة المشتین النی من اصحاب قولہ تعالیٰ اثبات کریزوں کی مضبوط ترین دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

لہ حاشیہ الحیاں علی شرح العقائد النسفیہ مطبع اصح المطابع مبنی (انڈیا) ص ۱۲۱

لہ القرآن الکریم ۱۱۲/۴

لہ ۱۱۶/۴

ان الله لا يعصم ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك **ترجمہ** جیسا کہ اللہ تعالیٰ کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جیسے چاہے گا بخش دے گا (ت)

یوں ہی اس کی ماخذ علیہ شرح خیر امام عقی ابن امیر الخلع میں ہے اور پڑھا ہر کہ دعویٰ دلیل پر متفرع اور اس کے مفاد کا تابع ہوتا ہے، سبحان اللہ! جب بوازع خلف خود ارشاد مکمل یا نوعیہ جل مجدہ کی طرف مستند کہ اس نے فرمایا ہم جسے چاہیں گے بخش دیں گے۔ تو دلیل اسکا کذب کہ اصلاً راہ نہیں دیتی مگر مدول میں زبردستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا اس جہالت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علماء اپنے دعویٰ و دلیل کی بھی سمجھ نہ رکھتے تھے کہ حلف تو اس معنی پر جائز نہیں جسے اسکا کذب لازم اور دلیل وہ پیش کریں جو اس معنی کی بالکل قاطع و حاسم، خدا را اپنی جہالتیں، مفاہتیں علماء کے سر کریں باندھتے ہو، صر

اس آگے سے ڈریئے جو خدا سے نہ ڈرے آگے

لہ! انصاف! اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہ جرم کرے گا یہ سزا پائے گا اور ساتھ ہی اسی فرمان میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے، تو کیا اگر وہ بعض جرموں سے درگزر کرے تو اپنے پہلے حکم میں مجبوراً پڑے گا یا اس آئین کی قدر لوگوں کے دلوں سے گھٹ جائے گی، جیسا کہ وہ احمق جاہل دعویٰ کرتا ہے یا اگر کوئی شخص بدیں، اس وہ سب سے ارشاد دے تا یہ کہ کہے کہ بادشاہ نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور نہیں کہ ہر کسی کو سب بکڑی بھی سکتی ہے تو کیا اس کے قول کا حاصل یہ ہوگا کہ وہ بادشاہ کا کذب محفل ماننا ہے، ذرا آدمی کچھ سوچ کر تو بات منہ سے نکالے، سبحان اللہ! جس رد القمار سے سند لائے اسی میں وہیں اسی بیان میں اسی صفحہ میں وہ صاف وہ شہن نصیحی موجود جن سے اس تفریع نپاک کی پوری قلمی مکتی ہے جہالت ایک ذرا سا فکر اعلیٰ کر لائیں اور باقی بالکل مبہم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین و دیانت ہے، اسی پر دعویٰ رُشد و ہدایت ہے، مگر حضرات و ہایر عادت سے مجبور ہیں، فعل عبارت میں قطع و برید اب صاحبوں کا دایم قدیم رہا ہے یہاں تک کہ ان کے تشکیکوں نے رسالے کے رسالے جی سے گھر کر ملائے سابقین کی طرف نسبت کر دیئے، انتہا یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تکرار مطالبہ تمام عالم میں ان کے وجود کا پتا نہ دے سکے، فقیر کے بعض احباب سلمہ اللہ تعالیٰ نے رسالہ شیعہ المصطفیٰ علی ادیان الافراد اسی باب میں لکھا اور اس میں ان حضرات کے عائد و اکابر کی بیڑا سو سے زیادہ ایسی ہی عبارتوں، بددیانتیوں کا ثبوت دیا۔ واقعی حضرات نجدیہ نے ایک حدیث صحیح عربیہ کے عمل کو جس بھی ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا لم تستحي فاهنم ما شئت (جب کوئی بے حیا ہو جائے تو وہ جو چاہے کرے۔ تامل
بے حیا باش و انچه خواہی کن

(بے حیا ہو جا پھر جو چاہے کرتا رہ۔ ت)

حجت سادسہ، اقول امام غزالیؒ رازی تفسیر گیر میں فرماتے ہیں،

قال ابو عمرو بن العلاء لعمر بن عبید، ما تقول
فی اصحاب الکبائر؟ قال اقول ان الله منجز
ایعادہ کما هو منجز وعدہ، قال ابو عمرو واند
مرحل اعجم، لا اقول اعجم السام و
لکن الحمد لقلب، ان اعرب تعد الرجوع عن
الوعد لو صاوع الا یعاد کما، و المعتزلة
حکو ان با عمرو بن العلاء لما قال هذا الکلام
قال له عمرو بن عبید یا اب عمرو وھن لیس
الله کذاب نفسه، فقال لا، قد عرفت ان
عبید فقد سقطت حجتک، قالوا فانقطع
ابو عمرو بن العلاء وھدی انه کان لابی عمرو
ان یجیب عن هذا السؤال ان هذا انما یلزم
لو کان الوعد ثابتاً جزماً من غیر شرط و
عندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم
الھو، فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب
فی کلام الله تعالیٰ مخصصاً۔

یعنی امام ابو عمرو بن العلاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمرو بن
عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا اہل کبائر کے بارے
میں تیرا کیا عقیدہ ہے؟ کہا میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ
اپنی وعید ضرور پوری کرے گا جیسا کہ اپنا وعدہ
بیشک پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا تو غلطی ہے
میں نہیں کہتا کہ زبان کا غلط جملہ کلمہ ہے، عرب
وعدہ سے رجوع کو نالائق جانتے ہیں اور وعید سے
درگزر کو کرم، معتزلہ حکایت کرتے ہیں۔ اس پر عمرو
نے جواب دیا کہ نہ کوئی ذات کا جھٹلاسنے والا
ٹھہرائے گا، امام نے فرمایا نہ عمرو نے کہا تو آپ
کی حجت ساقط ہوئی، اس پر امام بند ہو گئے،
امام رازیؒ فرماتے ہیں میرے نزدیک امام یہ جواب
دے سکتے تھے کہ اقراض واجب لازم آئے کہ وحید
یعنی بلا شرط ہو اور میرے مذہب میں توسعہ عید کا
عدم غلو سے مشروط ہیں تو خلف وحید سے معاذ اللہ
کلام الہی میں کذب کہاں سے لازم آیا۔

اب دقل بنظر انصاف غور کرے، اولاً اگر تجویز خلف امکان کذب ماننا ہوتی تو بقیہ و صدق حکایت
امام کا بندہ ہونا کیا معنی انھیں صاف کہنا تھا میں جواز خلف ماننا ہوں تو امکان کذب میرا عین مذہب اور

بر تقدیر کذب معترکہ علمائے اہلسنت کیوں نہیں فرماتے کہ تم نے وہ حکایت گھڑی جو آپ ہی اپنے کذب کی دلیل ہے
مجوزی خلف تو امکان کذب مانتے ہی ہیں، پھر امام اس الزام پر بند کیوں ہو جاتے۔

ثانیہ آگے چل کر امام رازی امام ابن المظاہر کی لغت سے اچھا جواب دیتے ہیں کہ میرے مذہب میں سب
وعیدیں مقید ہیں، سبحان اللہ! جب وعیدیں مقید ہوں گی تو امکان کذب کہہ جائے گا، کیوں نہیں کہتے کہ میرے
مذہب میں کذب ممکن تو الزام ساقط، غرض بے شمار وجوہ سے ثابت کہ مدعی جدید غیر مستدی و رشتید نے علماء کرام
پر جیٹ طوفان باندھا۔

حجت سابعہ، اقول آپ کی سی رد المحتار جس سے ادعا فقرہ نقل کر کے اندر دین پر پوری تہمت
کر دی، اس بحث میں علیہ امام علامہ ابن امیر الحاج سے نقل ہے شروع عبارت یوں ہے:

واقفہ علی الاول صاحب المحلیۃ المحقق بن	صاحب علیہ محقق ابن امیر الحاج نے اول میں اس کی
اصیر الحاج و مخالفہ فی الثانی و حقق ذلک بانہ	موافقت کی ہے اور ثانی میں مخالفت، اور ثابت کیا
مینی علی مسئلۃ شہیرۃ دہلی اندھل یجوز	کہ اس کا نہ ایک مشہور مسئلہ پر ہے اور وہ یہ ہے کہ
الخلف فی الوعید فظاھر ما فی المواقف لم	کیا خلف وعید جائز ہے، تو واقف میں جو کچھ ہے
	وہ ظاہر ہے (ت)

اور ختم یوں ہے: خلاصۃ ما اعدل بہ فی الحلیۃ (یعلیہ میں ان کی طویل گفتگو کا خلاصہ ہے۔ ت) اور یہ
صاحب علیہ غرض مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں، اسی رد المحتار میں ان سے منقول،
الاشبہ ترجیح جواز الخلف فی الوعید فی حق
المسلمین خاصۃ دون الکفار یت

اب ملاحظہ ہو کہ یہی امام علامہ قائل جواز خود آپ کی اس قفریہ کھینچ یعنی امکان کذب کے کیسی سخت
تکاشی کرتے ہیں، اسی علیہ میں بعد ختم بحث کے فرمایا،

وحاشی اللہ انت یزاد بجواز الخلف فی
الوعید ان لا یقع عذاب من املہ اللہ الشکار
یعنی ماشائے خلف وعید جائز ہونے کے معنی نہیں
کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دی چاہی

لے رد المحتار کتاب صلوٰۃ مطلب فی خلف الوعید و حکم الدعاء و ارجاء التراث العربی بیروت ۳۵۱/۱

کے ایضاً

کے ایضاً

اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے جس طرح یہ بالیقین ممکن نہیں کہ اس نے جس کئے لیم کی خبر دی ہو اس کے لئے لیم واقع نہ ہو اور کیوں کر نہ ہو اس کی خبر کا کذب محال ہے۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچے اور عدل میں کامل ہیں، کوئی اس کی باتوں کو بدلنے والا نہیں۔

عذابہ فانہ محال علی اللہ تعالیٰ قطعاً، کما ان عدم وقوع نعیم من امر اللہ الاحباس عنہ بالنعیم محال علیہ قطعاً کیف لا وقد قال تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً ۵ ومن اصدق من اللہ حدیثاً ۵ وتنت کلنت مر بک صدقا وعدلا لا مبدل لکلمتہ ۶

کیوں ایمان سے کہنا یہ وہی علماء ہیں جن پر تم اسکا کذب ماننے کا ستان کرتے، اللہ عیادے۔
حجت ثامنہ لقطع عرق ضلالت ضامنہ، اقول ویاہ، لوفیق وبہ الوصول
 الی ذریہ التحقیق (میں اللہ کی توفیق سے کتابوں اور اس کی توفیق سے تحقیق)۔ کہ کو پایا جاسکتا ہے، علمائے مجوزین کے طریق استدلال و منظر و مآل شہد عدل میں کہ ان کے نزدیک، عفو و عید و مغفرت میں نسبت تساوی اور دونوں جانب سے ترائی کلی ہے، ثبوت سے قریب گزرا کہ انہوں نے اپنے دعوے پر آیہ کریمہ و یغفر ما دویں ذلك لمن یشاء (اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جسے چاہے بخش دے گا) سے استدلال کیا، اور علیہ پھر رد المحتار میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے جیسے ایک آفت لگانے کو ذرا سا ٹکڑا فصل کر لئے، اس میں دلیل کو انصاف و نظرد کل مجوزین کہا اور پھر ظاہر کہ آیت صرف جواز مغفرت ارشاد فرماتی ہے اسی کو انہوں نے جواز خلف پر دلیل ٹھہرایا تو ان کا استدلال برہان قاطع کہ وہ مغفرت کو خلف سے عام نہیں مانتے کہ جواز اعم ہرگز جواز اخص کا مثبت نہیں ہو سکتا، اور عنقریب آتا ہے کہ معتزلہ نے امتناع عفو پر آیات و عید سے تمسک کیا، اس پر ان علماء نے جواب دیا کہ خلف جائز ہے تو لا جرم جواز خلف کو امتناع عفو کا نہ مانا اور نہ ہر جواز اعم امتناع اخص کا مافی نہیں ہو سکتا، تو ان کا یہ جواب دلیل سب کہ وہ خلف کو مغفرت سے عام نہیں مانتے، رہا تب یہ وہ بالبدلتہ اور خود اسی رد و اثبات سے یقین البطلان پس تساوی مستعین اور مراد قیاس، یعنی ظاہر ہو گیا کہ وہ صرف عدم وقوع و عید پوچھ عفو کو خلف سے تعبیر فرماتے اور جائز

ٹھہراتے ہیں کہ یہی مغفرت سے مساوی ہے نہ کہ معاذ اللہ تبدیل قول و کذب خیر کہ عفو سے عزم و خصوص دونوں رکھتی ہے، مثلاً درگزر برینا سے تخصیص نفوس و تقیید و عید واقع ہوئی تو عفو موجود اور تبدیل عفو و اور کسی جرم پر ایک مرتبے شدید کی عید حتیٰ اور ایضاً کے وقت اس میں کمی کی تو عفو عفو و اور تبدیل موجود، اور اگر عفو تخفیف کو شامل کیجئے تو عام مطلقاً سہی بہر حال عفو کہ اس کا مساوی ہے کذب سے قطعاً عام مطلقاً یا من و حساب تو اپنی حالت فاحشہ پر متنبہ ہوئے کہ جواز اعم امکان انھیں کا مستلزم مان رہے ہو حالانکہ عفو عن آثم الحجة و ایضاً صحیحہ۔

حجت تاسعہ قاہرہ قالہ قارعہ بارعہ التبعین و امغہ الکذابین ، اقول
 و بابتہ التوقیع (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) ایسا المسلمون اور اقلب حاضر و کار اس مدعی جدید غیر متدی و رشید نے کذب باری عز و جل کا صرف امکان عقل ہی اللہ دیں کی طرف نسبت نہ کیا، بلکہ معاذ اللہ انھیں کفر صریح کا قائل قرار دیا، پھر الحمد للہ ان کا وہ اس سنت نامی تو کفر و ضلالت کے ناپاک دھبوں سے پاک و منزہ مگر حضرت خود ہی اپنے ایمان کی خیر مائیں یوں رہائیں تو مفصل جانیں، اصل مراد یہ ہے کہ خلف یا میں مسنی کہ متکلم ایک بات کہہ کر پلٹ جائے اور جو خبر دی تھی اس کے خلاف ثل میں لائے، بلاشبہ اقسام کذب سے ہے کہ کذب نہیں مگر خلاف واقع خبر دینا تو اس میں پر خلف کرکس یا سب یا واقع یا واجب جو کچھ ہائے بعینہ ہی حکم کذب کے لئے ثابت ہو گا کہ یہ جانب وجود ہے اور جانب وجود میں قسم قسم کو مستلزم اور عقل احکام قسم سے مقسم پر حاکم کہ اس کا وجود ہے اس کے محال و ناممکن تو لا جرم اس کا امکان اس کے جو راہد اس کا وجود اس کے وقوع اور اس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت و ضلالت سے کلام طہ میں خلف کے یہی معنی سمجھے کہ باری تعالیٰ عیاذ باللہ بات کہہ کر پلٹ جائے خبر دے کر عطا کر دے لہذا جواز خلف پر امکان کہہ کہ مستصر کیا حالانکہ حاشا اللہ عالم میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ مدعا اس مسمیٰ مرد و مخترع عناد کا رد بلین فرماتے اور چراغ خلف کو تخصیص نفوس و تقیید و عید و غیر ہا ایسے امور پر بنا کر نے میں جن کے بعد نہ معاذ اللہ کہہ کر پلٹنا نہ بات کا بدلنا ہائیں امر پر دلائل قاہرہ و قہر کجاست باہرہ سن ہی چکے مگر ان حضرت کو

عن المغفرة وقية شر الذنوب بالكلية آه
 مغفرت گناہوں کے سب سے کیلئے عفو فرما رہنا
 ہے اور ماضی اللہ عنہ (ت)
 ۱۲ ماضی اللہ عنہ۔

یہ مسلم نہیں خواہی تو اہی خلف اسی معنی پر دھالتے ہیں جو ایک قسم کذب ہے تاکہ اس کے جواز سے امکان کذب کی راہ نکالیں بہت اچھا اگر یہی معنی مراد ہوں تو اب نظر کیجئے کہ جواز خلف کے کیا معنی ہیں اور وہ اپنے کسی معنی پر انہ میں مختلف فیہ، سناش جواز صحت یعنی امکان عقلی عمل خلاف نہیں بلکہ قطعاً جواز شرعی و امکان وقوعی میں نزاع

اقول (میں کہتا ہوں) آپ نے ہماری اس گفتگو سے ہوئی اور کری گئے اور علماء کے منقولہ کلمات سے سمجھ لیں گے کہ کلام گنہگاروں کے حق میں مطلق خلف میں ہے، نہ خلف مطلق میں اور نہ ہی حق کفار میں خلف ہے کیونکہ وعید اہلسنت اتفاق ہے کہ ایسی خلف وعید شرعاً محال ہے، دوسری بات (حق کفار میں) تو ظاہر واضح ہے اس پر قرآن عزیز کی تصریح ہے اور تمام امت کا اس پر اتفاق ہے، وہی پہلی بات تو اس پر بھی منقولہ اہل علم نے اجماع نقل کیا ہے، دلیل کے اعتبار سے یہی جواب ہے، اگرچہ مقدمہ نے غلطی غلطی میں اس کے خلاف نقل کیا ہے، ان دونوں میں اگر اختلاف ہو بھی تو محض بطور امکان عقلی ہو گا اس لئے ملاحظہ فرمائیے اس پر محسوس کیا مگر میں اول کے جواز عقلی میں اہلسنت کا اختلاف نہیں جانتا، اور دوسری میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن محققین یہاں بھی جواز پر ہیں اور اس کی محی لغت بہت ہی کم لوگوں نے کی ہے جیسا کہ آگے آ رہا ہے (باقی بر صفحہ آئندہ)

عنه اقول هل عسيت ان تتفطن مما القيت و تلتق عليه من الابهات و نعت و نقل لك من كلمات العلماء ان الكلام في مطلق الحمد في حق العصاة لا الخلف المطلق فيهم ولا الخلف في الكفار لو فاق اهل السمة الوعيدية على اسمايته شروعاً اما الثاني فظاهر واضح وقد نص عليه القران العزيز واجمعت عليه الامة جمعاً و ما الاول فمقتل عليه ايضاً غير واحد و جمع وهو مبوب من حيث نظر و ان نقل العلامة في حاشية العلا في خلافه ففي هذين ان كان لخلاف فلا يكون الا في لامكان العقل ولد احصل عليه العلامة ثم بيد اني را اعلم خلافاً ما بين اهل السنة في جوهر الاول عقله والثاني وان وقع فيه خلاف و لكن المحققين ههنا على الجواز ولم يخالف فيه الا اقل قليل كما سيأتي فالله و قد عن العلامة ثم

قوله والدي وقع، کیونکہ انہوں نے جہاں نزاع مشہور نقل کیا ہے اور محققین کا اس کے کلام میں دونوں مغربہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

عنه قوله فإدعى وقع حيث نقل النزاع المشهور وكون المحققين على المنع

سچ جس کے بعد اقل باغیر بھی نہیں رہتا، دلائل سنئے،

(بقیہ ماثیہ علیٰ صفحہ گزشتہ)

علامہ رشیدی سے جو واقع ہوا یہ اشتباہ ہے جس پر تنبیہ
ضروری ہے اور ہم نے اس کے حاشیہ پر اس کی
وضاحت کر دی ہے اگر ہماری فرض اس مقام پر
تستید کرنا ہوتی تو ہم اس تحقیق کو یہاں کر دیتے،
پھر یہ بات مذہبی ہے کہ عقل عدم مذاہب کا محض
امکان جو شرعاً محال ہے ان جہال کے رد کا ذریعہ
بنا ہے جیسا کہ کسی عقل پر غنی نہیں ہو جائیکہ کسی
فاسل پر غنی ہو، عنقریب اس کی تفصیل و تحقیق دی جائے
دیوبندیہ کے رد میں آ رہی ہے تھوڑا سا انتظار کرو۔
واللہ سسئہ نزلہ من اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ (ت)

اشتباہ یجب التنبیہ له وقد اوضحناه
على هامشه ولو لا ان عرضنا في
المقام لايتعلق بنقصد ذلك
لائين بالتحقيق فيما هالك ثم من البسديهي
ان امكان عدم التعديب عقلاً مع استقلته
شرعاً داخل في الرد على هؤلاء الجهمية
كما لا يخفى على عاقل فصلا عن فاضل و
سلفي عيالك تحقيقه فيما سيأتي في رد
الوهابية لذيوبندية فانتظر والله سبحانه
وتعالى اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ

(بقیہ ماثیہ علیٰ صفحہ گزشتہ)

پر منہ مذکور ہوا اور عقل کی اتباع میں اس نے عقل
جو از ادلی کی ترجیح کو محض محسوس کر لیا تو اسے یہ وہم
ہو گیا کہ اس کے جواز عقل میں اختلاف ہے یہ وہم
شہ یہ ہے محققین تو اس کا انکار کر رہے ہیں اگرچہ
اس کے ہاں محض نزاع کو ترجیح دینا ہے حالانکہ ہم تو اس میں
نزاع کا علم نہیں رکھتے اور یہی عمل نزاع کا گمان کرتے
ہیں اور اگر ہے تو بلاشبہ اکثر ائمہ جواز پر ہیں پھر وہم میں
پڑتے ہوئے آخر تصریح کی کہ محققین کے ہاں صحیح
یہ ہے کہ دوسری صورت عقلاً منہ ہے حالانکہ عادل و نکس
(باقی اگلے صفحہ پر)

في كلامه على هذين الخلفين ونزعم تبعاً
للحجية ان لاشبه ترجيح جو الاول عقلاً
فاوهم ان جو مرة العقل مختلف جيد وادهم
ايها ما اشد وعظم ان المحققين حل انكاره
وان كان لاشبه عندنا ترجيح الجوانس مع ان
لا نظرو فيه نزاعاً اصلاً ولا بعده محصل نزاع
وان كان فلا شك ان عامة الائمة على الجواز
ثم واهم بل صرح اخر ان الصحيح عند
المحققين مع انشائي عقلاً مع ان الامر بالعكس

اولاً اہلسنت بالا جماع اور معتزلہ کا یک فرقہ مغفرت کا یہ بیان کیا کہ اگر دکان و بے قیود مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ نہ فرمائے مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا اہلسنت بالا جماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقعہً اور یہ فرقہ و عید یہ سمجھنا جائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، انھوں نے آیات و عید سے استناد کیا اس کے جواب میں جواز خلف کا مسئلہ پیش ہوا یعنی اسے معتزلہ! تمہارا استدلال تو جب تمام ہو کہ ہم وقوع و عید شرعاً واجب مانتے ہیں وہ خود ہمارے نزدیک جائز الخلف ہے تو عفو پھر جائز کا جائز ہی رہا اور شرعاً وجوب عذاب کہ تمہارا دعویٰ تھا ثابت نہ ہوا۔ امام علامہ قطا زانی شرح مقصد میں فرماتے ہیں:

البحث الثالث في عشو اتفقت الامة وتطوق الكتاب
والسنة بان الله تعالى عفو عفود يعفو عن
الصغار مطلقاً وعن الكبار ثل بعد التوبة
ولا يعفو عن الكفر قطعاً، واختلفوا في
العفو عن الكبار ثل بعد التوبة فجوزها الاصحاب
بل اثبتوها خلافاً للمعتزلة، تملك القائلون
بجواز العفو عقلاً وامتناعه سبباً وهم
البصريون من المعتزلة وبعض البعديين
بالنصوص الواردة في وعيد الفساق واصحاب
الكبار واجيب بانهم داخلون في عمومات
الوعد بالثواب ودخول الجنة على ما مر
والخلف في الوعد لئلا يتيق بالكرام وفاقاً
بغسلاب الخلف في الوعد فانهم

بار میں بحث، اُمت کا اتفاق اور کتاب و سنت
اس پر ناطق ہیں کہ اللہ تعالیٰ صحافت فرمائے وہ
غفور ہے، وہ صغائر تو ہر حال میں معاف فرمادیتا ہے
اور کبار کو توبہ کے بعد، کفر کو قطعاً معاف نہیں فرماتا
بغیر توبہ کبار کی بخشش میں اختلاف ہے، ہمارے
اصحاب (اہل سنت) اس کے جواز کے قائل
بلکہ اس کو دلائل سے ثابت کرنے والے ہیں اس میں
معتزلہ کا اختلاف ہے ان میں سے کچھ نے کہا مطلقاً
عفو کا جواز ہے مگر شرعاً قطعاً ہے، یہ بھری معتزلہ کی
راے ہے، بغدادی معتزلہ ان نصوص سے استدلال
کرتے ہیں جو فساق اور اصحاب کبار کے بارے میں
وعیدیں آئی ہیں، ان کو جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ
وعید ثواب و دخول جنت کی عمومی نصوص میں داخل ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ہے، تو حق یہ ہے کہ نزاع مشہور کا محل جواز شرعی ہے،
علماء کا کلام مطلق خلف میں ہے، حق کی تحقیق ہم آپ
پر عنقریب بیان کریں گے، واللہ العالیٰ ۱۲ منہ
رمی اللہ عنہ (ت)

الحق ان معص النواع المشہور وهو الجواز الشرعی
وکلامهم هو في مطلق الخلف وتحقیق الحق
في محصه ما سلف علیہ واللہ العالیٰ ۱۲
منہ رمی اللہ عنہ۔

مہربان بعد اکر ما ائہ مدقظا۔ جیسا کہ گز چکا ہے، اور وعدہ میں خلف ایسا قابلِ ملامت علی ہے جو بالاتفاق کریم کے مناسب و لائق نہیں بخلاف وعید کے کہ اسے اکثر کرم ہی شمار کیا جاتا ہے۔ اہم قطعاً۔ (ت)

دیکھو علماءِ ماسخ جو از خلف سے عذاب کے وجوب شرعی کو دفع فرماتے ہیں اور وجوب شرعی کا مقابل نہیں مگر جواز شرعی اگر صرف امکانی عقلی مراد ہو تو وہ ان معتزلہ کے مذہب سے کیا منافی اور ان کی دلیس کا کیونکر نافی ہوگا، وہ کہہ سکتے تھے کہ واجب عقلی ہے جو تم امکان عقلی کا قصہ پیش کرؤ تو ثابت ہوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جواز فرماتے ہیں۔

ثانیاً محققین کہ جواز خلف نہیں مانتے، آیہ کریمہ یبدل القول لدئی (میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ ت) سے استدلال کرتے ہیں کہ فی شرح عقائد النسفی و شرح العقائد لکبیر و عین ہمد (جیسا کہ شرح عقائد نسفی، شرح فقہ اکبر اور دیگر کتب میں ہے۔ ت)، اور پُر ظاہر کہ آیت میں نفی وقوع صرف استعمال شرعی پر دلیل ہوگی نہ کہ انتحاح عقلی پر، تو لازم کہ وہ علماء جواز شرعی مانتے ہوں ورنہ محققین کی دلیل محل نزاع سے محض اجنبی اور امر زامی کی نافرمانی ہوگی وہ نہ کہہ دیں گے کہ اس سے صرف استعمال شرعی ثابت ہوا وہ ممکن عقلی کے کتب خلاف سب جس کے ہم قائل ہیں۔

ثالثاً واحدی نے بسیط میں آیہ کریمہ انتک لا تحلف الیعداء (جیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ ت) سے صرف وعدہ مراد لیا اور وعید پر عمل کرنے سے انکار کیا کہ اس میں تو حلف جائز ہے۔ تفسیر کبیر میں فرمایا،

احتج الجب فی ہذا الایة علی القطع بوعد العساق (ثم ذکر احتیاجہ والاجوبۃ عنہ الی ان قال) و ذکر الواحدی فی البسیط طریقۃ اخری، فقال لہ لا يجوز ان یحمل ہذا علی مبدء الاولیاء دون وعید الاعداء جہاتی نے وعید فساق کی قطعیت پر اسی آیہ مبارکہ سے استدلال کیا (پھر اس کا استدلال اور اس کے جوابات ذکر کئے پھر کہا) اور واحدی نے بسیط میں ایک اور طریقہ ذکر کرتے ہوئے کہا یہ کیوں جائز نہیں کہ اسے وعدہ اولیاء پر محمول کر لیا جائے نہ کہ وعید اعداء پر

لہ شرح المقاصد المبحث الثانی عشر دار المعارف النعمانیۃ، لاہور ۲۳۵/۲ تا ۲۳۶

سکۃ القرآن الکریم ۲۹/۵

سکۃ ۱۹۴/۳

لان خلف الوعيد كرم عند العرب الخ۔
کیونکہ خلف و عید عربوں کے ہاں سسر یا کرم
ہوتا ہے۔ (د ت)

نظاہر ہے کہ علمائے مجوزین اگر صرف امکان عقلی مانتے تو آیت میں اس عمل کی انہیں کیا حاجت تھی کہ انکشافے شرعی
جواز عقلی کے کچھ منافی نہیں۔

سراپے کا تکرار جواز کے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ خلف و عید صرف کئی مسلمین جائز ہے نہ کجی کفار، عبادت بخیر
لاشہ ترجیح بقول بجواز الخلف فی الوعيد۔
حق المسلمین خاصة دون الکفار الخ۔
مختار یہ ہے کہ خلف و عید کا قول مسلمانوں کے ساتھ خاص
ہے نہ کہ کفار کے لئے۔ (د ت)

ابھی بجا رہا تھا رد المحتار گزری، مگر میں اس کی جگہ اور تحفہ پیش کروں، مختصر العقائد میں ہے،
اسلم الله والناس حسيدة وله ان يفعل
بهم ما يريد ولكن وعد ان لا يعذب احدا غير
اسب وان لا يخذل المؤمن المذنب في النار و
يستحيل ان يعطى في ميعاده وكذا الوعد ان
يعذب المؤمن المذنب من ما لا يكره مود
ولكن قد يعفو عن المؤمن المذنب ولا يعذبه
لانه تكريم وتفصيص ميراث الوعيد، اصابى حق
الکفار فلا يكون العفو وان كان تکرما و تفصلا
قال الله تعالى ولو شئت لاتيب كل نفس هداها
ولكن حق القول منى الآية، اخبرنا انه لا يعمل
مع، کفار الا بطريق العدل الخ
اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو ہدایت دیں لیکن میرا قول حق ہے الآية، اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ کفار
کے ساتھ صرف عدل کا معاملہ فرمائے گا۔ (د ت)

۱۔ نتائج الغیب (التفسیر البکیر) تحت آیت ان الله لا یخلف الميعاد المطبعة البهية المصرية مصر ۱۹۶/۷
۲۔ رد المحتار بحوالہ الحلیة مطب فی صفت الوعيد وحکم الکفار بالمعفرة دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۳۵
۳۔ مختصر العقائد

روح البیان میں ہے :

اللہ تعالیٰ لا یغفر ان یشرک بہ فینقض وعیدہ فی حق المشرکین ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء فیجوز ان یخلف وعیدہ فی حق المؤمنین لہ
 اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا تو مشرکین کے حق میں وعید جاری و ساری رہے گی اور اس سے نیچے کو معاف فرمادیتا ہے جس کو چاہے، تو پہل ایمان کے حق میں غلط وعید جاری نہ ہوگی۔ (ت)

سبحان اللہ، اگر صرف امکان عقل میں کلام ہوتا تو وہ باجائز اشعار بلکہ جاہل اہلسنت حق کفار میں بھی حاصل وہو التحقیق یعلم اللہ یشاء وبحکم ما یرید (اور یہی تحقیق ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ ت) شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے،

اتھقت الامة ان الله تعالیٰ لا یعفو عن الکفر قطعا وان جاز عقل او منہ بعضهم ایجازا لعقلی ایضا لانه صحائف الحکمة لتفرقة بین من احسن عایة الاحسان ومن اساء غایبة الاساءة وصحفه طاهر بن محمد۔
 اُمت کا اتفاق ہے کہ کفر کو قطعاً معاف نہیں کیا جائیگا اگرچہ اس کا عقلی جواز ہے اور بعض نے توجہ از عقل کا بھی انکار کیا ہے کہ انتہائی نیکی کرنے والے اور انتہائی برائی کرنے والے کے درمیان فرق کرنے کی حکمت کے خلاف ہے اور اس کا شائبہ ہی ہر ہے اور طحطا (ت)

اسی میں ہے :

عند شذوذة لا یجوزون العفو عنهم فی الحکمة بلکہ
 ایک گروہ کے ہاں یہ ہے کہ وہ حکمت کے طور پر کفار سے معافی کو جائز نہیں سمجھتے۔ (ت)

لا جرم بدلائل قاطعة ثابت ہو کہ قاضی جواز جواز شرعی لیتے اور خلف کے اقتناع بالغیر سے بھی انکار رکھتے ہیں، اب تم نے خلف کے وہ معنی لئے جو ایک قسم کذب ہے تو قطعاً لازم کہ تمہارے زعم باطل میں ان علماء کے نزدیک کذب الہی نہ صرف حلف بلکہ شرفاً بھی جائز ہو جسے اقتناع بالغیر سے بھی بہرہ نہیں یہ صریح کفر ہے، لعلہ بالشریہ العالمین۔ امام علامہ قاضی عیاض قدس سرہ شفا شریف میں فرماتے ہیں،

من دان بالوحدانية وصحة السبوة و
 جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبوت کی حقانیت اور

روح البیان المجلد السادس العشرون سورة ق مائیدل تعالیٰ کے تحت الحکمة الاسلامیہ ص ۱۶۵/۹
 شرح المقاصد المبحث الثاني عشر دار المعارف النہالہ پور ۲۳۵/۲
 ۲۳۸/۲

بیتہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و لکن
جو نہ علی لایبیا، لکذب فیما اتوا بہ الذی فی ذلک
المصدقۃ بنعمہ امر لعید، عجاہم و کافرو
ہا جماع

ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا استناد
رکھتا ہوا ایسے ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر
ان باتوں میں کہ وہ اپنے رب کے پاس سے لائے
کذب جائز مانے خواہ ہر علم خود اس میں کسی مصلحت کا
ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالا جماع کافر ہے (ت)
سبحان اللہ! حضرات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام پر کذب جائز ماننے والا بالاتفاق کافر ہوا،
جناب باری عز وجل کا جواز کذب ماننے والا کیونکر بالا جماع کافر و مرتد نہ ہوگا، اب تو جانا کہ تم نے اپنی جہالت و
وقاحت سے کفر و اسلام میں تمیز نہ کی اور کفر خالص پر معاذ اللہ ائمہ دین میں نرا سا ٹھہرا دی، سبحان اللہ! یہ فہم
فعاہست یہ دین و دیانت اور اس پر عالم رشید بلکہ شیخ مرید بننے کی ہمت تھا
آدمیاں تم شہنہ ملک خدا خیر گرفت
(آدم ختم ہو گئے اللہ تعالیٰ کے ملک پر گدھے سے قبضہ کر لیا۔ ت)

ذرا یہ مقام یاد رکھئے کہ آپ کو خاتم میں اس سے کام پڑتا ہے، واللہ المستعان علی ما تصفون،
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی اعصم

حجت عامہ ظاہرہ بامہ زاہرہ قاہرہ امیر بادھی من قسینہا الاولی،
اقول وبالله استویق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) جنوز میں نہیں اگرچہ علماء مسئلہ خلف میں بلفظ
جواز تعبیر کر رہے ہیں، مگر عقل صافی و نظروافی نصیب ہو تو کھل جائے کہ وہ جس معنی پر خلف جائز کہتے ہیں اس معنی پر نہ صرف
جائز بلکہ بالیقین واقع مانتے ہیں تو تمہارے زعم غیث پر قطعاً لازم کہ ائمہ دین کذب الہی کو یقیناً واقع و موجود بالفعل
جانتے ہیں، اس سے بڑھ کر کفر جلی اور کیا ہوگا، دلائل لیجئے،

اولاً ہم ثابت کر آئے کہ خلف و غنویں کے نزدیک مساوی ہیں، اور ایک مساوی کا وقوع وقوع مساوی
دیگر کو قطعاً مستلزم خواہ مساوی فی التحقق ہو یا فی الصدق کہ اولیٰ کا تو عین منطوق تکلف فی الوجود اور ثانی اس سے
بھی زیادہ داخل فی المقصود، فان الانفکاک فی الوجود انفکاک فی الصدق مع شئ نرائد (کہہ کر وجود میں
انفکاک صدق میں انفکاک ہی ہے بلکہ شئی نرائد کے ساتھ ہے۔ ت) لیکن غنویا بالیقین واقع ابھی شرح مقاصد

سے گزرا جو نہ الا صحی ببل ابشوتہ (اصحاب اسے جائز بلکہ اسے ثابت کرتے ہیں۔ ت) تو ثابت ہوا کہ وہ علیاً
جسے خلف وعید کہتے ہیں یقیناً واقع، اب تم خلف کو اس معنی ناپاک پر عمل کرتے ہو تو معاذ اللہ کذب الہی کے بالیقین
واقع و موجود ہونے میں کیا کلام رہا۔ صدق اللہ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ نے پہنچ فرمایا۔ ت) :

فانہما لا تعصی الا بعصا
ولکن تعصی القلوب التي في الصدور
میشک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں وہ دل اندھے بنتے
ہیں جو سینوں میں ہیں۔

والعباد انہ سبحانہ و تعالیٰ (اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی پناہ۔ ت)

ثانیاً قیمن تسادی سے قطع نظر بھی کیجئے تاہم آیہ کریمہ و بعض ما دون ذلک (شرک سے نیچے معاف
فرما دے گا۔ ت) ان کا استدلال دلیل قطع کہ خلف عضو سے خامی یا مبایں ہیں لا جوہ مساوی نہ سہی تو عام ہوگا
بہر حال وقوع مغفرت و وقوع خلف اور تمہارے طور پر وقوع خلف و وقوع کذب کو مستلزم ہو کہ کذب ہی یقینی الوقوع
بٹھرسے گا اور کیا اگر اہل کے سر پر سینک ہوتے ہیں۔

ثالثاً مختصر العقاید کی عبارت گزری کچھ دیر نہ ہوئی جس میں خلف و بد کو محال ٹھکر کر ویدہ مسلمین کے بارے
میں دیکھ لیجئے کیا لفظ کما یحوسن ان یترک الوعید (وہی کافر کہ نہ جانتے ہیں۔ ت) نہ کہا بلکہ صاف صاف
یترک الوعید (ویدہ کو ترک کر دیا۔ ت) مرقم کیا پھر توبت مسا میں کیا کلام رہا۔

رابعاً ان دلائل قاطعہ عقیدہ کے بعد تمہاری کجی کے لائق قاطع نزاع و واقع شغیب یہ ہے کہ امام
محمد محمد ابن امیر الحاج عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی جلیہ میں جو اسی ردالمحتار کی جس سے آپ ناقل (اس مقام میں)
ماخذ ہے صاف بتا دیا کہ خلف ویدہ صرف عضو سے عبارت ہے، اب آپ ہی بولتے آپ کے مذہب میں عضو بالیقین
واقع ہے یا نہیں، اگر ہے تو وہی خلف ہے اور تم خلف کو اصل کذب کہتے تو اپنے خد کو یقیناً کاذب کہہ چکے یا
نہیں، علیہ کی عبارت یہ ہے :

الدعاء المذكور لیتمر انہ یحوز الحلف
فی الوعید و طاهر المواقف والمقاصد
و ما ذکر اسی بات کو مستلزم ہے کہ خلف ویدہ
جائز ہے، مواقف اور مقاصد کے ظاہر سے ہی

۲۳۵/۲	دارالمعارف الشہادۃ لاہور	المبحث الثانی عشر	شرح المقاصد
		۴۶/۲۲	سۃ القرآن الکریم
		۱۱۶/۴	سۃ
			سۃ مختصر العقائد

ان الاشاعرۃ قائمۃ بہ لانه لا یعد نقصا بل
جود او کرم و لہذا مدح بہ کعب بن زہیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم حدیث قال ۛ

یثبت فی رسول اللہ او عند فی
والعفو عند رسول اللہ ہا رسول

معلوم ہوتا ہے کہ اشاعرہ اس کے قائل ہیں کہ اگر اسے
نقص نہیں بلکہ جوہر و کرم شمار کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے
حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس کے ساتھ مدح کرتے ہوئے کہا
مجھے بتایا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے وہی سننا رکھی ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے عفو کی ہی امید ہے۔ (مت)

دیکھو اترہ مدح بالعفو کو مدح خلف و حید قرار دیا، اسی طرح تم بحث میں قول ابن نہایت مصری،
الحمد للہ الذی ادا وعده وفی و اذا اوعده عفا۔
تمام حمد اللہ کی جو وعدہ کر کے وفا فرماتا ہے اور جب
وعدہ سناتا ہے تو معاف فرمادیتا ہے (مت)

کر اسی باب سے ٹھہرایا اب بھی خروج حق میں کچھ باقی رہا، یہ دوسرا مقام یاد رکھنے کا ہے کہ تم نے صراط و قنوط و
وہ دکنڈ بالی کہ اتہ البسنت کا مذہب جانا اور ایسے کفر شنیع وارثہ و فقیع کو اہل حق کا ایک اختلافی مسئلہ مانا
کذلک یطہر اللہ علی کل قلب حکیم جب میں دیکھوں
یوں ہی اللہ تعالیٰ ہر مشکور اور جابر دل پر فرسہ
ثبت فرماتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد
القہار (مت)

بآئکہ بکہ اللہ بکج قابو و بیات باہر شمس و امس سے زیادہ روشن و آجین ہو گیا کہ علماء جس معنی پر خلف
جا تر مانتے ہیں، حاشی اللہ! اسے امکان کذب سے اصلاً علاقہ نہیں ان کے نزدیک خلف بمعنی عدم الاعتداع
و حید بوجہ تجا و زور کم ہے کہ عین عفر یا عفر کا مساوی و ملازم، اور یہ معنی نہ صرف جاتز بلکہ باجاء البسنت بلاشبہ
واقع رہا، خلف بمعنی تبدیل قول و تکذیب خبر جس کے جواز پر امکان کذب متفرع ہو سکے، ہرگز ان علماء کی مراد نہ
عالم میں کوئی عالم اس کا قائل بلکہ وہ بالاتفاق یک زبان و یک دل اس سے تیری و تحاشی کامل کرتے اور کہہ رہے ہیں
کے استعمال قطعی و امتناع عقلی پر اجماع تام رکھتے ہیں، اول سے آخر تک ان کے تمام کلمات و محاورہ راست
و جوہر مناظرہ و طریقہ برد و اثبات ہزار ہزار طور سے اسی امر پر شاہد عدل و ناطق فصل و قد طہر علی حکم

ذی عقلی (اور یہ عقلمند پر ظاہر ہے۔ ست) اور امام ابن امیر المومنین نے تو بجز اللہ یہ امر قائم و جوہ مخفی کر دیا کہ خود جواز خلف کو راجح مان کر اس معنی ناپاک تراشیدہ مدعی بیباک کی وہ بیجا کئی فرمائی جس کی غریب سے شرق تک خبر آئی، یونہی امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں یا آنکہ کلام امام ابو محمد حسن العلار قائل جواز خلف کی وہ کچھ تائید کی جو اد پر گزر چکی، جب معنی تبدیل کی فوجت آئی جس پر ان حضرات نے تفریع کی ٹھہرائی اسس پر وہ شدید و عظیم نیکر فرمائی کہ کچھ بھی جاہل پر قیامت دعا کی، اسی تفسیر میں فرماتے ہیں،

التعبارة اخوز على الله الخلف فيه فقد جرد
لکذب على الله تعالى وهذا خطأ عظیم بیل
يقرب من ان يكون كفر فان العقلاء اجمعوا على
انه تعالى منزلة عن الکذب ومعلوم ان هذا
هذا الباب بيقضي الى الطعن في القرآن وکل
اشريعة الله صحیحاً۔

یعنی جب جبر میں خلف افتد تھے پر جائز رکھا جائے تو
جیشک کذب الہی کو جائز مانا ہوگا، اور یہ سنت خطا
ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے اس لئے کہ تمام
عقلاء (یعنی نہ صرف اہل اسلام بلکہ کچھ دالے کافر
بھی) اتفاق کئے ہوئے ہیں کہ باری تعالیٰ کذب سے
منزہ ہے، اور معلوم ہے کہ اس دروازے کا کھولنا
قرآن مجید اور مذاہب شریعت میں طعن تک سے جائز نکالنا منع

بس خدا کی شان ہی شان مطر آتی ہے، روئے دشمن، پانی، بھائی مسائل میں دھیان علم و دیانت و
رشد و مشیت انوار سے عوام و طبیس مرام کو یوں دیدہ و دانستہ کو سفر تی بن جاتے اور خوف خالق و شرم خلاق سب
کو یک دست سلام کر کے انہریں پر یوں کھلے بتان جیتے طوفان اٹھاتے ہیں سے

چشم باز و محسوس باز و ایس ڈکا خیرہ ام در چشم بندے خدا
(آنکھیں کھلو، کان کھلو، اسے بندہ خدا! اس سے آنکھیں خیرہ ہیں۔ ست)
فان کنت لا تدري فتلك مصیبة وان کنت تدري فالتصیبة اعظم
(اگر تم نہیں جانتے تو یہ مصیبت و پریشانی ہے اور اگر جانتے ہو تو اس سے بڑھ کر آزمائش ہے)

بس زیادہ کہوں صراحت اس کے کہ اللہ ہر ایت و سے، آمین!
تبیین طیبہ: الحمد للہ تحقیق ذرہ علیا کو پہنچی اور عیاروں و طراروں کی افرا بندہ اپنی سزا کو اب صرف یہ امر قابل نتیجہ
رہا کہ جب خلف معنی تبدیل کے استعمال پر اجماع قطعی قائم اور معنی مساوی عنو بالا جماع جائز بلکہ واقع تو
علمائے مجریزین و محققین انصاف میں نزاع کس امر پر ہے، اقول و باللہ التوفیق و یہ العروج علی

اوج التحقيق على الخبير سقطت (میں کتا ہوں اللہ کی توفیق سے، اور اس توفیق سے
 باخبر کو تحقیق کی بندہ یوں پر عروج حاصل ہوتا ہے۔ ت) ہاں منشاء نزاع اس اطلاق خلف کی تجویز ہے
 مجوزی نے خیال کیا کہ خلف وعید معاذ اللہ کسی عیب و منقصت کا نشان نہیں دیتا بلکہ عہد و کرم پر دلیل ہوتا ہے اور
 عمل مدح و ستائش میں بولا جاتا ہے و لہذا ابا جعفر عرب سے اس پر استناد کرتے ہیں۔ قائل قائلہم
 (ان میں سے کسی کا قول ہے۔ ت) سے

و انی و انت اوعدتہ او وعدتہ لم تخلف ابعادک و منجز موعدی
 (اُمیں نے اے وعید سنانی یا اس کے وعدہ کیا تو اپنے وعید کا خلاف اور وعدہ کو پورا کرنا نہ والا ہوں۔ ت)
 وقال آخر (اور دوسرے نے کہا۔ ت) سے

اذا وعد التردد انجز وعده وان اوعدا فالفو مانعه
 (جب خوشحال لوگوں سے وعدہ کیا تو وعدہ پورا کر دیا اور جب فقراء کو وعید سنائی تو عفو اس کے
 مانع ہو گیا۔ ت)

بنا بر آں خلف وعید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ معنی محال یعنی تبدیل معال کا موم اور یہاں ایہام
 محال بھی منع میں کافی، لکن لفظ وعید فی مسئلہ معقد العذر ایسا کہ ہم نے مسئلہ معقد العذر میں
 اس پر تصریح کی ہے۔ ت) اور اس کے ساتھ وقوع تعدد صرف مخلوق میں ہے خالق عز و جل کا ان پر تیس
 صیح نہیں لا جو ہم اس تجویز سے تماشائی کی۔

خلاصہ یہ کہ آیات وعید میں بظہار علم و عدم وقوع ایک صورت خلف میں ہے اگرچہ بنظر تخصیص و تفسیر حقیقت خلف
 سے قطعاً منزه، مجوزی اسی خلف صوری کو خلف وعید سے تعبیر کرتے اور اسے جائز کہتے ہیں کہ مفید مدح ہے اور محققین
 سے فرماتے ہیں کہ ہم نقص و قدر ہے ورنہ اگر خیال معنی کیجئے تو بلا شبہ وہ جس امر کو خلف کہتے ہیں قطعاً بالا جاتا
 جائزہ واقع، و لہذا علامہ شہاب الدین خاچی مصری نے نسیم الریاض شرح شہادت امام قاضی عیاض میں
 مسئلہ خلف کو الحسنات کا اتفاقی قرار دیا اور اس میں خلاف صرف معتزلہ کی نسبت کیا،

حيث قال ابو عبد الله لا يجوز تخلفه عند المعتزلة
 لقوله باه يجب على الله تعالى تعذيب
 لعاصي به
 جہاں کہا کہ وعید کا تخلف معتزلہ کے ہاں جائز نہیں کیونکہ
 ان کا یہ مذہب ہے کہ عاصی کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ
 پر لازم ہے۔ (ت)

پُر ظاہر کہ اس نسبت کا منشا ہی ظہری معنی ہے کہ صنی مقصود و مجوزین کے جواز میں واقعی اشیائے معتزلہ ہی کو خلاف ہے اہلسنت میں کوئی اس کا منکر نہیں، جس طرح صنی کذب و تبدیل کے بطلان و انتہاء پر اہلسنت بلکہ اہل عمل بلکہ اہل عمل کا اجماع ہے جس میں کسی فرقہ کا خلاف معلوم و ظاہر نہیں۔ یہ ہے بحمد اللہ محل نزاع کی تحریر انیق و تقریر بدیشی، والحمد لله ولی التوفیق علی الہام التحقیق و اس شاد الطریق (حمد ہے اللہ تعالیٰ کے لئے جو حق و تحقیق اور رہنما طسیرینی کی توفیق کا مالک ہے۔ ت)، امام مفتی مفتی ملا علی نے اسی علیہ میں جواز خلف مان کر صنی کذب و تبدیل سے وہ تھامشی عظیم فرمائی جس کی نقل حجت سابقہ میں گزری پھر تصریح مراد کی یوں ارشاد کی،

المراد بالوعد صورۃ العہود بالوعد صون
مستلک جواز خلف میں وعید سے صورت عہد مراد ہے
امیں یہ بالخطاب ہے
کہ بظاہر حکم سب مخالفوں کو شامل نظر آتا ہے۔
یعنی تنہا الفاظ وعید پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے کہ جو ایسا کریں گے سب نرا پائیں گے پھر جبکہ یہ لفظ ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بظاہر وعید مختلف ہوئی حالانکہ وہ علوم صوری تھا، نہ تحقیق کہ حقیقت میں علومات وعید آیات مشیت سے مختصب تھی، جس کا حاصل یہ کہ ہم صاف نہ فرمائیں تو نرا ہوگی بس اس قدر حاصل خلف ہے جسے معاذ اللہ کذب و تبدیل سے کچھ علا لا نہیں، پھر اس مراد مقصود کی تحقیق فرما کر ارشاد کرتے ہیں،
ثم حیث کان المراد هذا الوجه ترك طلاق
یعنی جب معلوم ہو گیا کہ جواز خلف سے صرف اس
جو ان الخلف فی الوعد والوعد دفعا لایہام
قدر مراد ہے نہ وہ کہ معاذ اللہ امکان کذب کو
ان یکون المراد منه هذا المحال ہے
راہ دے کہ کذب و تبدیل تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے پر
مستحیل، تو مناسب یہی ہے کہ وعید یا وعید کسی میں جواز خلف کا لفظ نہ بولیں کہ اس سے کسی کو اس معنی محال کا وہم نہ گزرے۔

واقعی امام ممدوح کا گمان بجا تھا، آخر دیکھئے نا کہ اس چودھویں صدی میں جہاں سنہاء کو وہ دم آڑے ہی آیا، والیلا باللہ سبحانہ و تعالیٰ۔ پھر فرماتے ہیں،

واسما وافتحہم علی الاطلاق لشہرة
ہم نے جو اس لفظ کے اطلاق میں ملائے سب بقیں کا
المسئلة بینہم بهذا الترجمة و
ساتھ دیا اس پر باعث یہ تھا کہ مسئلہ ان میں اسی

نستغفر الله العظيم من كل ما ليس فيه طاعة الله۔ ہم سے شہرت رکھتا ہے اور ہم اللہ عزوجل سے مغفرت
چاہتے ہیں ہر اس بات کی جو اسے پسندیدہ نہیں۔
سفیر جاہل دیکھے کہ اس کے اسکا بن کذب کے شوٹے کدھر گئے،

قل جاء الحق و ساقطت الاباطيل و ما كان من قوم الا ابل و ما كان من قوم الا ابل و ما كان من قوم الا ابل
کائنات ہو قاتل۔

فقیر طہر اللہ تعالیٰ لہے جو فقیہ المونی سبجنازہ و قالی اس مقام کی زیادہ تحقیق حواشی شرح عفت اند
و شرح مواقف پر ذکر کی اگر محافت تطویل نہ ہوتی تو ان نفائس جلید کو زیر گوش سامعین کرتا، و فیما ذکرنا کفایۃ و
المحمدیۃ و فی الہدیۃ (جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا وہی کافی ہے، محمد ہے اللہ تعالیٰ کی جو ہدایت کا مالک ہے۔ تا)
عرض اس مقدمہ سے زائد کسی امر کو مکمل نزاع ٹھہرانا خود ان کے مقتضائے کلام و مقال و تمسک و استدلال سے
جد اپڑانا اور توجیہ القول بالایضی بہ قائلہ کرنا اور ان کے اجماعیات قاطعہ سے منکر ہونا اور ان مہالک شنیعہ
مناجح فظیہ کا ان کے ذمے باندھنا ہے جن سے وہ ہزار جگہ تصریح صریح تبری کرتے ہیں اور واقعی بھلا اللہ
بارہا دیکھا ہے کہ ائمہ اہل سنت میں جو مسئلہ اصول مختلف قرار پایا ہے اگرچہ بعض ناظرین ظواہر الفاظ
سے دھوکا کھائیں مگر عندہ المتقین اس کا حاصل راساً علی یا ایسی ہی کسی جلی بات کی طرف راجع ہوا ہے
یہ ایک فریق کے دوسرے پر الزامات حقیقہ اپنے معنی مراد پر الزام ہیں جس سے دوسرے کا ذہن خالی نہاس
نی مراد سے انھیں تعلق نہ اسے دیکھ کر کوئی عاقل یہ وہم کر سکتا ہے کہ وہ امر جس کا الزام دیا گیا فریقین میں مختلف فیہ
ہے بلکہ یہ تو عام الزامات حقیقہ معنویہ میں بھی نہیں ہوتا چرچے صوریہ و فظیہ میں الزام اسی امر سے دیتے ہیں جس
کا بطلان متقین علیہ ہر مختلف فیہ سے مختلف فیہ پر احتجاج یعنی پر، خصوصاً جب کہ ایک امر میں اختلاف دوسرے
میں تنازع کی فرج ہو کہ اس تقدیر پر قرع سے الزام مصادرو علی المطلوب ہے، یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے قابل
کہ طرف مقابل سمت ابد و جاہل، خیر بات دو پہی، نظائر لیجے، مثلاً ایہی مخلوق ہے یا غیر مخلوق، امام عابدانہ
مارث محاسبی و جعفر بن حرب و عبد اللہ بن کلاب و امام الشافعی عبد العزیز بن وائد سمرقندہ دل کے قائل اور اسی
طرف امام ہمام ابو الحسن اشعری قدس سرہ کمال، بلکہ اسی پر امام الامام سراج الامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نص شریعت دلیل کمال، اور امام حماد السہروردی بن سہیل و غیرہ جماعت محدثین سے قولی ثانی منقول اور یہی ائمہ کبار

ولكن اكثر من لا يشكرون ۝ اللهم لا تشكر الابدي والحمد لله العبدى ، والحمد لله العبدى والحمد لله العبدى
 تشکر نہیں بجالاتے، اے اللہ! تشکر ابدی اور احسان
 دائمی تیرے لئے ہے اور سب تعریفیں اللہ رب العالمین
 کے لئے ہیں (ت)

تسجیل جلیل و تمکیل جمیل : اقول وبالله التوفیق (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) مدعی
 جدید بچاؤ سے کی حالت نہایت قابلِ رحم غریب نے امام الطائفہ کی بات بنانے کو عقل و دانت کو پاؤں ٹھکت
 دیا۔ اپنے رب کو جیسے بنے لائی کذب کر دینے کا ذمہ لیا، ائمہ اُمت و سادات ملت پر کھل آنکھوں جیتا بہتین
 کیا، غرض لکھتین کر چھوڑے مگر کمال ذکر یعنی امام کی پیشانی سے تاریخ خلافت ٹٹنا تھا نہ مٹا، آپ کو یاد
 ہو کہ اصل بات کا سب پر پھڑی تھی، ذکر یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین خاتم النبیین اکرم الاولین والاخرین صلی
 تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل و ہمسر حضور کی جملہ صفات کمایہ میں شریک برابر محال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین
 فرماتا ہے، اور ختم نبوت ناقابلِ شرکت تو امکانِ مثل مستلزم کذبِ الہی اور کذبِ الہی محالِ عقلی ہے

منزه عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر مقسم
 (اپنے محاسن میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی شریک سے بالا ہیں تو آپ کا جوہر حسن
 تقسیم نہیں کیا گیا۔ ب)

اس پر اس سفید نے جواب دیا کہ کذبِ الہی محال نہیں، ممکن ہے کہ خدا کی بات ٹھوٹی ہو جائے اور اس پر جو
 ہدایات یکے ان کی خدمت گزاری تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت میں غلط و ہدیت کا مسئلہ
 پیش کرتے ہیں یعنی ان کے امام نے نئی۔ کئی بلکہ اس کا قول ایک گروہ ائمہ کے موافق ہے، اے سبحان اللہ! یہ

امام چنیں مقتدے چناں جہاں چوں فریاد بد سے چناں
 (ایسے امام اور ایسے مقتدی، جہاں نے ایسے بد نہ دیکھے ہوں گے۔ ت)

اے حضرت! سب کچھ جاننے دیجئے مگر یہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (ہاں اللہ
 کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔ ت) بھی معاذ اللہ کوئی وحید ہے جس کے امکان کذب کو جواز ظلت
 پر متفرع کیجئے گا، یہ تو وعدہ ہے یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارتِ عظیمہ کہ تمہیں اس
 فضل جلیل سے مشرف کیا گیا تمہاری شریعتِ مطہرہ کو شرفِ افضلیت بخشا تم تاریخِ ادبیات پر سے تمہارے
 دین متین کا ناسخ کوئی نہ آئے گا تم سب سے بلند و برتر رہے تم سے بالا کوئی ہو گا، اس میں غلط تو

ہر طرح بالا جماع محال ہے پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالفت اجماعِ مسلمین و احداث بدعت ضالہ فی الدین کا داغ کیونکر مٹا، ہاں یہ کہ اس کی اور ساتھ گئے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام ہوا، اسے کام نکلا سمجھ لیجئے چاہے کام ہو جائے قسمت کا بد اگر دین و دیانت سے یوں کٹی پھٹی اور امام بیچارے کی پاست بھی نہ بنی۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم جبکہ الشقی یعیس ویصم
(تجہ شی کی محبت اندھا اور بہرہ کر دے گی۔ ت)
سہ ذلیل و خوار و خراب و خستہ ترا س سے ملے نہ ایسے بھگتے
بہک گئے دین ہی تھکا رہا ترا س سے ملے نہ ایسے بھگتے
صدق القائل (بگھنے والے نے پہنچ کہا۔ ت) سہ

اذا کان الغریب دلیل قوم مہدیہم طریق الہا لکینا
(جب قوم کا رہنما کو اہوقی س کو ہلاکت والے راستہ ہی کی رہنمائی کرے گا۔ ت)
الحمد لله ایہ بظاہر سنس جی، بہرہ اور تہذیب آگے جس دور کی قیادہ ہیں کہ تحت راہد میں و تہذیب ۲ و وجہ ۱۳
محبت سادہ میں ثنائی، محبت تاسعہ و عاشرہ و دوز میں ثنائی ثنائی راہد، بالجلد کے بعد عبارت امام داری
تنبیہ غیبی میں کلام امام علی، یہ گیارہ مستقل جہتیں تھیں، انہیں مدنی جہد پر اکیس کوڑے سمجھے تو بائیسواں تاہانہ
تسبیل حیل کا پورا، اوپر کے سوا ملا کر ایک سو بائیس کوڑے، انہیں جمع رکھتے اور آگے چلے کہ سائل کے بقیہ سوال
کو انہار جواب و تحقیق صواب کا انتظار کرتے دیر گزری، اب وقت وہ آیا کہ اور عظمت حنان کروں اور بیان حکم
قائل کے لئے میدان پر بیج تحقیق رفیع میں قدم دھروں،

و لله الہادی و ولی لا یادی و الصلوۃ علی
جیبہ سرج النادی۔
رہنمائی فرماتے والا اللہ ہے اور وہی مدد کا مالک ہے
اس کے مجرب پر صلوٰۃ و سلام ہو جو مجلس کائنات
کے سپہ راخ ہیں۔ (ت)

خاتمہ تحقیق حکم قائل میں

اقول و باللہ التوفیق اللہم اغفر وقتنا الضلال و الکفر (میں اللہ کی توفیق سے کہتا ہوں
اسے اللہ ابھیں معاف فرما دے اور ہمیں گمراہی اور کفر سے محفوظ فرما۔ ت) جانِ برادر! یہ پوچھتا ہے کہ ان
کا یہ عقیدہ کیسا ہے اور ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے، یہ پوچھ کر امام و ماموم پر ایک جماعتِ ائمہ کے نزدیک

کتنی وجہ سے کفر آتا ہے، حاش ہذا حاش ہذا ہزار ہزار بار حاش ہذا میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان
مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت و ضلالت میں شک نہیں
اور امام الطائفہ کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہیں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی
تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن و علی نہ ہو جائے اور حکم اسلام کے لئے
اصدا کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یصلی (اسلام غالب ہے مغلوب
نہیں۔ ت۔ مگر یہ کتابوں اور بیشک کتابوں کو بلوریں ان تابع و مقبول سب پر ایک گرد و غبار کے
مذہب میں بوجہ کثیر و کفر لازم، والیاض باللہ ذی الفضل الدائم (دائم فضل والے اللہ کے ہاتھ)۔
میرا مقصد اس بیان سے یہ ہے کہ ان عزیزوں کو خواب غفلت سے جگاؤں اور ان کے اقوال باطلہ کی
شناخت باطلہ انھیں بتاؤں کہ اوہ بے پروا بکریو! کس نیند سو رہی ہو، مگلاؤں در پہنچا، سورج ڈھلنے پر آیا، گرگ
خونخوار بظاہر دوست بن کر تمہارے کان پر تمک رہ رہے کہ ذرا جھپٹاؤ اور اپنا کام کر سہ چوپایوں میں تمہاری
بجائے بٹ کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے بہت حکم لگا چکے کہ یہ مکر یاں ہمارے محلے سے خارج ہیں بھیڑیا کھائے
شیر لے جائے ہیں کچھ کام نہیں درجنس ابھی تک ہم بر سر کسی سبب وہ بھی تمہاری ناشائستہ حرکتوں سے
ناراض ہو کر اپنے خاص گلے میں تمہارا آنا نہیں چاہتے بیہات بیہات اس بیہوشی کی نیند اندھیری مات میں
جسے چوپان بھر رہے ہو واللہ وہ چوپان نہیں خود بھیڑیا ہے کہ زیاب فی ثیاب کے کپڑے پہن کر تمہیں دھوکا دے گا
سب سے پہلے وہ بھی تمہاری طرح اس محلے کی بکری تھا، حقیقی بھیڑیے نے جب سے اسے شکار کیا اپنے مطلب کا
دیکھ کر دھوکے کی ٹٹی بنا لیا اب وہ بھی اسکے دھوکے کی خیر مناتا اور جمہولی بھیڑیوں کو لٹکا کر لے جاتا ہے، اللہ اپنی مانت
پر رحم کرو، اور جہاں تک دم رکھتے ہو ان گرگ و نانب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر
خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجبال (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ت) اور اس کے پتے عالمی محمد رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اگر ملو کہ اسی چین کا رستہ چلو اور مرغ راہ جنت میں بے خوف چرو، اسے رہ میرے
ہدایت فرما، آمین!

علہ ینام الاموالیہ ۱۲

علہ ینام الشیطانی ۱۲

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سیدنا عالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لئے ان سب میں ان کی تصدیق کرنا اور سچے دل سے ان کی ایک ایک بات پر یقین لانا ایمان ہے۔
 اذاعہ اللہ لہ حتیٰ مطلقاً بہ یومہ النقیام وندخی اللہ تعالیٰ اس پر ہیں دوام عطا فرمائے حتیٰ کہ جاری بہ بفضل رحمتہ دارالسلام آمین ! روز قیامت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہو اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دارالسلام میں آپ کے ساتھ داخل عطا فرمائے۔ (ت)
 اور محاذ اللہ ان میں کسی بات کا جھلنا اور اس میں دلی شک لانا کفر

اعاذنا اللہ منہ بحفظہ العظیم ورحمہم عجیبوناد اپنے حفظ عظیم سے اللہ تعالیٰ ہیں اپنی پناہ عطا
 صعب بلطفہ العظیم، انہ هو العصور الرحیم فرمائے اور ہمارے عجز اور کمزوری پر لطف عظیم سے
 آمین، آمین الہ الحق آمین ! رحم فرمائے۔ وہی غفور رحیم ہے، آمین آمین
 اسے محبوب برحق آمین ! (ت)

پھر یہ انکار جس سے خدا بچے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے دو طرح ہوتا ہے، لازمی و التزامی۔ التزامی یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تعریض خلاف کرے یہ قطعاً، جماعاً کفر ہے اگرچہ نام کفر سے چرٹے، و رکمال اسلام کا دعویٰ کرے۔ کفر التزامی کے یہی مس ہیں خاک صاف صاف اپنے کافر ہونے کا قرار کرنا جو جیسا کہ بعض جہالت سمجھتے ہیں، یہ اقرار تو بہت طوائف کفار میں بھی نہ پایا جائے گا ہم نے دیکھا ہے بہتر سے ہندو کا کفر کہنے سے چرٹتے ہیں، بلکہ اس کے یہ معنی کہ جو انکار اس سے صادر ہوا جس بات کا اس نے دعویٰ کیا وہ بعینہ کفر و غف لغ ضروریات دین جو جیسے طائفہ تافہ نیا چرہ کا وجود ملک و جن و شیطان و آسمان و نار و جنین و معجزات انبیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک حضور ہادی برحق صلوٰۃ و سلام علیہ سے متواتر ہیں انکار کرنا اور اپنی تاویلات باطلہ و توہمات عاقلہ کو لے کر ناذہ ہرگز ہرگز ان تاویلوں کے شوشے انھیں کفر سے بچا نہیں گئے نہ محبت اسلام و ہمدردی قوام کے جھوٹے دعوے کام آئیں گے، قد تلہو اللہ انی یؤفکون (اللہ انھیں مارے کہاں امد سے جاتے ہیں۔ ت)۔ اور زہدی یہ کہ جو بات اس نے کہی عین کفر نہیں مگر بھڑکے ہوئی ہے یعنی مال سخن و لازم حکم کو ترتیب مقدمات و تنمیم تقریبات کرتے سلیے چلتے تو انجام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے روافض کا خلافت حقہ راشدہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر المؤمنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تفصیل

جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف مودی اور کفر قطعاً کفر، مگر انہوں نے صراحتاً اس لازم کا اصرار نہ کیا تھا بلکہ اس سے صاف تھانسی کرتے اور بعض صحابہ یعنی حضرات اہلبیت عظام وغیرہم چند ایک بکرام علی مولاہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو زبانی دعووں سے اپنا پیشوا بناتے اور خلافت صدیقی و فاروقی پر ان کے توانی بانی سے انکار رکھتے ہیں اس قسم کے کفر میں علمائے اہل سنت مختلف ہو گئے جنہوں نے مالِ مقال و لازم سخن کی طرف نظر کی حکم کفر فرمایا اور تحقیق یہ ہے کہ کفر نہیں بدعت و بدعت ہی وضاحت و مگر ایسی ہے، والعیذ باللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اللہ رب العالمین کی پناہ۔ ت)، امام علامہ قاضی جیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریعت میں فرماتے ہیں،

من قال بالعدل یؤدی الیہ قولہ ویسوقہ
الیہ مذہبہ، کفرہ، فکانہم صوحوا عندہ
بما ادی الیہ قولہم، ومن لم یرا حذوہ
بما یقولہم ولا التزمہم موجب مذہبہم
لعمیر اکفارہم فان کانہم اذا دقفوا علی
ہذا، قالوا لا نقول بالعدل لدی اس مسموہ
لنا، ونعتقد نحن وانتم انہ کفر، بل نقول
ان قولنا لا یؤدی الیہ علی ما اصلنا، فعلی
ہذین المأخذین اختلف الناس فی الکفار
اہل التاویل، والصواب قولہ اکفارہم
اھل مخلصاً۔

جس نے اس مآلی کی طرف دیکھا جس کی طرف اس کا
قول مودی تھا، جس کی طرف اس کا مذہب چلا ہوا
ہے تو اس سے اس کی تکفیر کی، گویا، اس نے ان کے
مودی قول کو کھنکھاتے اور جنہوں نے ان کے مال کو
نہ دیکھا اور ان کے تقاضا مذہب کا لازم دیکھا
انہوں نے تکفیر نہیں کی اس لئے کہ جب وہ اس سے
آگاہ ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم اس مال کا قول
نہیں کرتے جو تم نے ہم پر لازم کر دیا ہے اور ہم اور تم
دونوں اسے کفر تصور کرتے ہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے
اصل کے مطابق ہمارے قول کا وہ مال ہی نہیں، ان
دونوں مأخذوں کی وجہ سے اہل تاویل کے کفر میں لوگوں

کا اختلاف پیدا اور درست رائے یہی ہے کہ ان کے کفر کا قول نہ کیا جائے (ت)

جب یہ امر محمد پر لیا تو اب ہن امام و ماموم کے کفریات لازمیہ تھے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں اس
نے تو صرف انہیں چند سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اس سے منقول بریں کفری لازمی کی سات اصلیں تیار کیں جن
میں ہر اصل صد کفر کی طرف منحصر اور اس کا مذہب مان کر ہرگز ہرگز ان سے نجات نہ مفر، والعیذ باللہ
العلی الاکبر۔

اصل اول جو کچھ انسان کر سکے خدا اپنی ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے ورنہ قدرتِ انسانی بڑھ جائیگی (دیکھو ہدایہ اول) اس اصل کے کفروں کی گنتی نہیں مگر میں اسی قدر شمار کروں جو اوپر لکھ آیا ہوں یقیناً قلمت لازم کہ اس مغیہ کے مذہب پر (۱) اس کا معبود کھانا کھا سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) پاخانہ پھر سکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے (۵) اپنا سبب روک سکتا ہے (۶) بھر روک سکتا ہے (۷) دیر میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لوٹ سکتا ہے (۱۱) دیو بی ہو سکتا ہے (۱۲) رافضی بن سکتا ہے (۱۳) اپنا سبب روک سکتا ہے (۱۴) جماع کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے دم میں اپنا نطفہ پہنچا سکتا ہے (۱۶) اپنا بچہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز اس اصل پر لازم کہ خدا خدا نہیں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیہ کریمہ واللہ خلقکم وما تعولون (اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔ ت) حق نہیں ان سب امور کا ثبوت ہدایہ مذکور کے ردوں میں ہدیہ ناظرین ہوا۔

اصل دوم خدا کے لئے عیوب و نقائص محال نہیں بلکہ مصلحت کے لئے ان سے قصہ بچتا ہے (ہدایہ دوم) اس اصل کے کفر اصل اول سے صد بار درجے فزوں جس سے لازم کہ اس بیباک کے مذہب ناپاک پر (۲۰) اہل اسلام کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کہ ان کے نزدیک ضروریات دین سے ہیں سب باطل ہے دلیل (۲۱) اس نامسعود کا دہی مہر و ساہو (۲۲) باہل (۲۳) اسی (۲۴) کاہل (۲۵) اندھا (۲۶) بہرا (۲۷) ہکلا (۲۸) گونگا، سب کچھ ہو سکتا ہے (۲۹) کھانا کھائے (۳۰) پانی پیئے (۳۱) پائیا پھرے (۳۲) پیشاب کرے (۳۳) بیمار پڑے (۳۴) بچہ بنے (۳۵) اونگھے (۳۶) سرے (۳۷) مرجا (۳۸) مر کر پھر پیدا ہو، سب کچھ روا ہے (۳۹) اللہ کے علم (۴۰) قدرت (۴۱) سمیع (۴۲) بصیر (۴۳) کلام (۴۴) مشیت وغیرہ صفات کمال کے (انہی) ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۰ تا ۵۴) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۵۱) اس کی الوہیت قابلِ زوال، ان سب لزموں کا بیان تازیانہ اول میں گزرا بلکہ (۵۲) خود اس اصل کا نامنا در حقیقت بالفعل اللہ عز وجل کو ناقص جانتا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اور بیشک جو اللہ عز وجل کی طرف نقص کی نسبت کرے قطعاً کافر اعظم بتواطع اسلام میں ہے۔

من نطقی او اثبت ما هو صریح فی النقص

کھائی۔

سُورَةُ الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ ۹۶/۲۷

سُورَةُ الْاَعْلَامِ بِقَوْلِ طَائِفَةِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ سَبِيلِ الْاِيْمَانِ فَصل اول مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص

اصل سوم، حج باتوں کی نفی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (ہدایت ۲) اس کے کفر بھی بکثرت میں قطعاً لازم کہ اس سفیر کے طور پر (۵۲) اس کے مجرور کی جود ہو سکتی ہے (۵۲) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اس کی ملک سے خارج ہیں الیٰ علیہ ذلک من الکفریات (اس کے علاوہ دیگر کفریات - ت) (دیکھو ت ۵ تا ۸)

اصل چہارم، صدق الہی اختیاری ہے (حق) اس سے لازم کہ سفیر کے مذہب پر (۵۸) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے ٹکڑے ۳۲ فہرے گزرے (۵۹) اس کا معبود ازل میں کاذب تھا (۶۰) اب بھی کاذب ہے (۶۱) کہیں صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الیٰ غیر ذلک وہ کفریات کثرت کہ مواضع متعددہ میں جن کا التزام گزرا۔

اصل پنجم، علم الہی اختیاری ہے (تنبیہ بعدت ۲) اس پر لازم کہ حامل کے نزدیک (۶۵) علم الہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر پر قویٰ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرا (اللہ تعالیٰ ازل میں باطل تھا (۶۷) جب چاہے باطل ہی جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابل فنا ہے الیٰ غیر ذلک۔

اصل ششم، کذب الہی ممکن ہے اور ثابت کر آئے کہ اس کا کلام نہ صرف امکان عقل بلکہ امکان وقوعی ملکہ عدم استبعاد عادی میں نفس صریح (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) ثبوت سے یکسر ایمان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقین منقطع (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن۔

اصل ہفتم، (۷۴) اللہ تعالیٰ بندوں سے چراچھا کر، بھلا بھلا کر آیات قرآنیہ جنونی کرتے تو کچھ حرج نہیں (ت ۳۱) یہ بات یہ تو اس نے صاف صریح کہا تھا میں تمہارے اسے لازم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) حشر نشر، حساب کتاب، جنت، نار، عذاب، ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر چیز میں صاف صریح احتمال نقص باقی تو یقین کیسا تو ایمان کہاں، والیٰ یا باللہ رب العلیین، ہماری تقریرات سابقہ و تقریرات لاحقہ دیکھنے والا اس امام جدید کے کفریات لزوم کو مدد دے کہ پہنچا سکتا ہے، بلکہ جس قدر اوپر مذکور ہوئے وہ بھی یہاں فہرے نہ گئے گئے پھر بھی معاذ اللہ پچھتر کفر کیا کم ہیں، پھر یہ تو صرف ایک ہی قول پر ہیں باقی کفریات، تقریرات الایمان و صراطنا مستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وہ اقبالی کفر علاوہ دس ہے جو ایمان لغویۃ الایمان پر صراطنا مستقیم میں لپٹے گئے پھر دس ہیں، غرض حضرت کے کفریات لزوم اقبالیہ کی تحصیل کرتے ہی کفر ایک نقطہ ان کی قبر پر دیتے جائے تو غالباً دم بھر میں ساری قبر کا منہ کالا ہو جائے، یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک و طری و طری کر کے بپا محض بلا وجہ تھے مسلمانوں کو کافر مشرک کیا یہاں تک کہ ان کے طور پر صحابہ و تابعین سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ پیا گویا حضرت کے نزدیک کفر امور ہمارے

سے تھا، پھر یہ خود اس سے بچ کر کہاں چلے کہ کر وہ نیاقت کھاتدین تداان (جو کیا تھا نہ پایا، جو کہے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔ ت) سے

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندان اماں نداد کہ شب را سحر کند
(تم نے دیکھ نہیں کہ پروانہ کا خون ناحق شمع کو اس طرح اماں نہیں دیتا کہ راست کو سحر کر دے۔ ت)

كذلك العذاب والعذاب الاخرة لو هلك نوا
يعملون اللهم احفظ لنا الايمان واعصمنا
من شر الشيطان بجاه حبيبك سيدنا محمد
سيد الانس والجان صلى الله تعالى عليه
وسلم وعلى اله وصحبه تسره وكرم امين
والحمد لله رب العالمين -
اسی طرح عذاب ہے، اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے، کاش یہ اسے جانیں، اسے اللہ! ہمارے ایمان کی حفاظت فرما، شر شیطان سے ہمیں محفوظ فرما جو سید اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جو اس وجہ کے سردار ہیں آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر شرف و کرم ہو آمین والحمد لله رب العالمین۔ (ت)

ان امام صاحب پر پاپیس بلند سواریاں اوپر گر رہے تھے پچھترہ برس کے کہ ایک جماعت ائمہ کے نزدیک تم پچترہ وجہ سے کافر ہو، امام الطائفہ پر ایک ہی قول میں پوسنے دو سو کوڑے یا در کھے، اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلتے ان میں دیوبندی عقیدہ نے تو دیوبندی یعنی اس عوام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا

عن تنبیہ ضروری، واقعت منصب افتادہ جانتا ہے کہ مفتی سے جس کلام باطل و ضلال کی نسبت سوال سائل ہو اس پر اس کلام کی شناختوں کا اظہار قباحتوں کا ایضاح واجب اگرچہ قائلی محض عامی و جاہل ہو کہ اتمام جواب و احکام صواب اس پر موقوف، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قابل مخاطبہ ٹھہرا، پس اگر حضرت دیوبندی مثل مدعیان جدید کوئی اکابر و متبرعین طائفہ سے ہیں جب تو اس ردِ تبلیغ کا ہر یہ مبارک یا اگر مثل صاحب نسبت براہین قاطعہ نقاب عارض امامت کا منہ ہیں تو خطاب مستعد اور مخاطب واحد نہ کلام فقیر بضرورت افتاء محض جانب کلام من حیث ہو کلام معطوف اور خصوص حکم سے نظر مصروف ۱۲ منہ۔

یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الزام کفر سے جدید حصہ پاتا صرف انہیں احکام امام کا ترک پایا اور اس کی باقی
 خرافات بشت اہمال قابل التفات اہل علم نہیں تاہم معرض بیانی میں سکوت نامکو لہذا بطور اہمال تقرر مقصود ،
 قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ ہوئے ، اقول یہ زبانی اظہار محض ہے بنیاد و ناپائیدار کہ جب کذب
 ممکن بلکہ جائز و قوی ہو جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب ، تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کئی راہ نہیں بلکہ صراحتاً اصرار
 تقویٰ علی اللہ ما لا تعلوون (یا خدا پر وہ بات کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ ت) میں داخل ہونا ہے
 وہ تقریر کہ فقیر نے دلیل دوم تنزیہ دوم میں حاضر کی یہاں نہایت وضوح و انجلا جاری تھیں بجز اللہ اس اظہار
 باطل کی ذلت و غراری کی پوری ذمہ داری سنا ہے تو کہ ب الہی جائز کہہ کر اپنے اعتقاد پر دلیل قیام کرے اور
 جب نہ قائم کر سکے تو واضح ہو جائے گا کہ یہ زبانی استمالت بھی صرف خاطر داری عوام کے لئے تھی آخر اس کا امام صراحتاً
 لکھ ہی چکا کہ ہر اچھا کفر خدا جھوٹ بولنے تو کچھ حرج نہیں ،

اللہم انی اعوذ بک من اضلال الشیاطین ، اے اللہ ! میں شیطان کی گمراہی سے تیری پناہ
 والعیاذ باللہ العظیم . میں آتا ہوں ، اللہ رب العالمین کی پناہ ہے (ت)

قولہ مگر بول سکتا ہے اقول انہر کیف یفترون علی اللہ الکذب و کفی بہ ، ثم مبیناً
 (دیکھو کیسا اللہ پر جھوٹ بانڈھ رہے ہیں اور یہ کافی ہے صریح گناہ ت)

قولہ ہشتیوں کو دوزخ اور دوزخیوں کو بہشت میں بیچ دے ، اقول قطع نظر اس سے کہ
 مومن مطیع کی تعذیب ہمارے اندکرام ماتریدیہ اعلام قدست اسرار ہم کے نزدیک محال عقلی مسلم البتہ ہے
 اس کی شرح فرائح الرحمت میں ہے ،

اعتذاع تعذیب الطائفة مذهبنا محشور
 الباتریدیۃ فانہ نقص مستحیل علیہ سبحانہ
 و تعالیٰ عقلاً و مخلصاً .
 مومن مطیع کے مذاہب کا متنبہ ہونا ہم ماتریدیہ
 کا مذہب ہے کیونکہ یہ نقص ہے جو اللہ تعالیٰ
 پر محال عقلی ہے ، اصرار ، مخلصاً ۔ (ت)

سۃ القرآن الکریم ۸۰/۲

سۃ ۵۰/۲

سۃ فرائح الرحمت بذیل المستصفیٰ الباب الاول فی الحاکم عشرات الشریعۃ الرضی قم ایران ۴۶/۱

اور امام نسفی وغیرہ بعض علماء نے حق کافر کو بھی عتق ناممکن جانا، امام ابن الہمام مسایرہ میں فرماتے ہیں،

صاحب العتق اختار ان العفو عن الکفر
صاحب عتق کا اختیار یہ ہے کہ کفر سے عفو عتقاً
لا یجوز عقلیاً
جائز نہیں۔ (ت)

اس قائل سے پوچھتے انبیاء و اولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جنہوں نے کبھی اطاعت کے سوا کچھ گنہگار کی معاذ اللہ دوزخ میں جانا اور کافروں مشرکوں کا جنت میں آنا محال شرعی بھی مانا ہے یا نہیں، اگر نہیں تو اپنے ایمان کی فکر کرے اور علماء سے اپنا حکم پوچھ دیکھتے اور اگر ہاں تو مفتی بالغیر ہو اور مفتی بالغیر وہی جس کا وقوع ماننا کسی مفتی بالذات کی طرف بخیر ہو ورنہ بزدل ممکن سے استعمال ممکن ممکن، اب وہ غیر یہ ہے، یہی بزدل کذب باری عزوجل تو آپ ہی کی دلیل سے ثابت ہوا کہ کذب باری محال ذاتی ہے، اسے ذی سوش

عقل طرفہ یہ کہ وہ رد المحتار جس سے مدعیان جدید اس مسئلہ میں جہلاً تمسک اس میں بھی یہی قول اختیار کریں و راسی کو صحیح و صحیح قرار دیا،

حیث قال لکنہ صبی علی جو اس العفو عن التوکل
عتقاً وعلیہ یستحق القول بجواز الخلف فی
الوحد، وقد علمت ان الصحیح خلافہ
فالمدعا بہ کفر لحد مرجوا من عتقاً و
شروعاً علیہ
انہوں نے کہا یہ اس پر مبنی ہے کہ شرک کا عفو عتقاً
جائز ہے اور عتق و عید کا قول بھی اسی پر مبنی ہے
اور آپ جان چکے صحیح قول اس کے خلاف ہے ہذا،
اس کا دعویٰ کفر ہے کیونکہ اس کا جواز عقل ہے
شرعاً۔ (ت)

اور اسی طرف اس کے ماننے علیہ کا کلام ناظرہ،
کما لا یشفی علی من طالعہ یا معان النظر
واللہ الموفق ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔
علیہ فان قلت لعل لا یجوز ان یکون هذا ایضاً
جیسا کہ مخفی نہیں ہر اس شخص پر جس نے گہری نظر سے لہر کیا ہو
اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے ۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)
اگر یہ اعتراض کریں یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ یہ بھی محال بغیر
(باقی اگلے صفحہ پر)

ورد و نص کے سبب خلاف منصوص کو محال شرعی اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع محال عقلی ہی کذب ہی کو مستلزم، شرع عقائد میں ہے،

لو وقع لزم کذب کلام اللہ تعالیٰ و هو محال یت

شرح فقہ اکبر میں ہے :

قال اللہ تعالیٰ لا یكلف الله نفسا الا و سعه
وعن هذا ان من ذهب المحققون صحت
جوثره عقلا من الاشعره الى امتناعه سمعا
وان جاز عقلا ای و لائن وقوع خلاف
خبره صحت یت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے : اللہ کسی جان پر بوجھ
سین ڈالنا محض اس کی طاقت بھر، اسی نص کی بنا
پر ان اشاعرہ میں سے معتقین اس طرف گئے ہیں
جو اسے عقلاً جائز سمجھتے تھے کہ شرعاً محال ہے اگرچہ
عقل و جواز ہے یعنی ورنہ اللہ تعالیٰ کی خبر کے خلاف قہراً
لازم آئے گا۔ (ت)

سبحان اللہ ! یہ تو عقل و فہم اور الہیات میں کش کا دہر، قولہ تو کسی کا اعادہ میں اقبولی یوں تو تم

(فقیر حاشیہ صفحہ گزشتہ)

محال لا غیرہ و ذلک لغير المستحی بالذات
شیئا خرقت لہ لای يجوز ان یكون هذا هو ذلک
الغیر المحال بالذات ولا جدید و علو دہ محال
بالغیر فان تشددت باحتمال تشبہت باحروک
مہیبین و کنت من المحاطین لائف مستدل
بہذا الدلیل علی امکان الکذب (امام حدیث)
واما عاصب فکیف یکھلک عسی و لعل ۱۲ منہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہو اور یہ غیر محال بالذات ہو دوسری شئی ہے جس
کوئی گایہ کیوں جائز نہیں کہ یہ غیر محال بالذات ہی ہو
اور اس کی وجہ سے اس کا لزوم محال بالغیر ہو اور
اگر تم کسی اور احتمالی سے استدلال کرو تو ہم مصیب اور
تم خالی ٹھہرو گے کیونکہ تم نے اس دلیل سے مکان کذب
پر استدلال کیا تو تم یا تو محال ہو یا عاصب اب تمہاری
نے شاید یہ ہوا مید ہے کہ ہو، کیسے کام آ سکتا
ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

سُئِلَ عَنْ تَعْلِيلِ الْفَقْهِ الْأَكْبَرِ عَنْ قَوْلِهِ قَدْ حَارَافُنَا اسْتَنْصَحَ

عَنِ الْمُخَرِّجِ الرَّوْحِيِّ الْأَذْهَرِ عَنْ تَعْلِيلِ الْفَقْهِ الْأَكْبَرِ عَنْ قَوْلِهِ قَدْ حَارَافُنَا اسْتَنْصَحَ

اپنے امام کی طرف سے یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ اگر باری تعالیٰ اپنے آپ کو ناقص و ملوث و غلیبی بنائے تو کسی کا اجارہ نہیں، اپنی ذات یا قدرت یا علم یا الوہیت کو فنا کر دے تو کسی کا اجارہ نہیں، ظاہر ہے کہ ان محالات کے فرض پر بھی اس پر کسی کا اجارہ ثابت نہ ہوگا کہ بے علاقہ ملازمت معقول نہیں پھر اسی نفی اجارہ سے ثبوت امکان کیونکر ہو، اور اگر یہ مقصود کہ ایسا کرے تو کچھ حرج نہیں، اور بیشک عرف میں یہ کلام اسی معنی کو مفید ہوتا ہے تو محض غلطہ باطل اور اجماع امت و نفوس قاطعہ کے خلاف بیشک کتنا بڑا حرج ہے کہ سارے جہان کا سچا مالک معاذ اللہ جھوٹا ٹھہرے جس کے استحالہ پر نفوس بے شمار نیست آئے اور حیلہ کا کلام تازہ گزرا اور شرع لغاتہ و شرع فقہ اکبر کی آوازیں تو ابھی تمہارے کان میں گونجتی ہوں گی مگر ہاں تمہارے نزدیک اللہ عزوجل کے جھوٹے ہونے میں کیا حرج ہوتا تھا، امام تو صاف کہہ چکا کہ اس پاک بے عیب میں دنیا بھر کے عیب آسکتے ہیں پھر انہیں بر علم اللہ ایمان دیا جائے۔ قولہ یہی امکان کذب ہے، اقول محض تمہارا کذب ہے ہر ملتے بالغیر محال بالذات کو مستلزم، اور باوجود اس کے خود ممکن بالذات ہوتا ہے، اس کا امکان ذاتی اس محال بالذات کے امکان ذاتی کو مستلزم ہونا محال بالذات اور لم یکم ان میں استلزام ہی عارضی تھا نہ کہ ذاتی ورنہ محال بالذات ہوتا نہ کہ بالغیر، کیوں تو لازم کہ باری تعالیٰ و تقدس و نیب الوجود و رب العالمین ہر ہر ذات واجب بالذات ہو جائیں، و ہر ملازمت سے زید آج موجود ہو اس کا اس وقت وجود علم الہی سبحانہ تعالیٰ میں تھا یا نہیں، اگر نہیں تو علم محیط باری جل و علا متنی ہو اور انتفاعی علم کہ مقتضائے ذات ہے انتفاعی مقتضی کہ مقتضی باری عزوجل معاذ اللہ معدوم ہو اور اگر تھا تو اس وقت اس کا عدم بھی ممکن ذاتی تھا یا نہیں، اگر نہیں تو زید واجب بالذات ہوا اور وہاں تو اس کا اس وقت عدم کہ ممکن بالذات ہے، عدم علم الوجود عالم کو مستلزم تو تمہارے طور پر عدم ذات ممکن تو باری جل جلالہ واجب الوجود نہ ہوا، اب تو آپ کو اپنی جہالت پر یقین آیا، واقعی تم بچا رہے معذور ہو کہ حقانی علوم و وقایع فہوم میں بے پاری گنگوہی تعلیم کا حصہ رکھا ہی نہ گیا، ذرا کلماتِ علامہ پر

عنه و اقول ایضا بلکہ اوجاہ ! اگر یہ تیری دلیل جہالت تام ہو تو باری عزوجل کا معاذ اللہ جہل بھی ممکن ٹھہرے کہ اس نے بہشتیوں کے بہشت دوزخیوں کے دوزخ جانے کی صرف ہم کو خبر ہی نہ دی بلکہ اس کے علم میں بھی ایسا ہی ہے با اینہم وہ خلاف پر قادر۔ اسس تقدیر پر اس کا علم غلط پڑے گا اور یہی امکان جہل ہے تعالیٰ عن ذلک علواً کبیراً (اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر بلند ہے۔) ہاں اسے جاہل ! اب تو یا تو امکان جہل بھی مان یا امکان کذب پر ان جھوٹے شوشوں سے درگزر، اللہ تعالیٰ ہدایت بخشنے آمین ! ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ۔

نظر کیجئے تو آپ کو اپنی دانشمندی پر یقین کامل آئے علامہ سعد الدین آفتاب زانی شرح عقائد فلسفی میں فرماتے ہیں :
 ان الله تعالى لما اوجد العالم بقدرته واختياره
 فعدمه ممكن في نفسه مع انه يلزم من
 فرض وقوعه تخلف المعلول عن علته
 المتامة وهو محال والحاصل ان الممكن
 لا يلزم من فرض وقوعه محال . لنظر الى
 ذاته واما بالنظر الى امره اذ علل نفسه
 فلا سبب له لا يستلزم المحال
 شرح مقاصد میں فرماتے ہیں :

ان قيل ما علم الله او اخبر بعدمه بوقوعه
 يلزم من فرض وقوعه محال هو
 جهله او كذبه تعالى عن ذلك ما يلزم
 من فرض وقوعه محال فهو محال ضرورة
 امتناع وجود الملو ومبدون اللانم فلو باء
 منع الكبرياء وانما يصدق لو كان لزوم المحال
 لذاته اما لو كان لعالمه كالمعلم او الخبير
 فبما نحن فيه فلا لجوا ان ان يكون هو
 ممكنا في نفسه ومنشأ لزوم المحال هو
 ذلك العارض به

اگر یہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے عدم وقوع
 کو جانا یا اس کی خبر دی ہو تو اس کے وقوع
 کے فرض سے محال لازم آئے گا وہ جہالت یا
 اس کا کذب ہے تو جب اس فرض وقوع سے
 محال لازم آئے گا تو یہ بہر حال محال ہو گا کیونکہ لازم
 کے بغیر لزوم کا وجود ممکن ہے تو اس کا جواب
 یہ ہے کہ کبریٰ نہیں مانتے یہ تب سچا ہے کہ اگر لزوم
 محال لذاتہ ہو اور اگر کسی عارضہ کی وجہ سے ہو مثلاً
 وہ زیر بحث علم یا خبر ہو تو اس میں محال نہیں کیونکہ
 یہ فی نفسه ہو سکتا ہے ممکن ہے اور لزوم محال
 کی علت وہ عارض بن رہا ہو۔ (د)

امکان لازم مستحيل بالذات کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصہ خاصہ تھا کہ اس کے رد میں علماء کا وہ حل کافی وافی ہوا، سبحان اللہ! میں اپنے علماء سے کیوں استناد کروں، آپ اپنے ہی امام کا قول نہ سنئے، اسی بحث کذب والی میروزی میں کیا کہتا ہے،

اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکور بالفعل ہے (جسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے) تو یہ کذب کو مستلزم ہے پس یہ قسیم شدہ ہے اور کسی نہ وقوع مذکورہ بالفعل کا دعویٰ نہیں کیا اور اگر مقصود یہ ہے کہ وقوع مذکور کا امکان قرآنی نص کے کذب کو مستلزم ہے تو اس نص کی تلاوت کی جائے تاکہ واضح ہو جائے کہ کون سی نص وجود مذکور کے نفی امکان پر دلالت کر رہی ہے، اور اگر مقصود یہ ہے کہ وجود مذکور کا امکان امکان کذب کو مستلزم ہے تو یہ لازم ممنوع ہے کیونکہ وجود مذکور کا عدم صدق نص کا معلول ہے تو عدم مذکور کا تحقق یقیناً صدق نص مذکور کے امکان کے تحقق کو مستلزم ہے، عدم مذکور کا بالفعل زوال کذب کو مستلزم ہے لیکن زوال عدم مذکور کا امکان زوال صدق کے امکان کو مستلزم نہیں یعنی امکان وجود مذکور، امکان کذب کو مستلزم نہیں کیونکہ زوال معلول کا امکان، امکان زوال علت کو مستلزم نہیں ورنہ لازم آئے گا زوال عقل اول کا امکان، زوال واجب کے امکان کو مستلزم ہو تو زوال عقل اول کا امکان متنع ہو تو عقل اول واجب لذاتہ ہوگی، اس کا حاصل یہ ہے کہ علت و معلول کے درمیان لازم فعلیت وجود و عدم میں ہے نہ کہ امکان ذاتی میں، ورنہ لازم آئے گا کہ واجب لذاتہ، ممکن

اگر مقصود این ست کہ وقوع مذکور بالفعل (جسے یہاں اپنی بحث میں وقوع تعذیب مطیع و مغفرت کافر فرض کیجئے) مستلزم کذب ست پس آن مسلم ست و کہ دعویٰ وقوع مذکور بالفعل نکرده اگر مقصود این ست کہ امکان وقوع مذکور مستلزم کذب نصی ست از نصی قرآنی پس آن نصی را تلاوت باید کرد تا واضح گردد کہ کدام نص بر نفی امکان وجود مذکور دلالت میکند و اگر مقصود این ست کہ امکان وجود مذکور مستلزم امکان کذب ست پس دلالت امرت ست زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نص ست پس تحقق عدم مذکور البتہ مستلزم تحقق امکان صدق نص مذکور ست و زوال عدم مذکور بالفعل مستلزم کذب ست و اما امکان زوال عدم مذکور پس مستلزم امکان زوال صدق نیست یعنی امکان وجود مثل مذکور مستلزم امکان کذب نیست چه امکان زوال معلول مستلزم امکان زوال علت نیست والا لازم آید کہ امکان زوال عقل اول مستلزم امکان زوال واجب باشد پس امکان زوال عقل اول متنع باشد پس عقل اول واجب لذاتہ باشد، حاصلش آنکہ لازم در میان علت و معلول در فعلیت وجود و عدم ست نہ در امکان ذاتی والا لازم آید کہ واجب لذاتہ ممکن لذاتہ اگر دو، حجب معلول ست او

ہر ممکنات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

لذا نہ ہو جائے کیونکہ اس کے تمام معلومات ممکن ہیں
۱۔ مطلقاً (ت)

اگر اس کی یہ تقریر پریشان طویل دلیل جس میں اس نے خواہی نہ خواہی ذرا سی بات کو بیگنوں میں پھیلایا ہے
تمہاری مقدس کجھ میں نہ آئے تو اسی کا دوسرا بیان مختصر سنو، اسی کجھ میں لکھا ہے،
اگر مقصود ایں سنت کہ از وقوع ممکن ہو چکے نہ محال ناشی
نہی گردد بلا نظر الی ذاتہ ولا بالنظر الی الامور
الخاصہ جیہ پس ایں مقدر ممنوع مست چہ بریں
تقدیر لازم می آید کہ وجود ہر معدوم و عدم ہر موجود
محال باشد زیرا کہ مستلزم محال مست یعنی
کذب علم ازلی ہے

دیکھو باوجود امکان ملزوم لازم کہ محال ماننا ہے، پھر تمہاری جہالت کہ تعذیب مطیع و عفو کافر کے امکان
سے امکان کذب پر استدلال کہتے ہو، جو جس قدر کہ یہ نہیں مستدل کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے
جیسے دیوبہالت کی سند و قید میں کبھی علم و فہم کی ہمانہ لگی ہو، واللہ العہادی، غیر یہ تو وہ تھے جنہوں نے تعذیب
امام سے تباد نہ کیا تھا، رہے امام غنیہ کے مرید رشید، انہوں نے بیشک ہمت فرما کر وہ طرذ ابکار افکار
بدیہ انظار غول نظار کیے یعنی یہی جواز غفلت کی تقریر نازنین جس کے باعث اُن پر لزوم کفر کی تین وجہیں اور بیسیں
اولاً وہ وجہ بالی کہ تمام مقلدین امام طائفہ کو علوانا شامل یعنی یہ اس کے قول مذکور وجہ اتوال کفر یہ ہیں مقلد
اور بیشک جو کفریات میں تقلید کرے قطعاً لزوم کفر سے حصہ پائے۔

ثانیاً ان حضرت نے جواز غفلت بھی کذب انہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم بدلائل قاطعہ مبرہن کر آئے
کہ وہ جس معنی پر غفلت جائز فرماتے ہیں اسے قطعاً جائز و حرمی بلکہ واقع ٹھہراتے ہیں، تو ان حضرت نے مولیٰ سبحانہ
تعالیٰ کا کاذب بالفعل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر خالص ہے، ایک جماعت انہ دین کا مذہب جانا اور اسے اس
قدر ملکا سمجھا کہ انہ اہل سنت کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر طعن کو بیجا بتایا اور اس سے تعجب کا رجسٹرا
ٹھہرایا اور بیشک جو شخص کسی عقیدہ کفر کو ایسا سمجھے تو کافر ہے، اعلام بقواطع الاسلام میں ہمارے علمائے اعلام

سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول

او صدق کلام اهل الاھواء، وقال عندی
کلامهم کلام معنوی او معنی صحیح الخ۔
یا وہ تصدیق کلمے کلام اہل بیت کی یا کہ میرے ہاں
ان کا کلام یا مقصد ہے، یا کہ اس کا معنی درست
ہے الخ (ت)

فقیر نے اس مسئلہ کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ مبارکہ مقامہ الحدید علی خدا المنہق المجدید
میں ذکر کی واللہ الموفق۔

ثالثاً الحمد للہ کہ علمائے اہلسنت ان سنی جہل کی جہالت فاحشہ سے پاک نر اسے اور ان کے بہت سی
خیالوں، شیطانوں، ضلالوں پر سب سے پہلے تبرا کرنے والے مگر ان کی قوت و اہم نے جو انہیں امام الطائفہ کے
ترک میں مل، ائمہ متفقہ میں میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الہی کے جواز و قوی بلکہ وقوع بالفعل کے قائل ہوئے
تو وہ تراشیدہ علماء ساحتہ ائمہ (جی کا ان جہال کے وہم و خیال کے سوا کچھ وجود نہیں) قطعاً اجماعاً کافر مرتد
تھے، اب انہوں نے ان وہمی موجودوں یعنی مرتدوں کو کافر جاننا بلکہ مشائخ دین و علمائے معتدین مانا تو خود
ان پر کفر و ارتداد لازم آئے میں کیا کلام رہا کہ جو کسی منکر ضروریات دیں کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے۔ امام علامہ قاضی
عیاض قدس سرہ شرف میں دیتے ہیں

الاجماع علی کفر من لم یکفر احداً من النصارى
والیہود وکل من فارق دین المسلمین
او وقف فی تکفیرہم او شک، قال القاضی
یعنی اجماع ہے اس کے کفر پر جو یہود و نصاری یا مسلمانوں
کے دین ہذا پر نواسے کافر نہ کہے یا اس کے کافر کہنے
میں توقف کرے یا شک لائے، امام قاضی

عند حمل العلامة ابن حجر اھل الاھواء علی
الدین تکفیرہم سدعتهم قتت وهو کما افساد
ولا یتقیم التحریج علی قول من اطلق
لا کفار بکل بدعة فان الکلامی الکفر
المتفق علیہ فلیتنبہ ۱۲۔

علامہ ابن حجر اہل ہوا سے مراد وہ لوگ کہتے ہیں جنہیں
ان کی بدعت کی وجہ سے کافر کہا گیا ہے، میں کہتا ہوں
بات وہی ہے جو انہوں نے کہی اسے یہ حال اس قول
پر صحیح نہیں جو مطلقاً ہر بدعت کو کفر کہتے ہیں کیونکہ
گفتگو اس کفر میں ہر وہی ہے جس پر اتفاق ہو
اسے یاد رکھ ۱۲ (ت)

ابو بکر باقری نے اس کی وجہ فرمائی کہ نصوص شرعیہ
اجماع امت ای لوگوں کے کفر متفق ہیں تو جو ان
کے کفر میں توقف کرتا ہے وہ نص و شریعت کی
تکذیب کرتا یا اس میں شک رکھتا ہے اہل کفر کا
ہی سے عداوت ہوتا ہے۔

اسی میں ہے :

یکفر من لم یکفر من دان لغيره الا سلام
ادوقف فیهم او شک او صحیح من ھبھم
وان اظھر الاسلام واعتقد ابطال کل
مذھب سوا ھو کافر باظہار ما اظھر
من خلاف ذلک مطلقاً۔

مگر اس نے بعض منکروں کی بات دی کہ جب کہ کافر نہ جانا تو اپنے اس اظہار کے خلاف اظہار کر چکا اور مطلقاً۔
آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدیدہ نہ ہندی و رستید پر ایک سو بائیس کوڑے اور چوڑے اور ان کے
امام کا وہابی انھیں کب چھوڑے کہ یہ انھیں اس کے مقلد اور اس کے اقوال کے پورے معتقد، معتمد و حسب
ضرب الغلام اھانتہ المولیٰ (غلام کی ضرب مولیٰ کی امانت ہے۔ ت) تو ضرب المولیٰ اھانتہ الغلام
(مولیٰ کی ضرب غلام کی امانت ہے۔ ت) بدعت اولیٰ بہر حال یہ کچھ توڑے جو امام اعلیٰ مرتبہ پر پڑے، ان
کے حق میں بھی یقیناً جزی، کل ایک سو ستانوے ہوئے اور میں خاص ان کے دم پر سوار تر اس مختصر سارے
موجز مجلس میں مدعیان جدیدہ پر پورے دو سو کوڑوں کی کال بوجھار،

کذا الذ الذذاب ولعذاب الآخرة اکیس لو کانوا
یعلمون یتے

میں کے جس طرح اس رسالہ کا تاریخی نام شیخین السبوح عن عیدب کذب مقبوح رکھا یہی

سہ الشعار بتعرف حق الحق المحظوظ فصل فی تحقیق القول فی انکار المتألمین المطبعة الشریکة الصحافیہ ۲/۲۹۷
سہ " " " " فصل فی بیان ما ھو من المتعالمات کفر " " " " ۲/۲۷۱
سہ القرآن الکریم ۲۳/۶۸

اس تازیانوں کا عدد در فراست کرتا ہے کہ اس کا تاریخی لقب ”دعوت تازیانہ بر فرق جہول زمانہ“ رکھوں بالجملہ آفتاب روشنی کی طرح واضح ہو گیا کہ ایک مذہب علاقے دین پریر امام و مقتدی سب کے سب نہ ایک دو کفر بلکہ صد کفر سراپا کفر میں ڈوبے ہوئے ہیں وفي ذلك اقول (اس میں میں نے کہا۔ ت) ۵

فكفر فوق كفر فوق كفر كان الكفر من كثره وفير
كملاسين في نعت دفر تتنازع قطره من ثقب كهر
(کفر ہر کفر سے بڑھ کر کفر، ہر کثرت سے بڑھ کر کثرت، جیسا کہ کھڑا پانی بدبودار پانی ملنے سے خوب بدبودار ہو جاتا ہے۔ ت)

معاذ اللہ! اس قدر ای کے خسار و ہزار کو کیا کم ہے اگرچہ ائمہ محققین و علمائے متاخرین انھیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے،

و هو الجواب وبه يفتي وعليه الفتوى وهو جواب یہی ہے، اس کے ساتھ فتویٰ دیا جاتا ہے
المذهب وعليه الاعتماد وفيه السلامة و اور اسی پر فتویٰ ہے، یہی مذہب اور اسی پر
فيه السداد۔ اعتماد ہے، اسی میں سلامتی اور یہی درست ہے۔ (ت)

امام ابن حجر کی نگرانی سے اسے اعلام میں فرماتے ہیں،

انه يصير من ادعى قول جماعة وكفى بهذا وہ ایک جماعت علماء کے قول پر مرتد ہو گیا اور اس
خبر من أئمة قدر خسار و زیان میں نہیں ہیں۔
و ليعاذ بالله خير الم حافظين (اللہ بہتر حفاظت کرنے والے کی پناہ۔ ت)

پھر جب کہ ائمہ دین ان کے کفر میں مختلف ہو گئے تو وہ یہ ہے کہ اگر اپنا بھلا چاہیں جلد از سر نو کلمہ اسلام پڑھیں اور اپنے مذہب نامہ مذہب کی تکذیب صریح اور اس کے مد و تصبیح کی صاف تصبیح کریں حد نہ بطور عادت کلمہ شہادت کافی نہیں کہ یہ تو وہ اب بھی پڑھتے ہیں اور اسے اپنے مذہب کا نہ نہیں سمجھتے۔ بکر الرائی میں بزازیر و جامع الفصولین سے ہے،

لواني بالشهادتين على وجه لعادة لم ينفعه اگر معمول کے مطابق وہ کلمہ شہادت پڑھے تو ہر کہ وہ نافع
ما لم يرجع عما قال به نہیں جب تک وہ اپنے قول سے رجوع نہ کرے (ت)

سلف الديران المعري المرموم بساين الغفران في الرد على القائلين بامكان كذب الله ورسوله اذ لا شاع ولا يهتد ۱۹۲
سنة اعلام بتواضع الاسلام مع سبيل النجاة مکتبہ حقیقیہ استنبول ترکی ص ۶۲
سنة بکر الرائی باب احکام المرتدین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۲۸/۵

اور جس طرح اس مذہب خبیث کا اعلان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع کا صاف امتساق کریں کہ توبہ
 نہاں کی نہاں ہے اور عیاں کی عیاں۔ حضور پر نور سید یوم النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :
 اد اعمت سینة فاحداث عنہا توبة السر
 بالسود والعلامة بالعلانية یعنی رواد الاماص
 احمد فی کتاب انشہد والطیبات فی المعجم
 الکبیر بسند حسن علی اصول من معاذ
 بن جیل رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ۔
 قائل عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اس سب کے بعد اپنی محروقتوں سے تجدید نکاح کریں کہ کفر غلافی کا حکم یہی ہے، علامہ حسی شریب دلی شرح و بیانہ
 پھر علامہ علی شریب تیزی میں فرماتے ہیں،

ما یكون کفرًا اتفاقًا یسطل العمل والنکاح
 واولاد اولاد نہی و ما فیہ خلاف یومر
 بالاستغفار والتوبة وتعد بالنکاح
 جو بالاتفاق کفر ہو اس سے اعمال نکاح باطل
 ہر جگہ ہیں تمام اولاد اولادنا قرار پا جاتی ہے
 اور جس میں اختلاف ہو وہاں استغفار، توبہ اور
 تجدید نکاح کر دیا جائے گا۔ (ت)

پس اگر مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ہدایت فرماتے اور اس کے کرم سے کچھ دود نہیں، یعنی یہ حضرات اپنے مذہب
 مردود سے باز آئیں اور علانیہ رب العالمین کی طرف توبہ لائیں فاخوانکم فی الدین تمہارے دینی بھائی ہیں،
 ورنہ اہل سنت پر لازم کہ ان سے الگ ہو جائیں، ان کی صحبت کو آگ سمجھیں، ان کے پیچھے نماز ہرگز نہ پڑھیں، اگر
 نادانستہ پڑھ لی ہو اعادہ کر لیں کہ نماز اعظم عبادات ربیہ بنیاد ہے اور تقیم و امامت ایک اعلیٰ امتداد
 اور فاسق مجاہد واجب التوبہ ہیں، نہ کہ بدعتی مگر او فاسق فی الدین، وانعیاذ باللہ رب العالمین۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے ان مسائل کی تدریس تحقیق و تفصیل اپنے رسالہ الہی لاکید عن الصلوۃ
 و بعضی المتعلید میں ذکر کی۔ علامہ ابراہیم علی غیہ شرح غیہ میں فرماتے ہیں،
 یکرہ تعذیب الفاسق کما ھو تعزیر وکن
 یعنی فاسق و بد مذہب کی امامت کو وہ تعمیری

۱۵۹/۲۰ المكتبة الخیمیة بیروت
 دار القلم کویت
 مطبع مجتہبائی
 ۲۶۳ ص
 ۳۵۹/۱
 ۲۳۱ حدیث
 حدیث ۹۵۴
 باب المرتد
 الزہد الکبیر
 حدیث ۹۵۴
 باب المرتد
 ۵/۳۳

قریب بگرام ہے اور نقصاً

المجتلح اہل مخلصان۔

جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب، یہ ہے حکم بولنے الحکم والیہ ترجعون ۵ والحمد للہ رب العالمین
(اور اللہ ہی کے لئے حکم ہے اور تم اسی کی طرف لوٹنا سہ جاؤ گے، اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو دونوں
جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ست)

التماس ہدایت اساس: میں جانتا ہوں کہ فقیر کے اس رسالے پر حسب معمول سختی پروری و حکم دستور تعصب
خود سری اگر بعض سلیم خاطرین شرمائیں گی، قبول و انصاف کو کام فرمائیں گی تو بہت عناوی طبعیتیں گرمائیں گی،
جلی نراکتیں غصہ لائیں گی، جاہلی جیتیں پوش دکمائیں گی، تعصبی حماستیں ہمت پر آئیں گی وحسبنا اللہ ونعم
الوکیل، نعم المولیٰ ونعم الکفیل (ہمارے لئے اللہ کافی اور وہ سب سے بڑا کارساز، سب سے بہتر آقا
اور سب سے بہتر کفالت فرماتے والا ہے۔ ت) یہ سب کچھ قبول، کھینا نا عاجزوں کا قدیمی معمول، مگر انما
اعطو بواحدۃ (میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں۔ ت) حق اسلام یاد دلا کر اتنا معمول کہ خدا ساعت کے لئے
تعصب و نفسانیت کو راہ بتائیں، فتنی و فراڈی، تنہا یا دو دو صاحب بیٹہ کو غور فرمائیں اگر کلام خصم حق و
صواب ہو تو نہ! حتیٰ سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سننا یا کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا سید کسر
من یخشی ۵ دیت جنہا الاشقیۃ (حق تعالیٰ نصیحت ماننے کا جو ڈرتا ہے اور اس سے وہ بڑا بہت دور
رہے گا۔ ت) اے میرے پیارے بھائیو! کہہ اسلام کے بھراہیو! اگرچہ نفس فائدہ دہن عیارہ اور
اور شیطان لعین اس کامعین، ولہذا خطا کا اقرار آدمی کو ناگزیر، مگر واللہ! واذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ
المعذۃ بالاثم (اور جب اس سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈر تو اسے اور ضد چڑھے گناہ کی۔ ت) کی آفت سخت
شدید، ایسے منکو مرحلہ شیعہ (کیا تم میں ایک آدمی بھی نیک چلن نہیں۔ ت) خدا را ذرا انصاف
کو کام فرماؤ، خلق کا کیا پاس خالی سے شہادہ، کچھ دیکھا بھی کس پر امکان کذب کی تہمت دھرتے ہو، کس پاک
بے عیب میں عیب آنے کا احتمال کرتے ہو، العجلۃ اللہ! ارے وہ خدا ہے سب خوبیوں والا ہر عیب نقصان
سے پاک نرالا، ذرا تو گریبان میں منہ ڈالو جس نے زبان عطا فرمائی اس کے بارے میں تو زبان سنبھالو، وائے

لے غنیہ المستفی شرح فیہ المصلی فصل فی الامارۃ سہیل انیسٹریٹ لاہور ص ۱۳-۵۱۳

۵۱۳ العتقان اکرم ۴۶/۴۴ ۵۱۳ القرآن اکرم ۴۶/۴۴

۴۶ ۲۰۶/۲

۴۸ ۱۱

بے انصافی! تمہیں کوئی جھوٹا کہہ تو آپے میں نہ رہو اور ملک جبار و احد قہار کا جھوٹا ہونا یوں ممکن کہہ، یہ کوئی سسی
دیانت ہے، کیا انصاف ہے، اس پر یہ قہر اصرار پر با اعتساف ہے، اسے طائفہ حافظہ اسے قوم مفتون!
مانو تو ایک تدبیر تمہیں بتاؤں، میرا رسالہ تنہائی میں بیٹھ کر بغور دیکھو، ان دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک
کو کے انصاف سے پرکھو، فرض کروم کہ دو سو میں استعمال گنبد الہی پر صرف ایک دلیل اور تمہارے خیال اور
تمہارے امام کے مذہبی اقوال پر فقط ایک ایک اعتراض قاطع ہر حال و قیل باقی رہ گیا، باقی سب تم نے
جواب دے لیا، تو جوابی برادر! احقاق حق کو ایک دلیل کافی، ابطال باطل کو ایک اعتراض کافی، نہ کہ دلائل
باہرہ اعتراضات قاہرہ صد ہا سنو اور ایک شے گنو، دل میں جانتے جاؤ کہ دلائل با صواب اور اعتراض لا جواب
مٹکمانے کی قسم تو یہ کی آن بلکہ اُسے تائید باطل کی فکر سامان، یہ تو حق پرستی نہ ہوئی بادیستی ہوئی، نشہ تعصب
میں سیاہ مستی ہوئی، پھر قیامت تو نہ آئے گی حساب تو نہ ہوگا، خدا کے حضور سوال و جواب تو نہ ہوگا، اسے
رب میرے اہدایت فرما اور ان لمیل آنکھوں کو کچھ تو شرماسہ

میں توانی کہ وہی اشک مرا حسن قبول اسے کہ دُرِ ساختہ قطرہ بارانی را
(اے اللہ! تو میرے آنسوؤں کو حسن قبول دے سکتا ہے جیسا کہ تو بارش کے قطرہ کو حق
بنادیتا ہے۔ ت)

اور ہمیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصد جواب کی ہمت رکھیں ایک ایک دلیل ایک ایک اعتراض کا تفصیل
جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ اہلکے مشیت دفع مذمت غریب عوام جواب کے نام کر لیں، کچھ اعتراض باقی سے
اعراض، یہ کلام خصم کا رد نہ کرے گا، انہیں پر صاعقہ بن کر گرے گا کہ جب حجت خصم مثانہ کے مذہب کے اعتراض
ہٹانہ سکے تو ناحق تکلیف عامراٹھائی، مصیبت سیاہی نامہ اٹھائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلان مذہب کا
اقرار کیا، لہٰذا کچھ دیر توحی و انصاف کی قدم بھجو، زنجیر تعصب کی قید سے بھجو، خار زائیکہ میں اتانہ الجھو، افسوس
کہ حق کا چاند جلوہ نما اور تمہارے نصیب کی وہی کالی گٹھا، ہمارے ہمایوں سایہ فکس اور تمہارا تاج وہی بال زلف
اسے پتے خدا پچ سے محض جھوٹ سے زائل، پچے رسول پر سچی کتاب اتارنے والے! اپنے پچے صیب کی
پچی وجاہت کا صدقہ امت مصطفیٰ کو سچی ہدایت نصیب فرما،

صلی اللہ تعالیٰ علیٰ العجیب وسلو علیٰ الہ
وصحبہ و شرف کرمہ مانجی الصادق
وهلک الکاذب ونہی الصدق عن
تعاطی الکواذیب قولک الحق و
اے اللہ! رحمتیں نازل فرما اور آپ کے شرف و
بزرگی میں مزید اضافہ فرما جو صیب ہیں جب تک
صادق نجات پاتے رہیں، کاذب ہلاک ہوتے رہیں
جنہوں نے تمام کواذیب سے منع فرمایا، تیرا قول حق

وعدك الصدق وذك الحمد واليك المصير
 انك على كل شئ قدير وصلى الله تعالى على
 سيدنا محمد وآله وصحبه
 اجمعين آمين الله الحق آمين !

الحمد لله کہ یہ مبارک رسالہ مہرِ بحالہ باوجود کثرتِ اشغال تحریرِ رسائل و ترتیبِ رسائل تیرہ دن کے متفرق
 جلسوں میں مسودہ اور تیس دن میں صاف و حیضہ ہو کر دو از دو ہم ماہ مبارک و فاخر شہر ربیع الآخر روز ہجری ۱۳۰۷
 ۱۳۰۷ھ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو ہمہ وجہ بدرمائی تمام و شمع بزمِ ہدایت انام ہوا۔

فہ الحمد والمنہ کہ آج اس مبارک رسالے نفلت کے قبائے رنگِ صدق جمانے والے، رنگِ کتبہ
 گمانے والے سے علوم و دینیہ میں تصانیفِ فقیر نے سوا کا عد و کمال پایا،

والحمد لله وحاب العطايا، مايتا تقبل منا
 انك انت السميع العليم ۝ والحمد لله
 رب العالمين والصلاة والسلام على
 سيد المرسلين محمد وآله وصحبه
 اجمعين، سبھن ربك رب العزة عما
 يصفون وسلام على المرسلين، والحمد
 لله رب العالمين، تمت وبالحمد تمت
 بعون من قال وقوله الحق تمت كلمت
 ربك صدق وعد لا لا مبدل لكلمته
 وهو السميع العليم ۝ الحمد لله الذي
 بنعمته وجلالته تم الصالحات والصلوة و
 السلام على سيدنا ومولانا محمد سيد الكائنات
 وآله وصحبه وأمتہ وحزبہ اجمعين والحمد
 لله رب العالمين -

تمام حمد اللہ تعالیٰ کی ہے جو تمام انعمات کا عطا کرنا
 ہے، اسے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول فرما
 بلاشبہ تو سننے والا جاننے والا ہے، تمام حمد اللہ کی
 ہو جو ہاتھوں کا پروردگار ہے، صلوٰۃ سلام نازل ہو
 تمام رسولوں کے سردار حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 پر آپ کی آل و اصحاب تمام پر، سلام علی المرسلین
 والحمد للرب العالمین رسالہ تمام ہوا اور خیر کے ساتھ وسیع
 ہوا اس ذات کی مدد سے جس نے فرمایا جبکہ اس کا
 فرمان برحق ہے تیرے رب کے کلمات صدق و عدل
 میں تمام ہیں کوئی ان کو تبدیل کرنے والا نہیں وہی سننے
 جاننے والا ہے، تمام تقریض اللہ تعالیٰ کی جس کی
 نعمت و جلال سے خوبیاں تمام ہوتی ہیں اور صلوٰۃ و سلام
 ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آل و اصحاب
 و اُمت اور ان کی سببِ نجات پر، والحمد للرب العالمین (تہ)

کہ عید کا المذتب احمد رضا البریلوی
 علی عنہ محمد بن مصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تحریر جناب مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ میں ربنا القدر بر رسالہ مبارکہ تبیح السبوح عن عیب کذاب المقبح
 فقیر غلام دستگیر قصوری کا دن ولادت ۱۳۰۸ھ میں بریلی میں وارد ہوا اور اسی مبارک رسالہ کے
 دیکھنے کا اتفاق پڑا، چونکہ مدت دراز کے بعد یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے اور ملاقات اجنب اور نیز مشورہ امر دینی
 کے سبب جو وکلا سے کرنا تھا اس قدر کم فرصتی ہوئی کہ معمول و خلافت جو کبھی سفر و حضر میں ترک نہیں ہوئے تھے
 ان چار روز میں وہ بھی پورے نہ ہو سکے، اس کشاکش میں اس رسالہ سلالہ کو فقیر بالاستیعاب کیا کچھ حقہ
 معتد بہا بھی نہ دیکھ سکا مگر ابستہ اور درمیان اور انتہا سے جو دیکھا تو مستلہ امکان کذب باری تعالیٰ کا
 رد پایا اور اس کو آنکھوں سے لگایا الحمد للہ حمد اکتیوا کہ اس کے مولف علامہ فہامہ نے جو ایک علم
 اور فضل کے خاندان سے عمدۃ الخلف و بقیۃ السلف ہیں اس بارے میں بھی اپنے عزیز و اقارب کو جو ہمیشہ
 کا بغیر اشاعت علوم دینیہ میں مصروف ہیں صرف فرمایا جزاۃ اللہ الشکور عنی وعن جہیم السلین خیر
 الجزاء و اوصلہ الی غایۃ ما یحب یرضی، اللہم تقبل منا انک انت السميع العليم، و صلی اللہ
 تعالیٰ علی خیر خلقہ مظهر لطفہ و احسانہ سیدنا محمد و عترتہ اجمعین اللہم ارحمنا معهم
 برحمتک یا ارحم الراحمین !

۱۵ جمادی الاول روز روانگی وطن یہ چند حروف لکھے گئے و اللہ ہو السیر للصعاب ۔